مسلمانانِ برہما و ارکان کے

قومی حالات

یعنی

رسالۂ

تاریخ اِسلام برہما و ارکان

مع

مختصر حالات ملایا اور ملیشیا (انڈونیشیا)

مؤلفہ

محمد خلیل الرحمٰن غفرلہ المنان ارکانی۔ وکیل شہر اکیاب برہما

(سابق ہیڈ ماسٹر محمڈن ایلمینٹری ٹریننگ کلاس گورنمنٹ نارمل اسکول اکیاب)

باہتمام

علیم الدین صاحب مالک اسٹار آرٹ پریس ۳۳ زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں چھپی

بار اول (ایک ہزار کاپیاں)۔ سنہ ۱۹۴۶ء

قیمت :۔ دو روپیہ آٹھ آنے (۲/۸)

(جملہ حقوق محفوظ کوئی صاحب بلا اجازت چھاپنے کا قصد نہ کریں)

Marfat.com

131

Marfat.com

مصنف

محمد خلیل الرحمان

۲۹۷.۴۰۹۵۹
خ ۴۹ ت
۱۸۴۳۷

DATA ENTERED

Marfat.com

DATA ENTERED

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
۱	سبب تالیف
۷	فصل اول - اسلام برہما اور اراکان میں کیونکر پھیلا
	(۱) برہما کی قدرتی ہیئت اور شاہراہیں
۸	۲- علمبرداران اسلام - قصیدہ -
	فصل دوم - عربی نسل برہما مسلم اور اراکانی مسلم (۱) عربی تجارت قبل اسلام (۲) آنحضرت صلعم کے مختصر حالات اور آغاز اسلام -
۱۵	(۳) بعد اسلام عربی تجارت کے ساتھ اشاعت دین حق اور فتوحات عالم -
۲۱	(۴) راجگان برہما اور اراکان کی آبادی بڑھانے کی پالیسی -
۲۴	(۵) ملک برہما میں سب سے آگے عربوں کا اراکان میں بسنا - رواجمیہ اور روانگیہ بستیان
۳۲	(۶) مشہور سیاحان عرب نے برہما کی بابت کیا کہا؟
۳۵	(۷) سیاست اور تجارت اور افواج برہما میں عرب ایرانی ہندی اور اراکانی اور برہما مسلمان -
۳۶	مانوہا - بیاطہ اور بیاطوی - انور تھا اور
۳۷	تشوے بنجی اور شوے پنگلے
۳۸	ٹاونگیبو نگوڈا -
۳۹	جانزیٹہ وہندی رسالہ سولوا ور رحمان خان راجہ ڈریٹ کے مسلم جانبدار - بیاطہ سے مسلم افسر پیگو کے درویش تجار -
۴۰	مسلم جہازران - تگودبتی کے مسلم سپاہی -
۴۱	مرتبان کے مسلم تجار - اناوک پھلوں کی غریب فوج - جہانگیر کا خط - سلطان دکن کی سفارت
۴۲	تبین شوئیتی کی مسلم فوج - پیگو کے مسلم تجار و کمشنر - سلیم شاہ کی مسلم فوج اراکان - نیندرسیریم -
۴۳	عالم کیھیہ کی مسلم فوج - آوا کے مسلم تجار - مسلم پروپیگنڈا - سلطان ملایا - برہما کے طرز حکومت -
۴۴	بودھ پھیہ کا مسلم اجارہ دار رنگون - پگان من کے مسلم مشیر - بودو پھیہ کے مسلم وزیر مونگ شوئیڈوت - برہما مسلم فوجی افسران -
۴۵	اوددون اور ملا اسماعیل وغیرہ -
۴۶	اورن آونگ - اوسین - متولیان جوبلی مسلم جوہری - مقربان خاص - مولوی یوئن
۴۸	معززہ برہما مسلم خواتین - مسلم وتدراتے اراکان - مغن - بیگمات مجلس سید موسیٰ اراکانی مسلم سپہ سالار -
۴۹	مسلم صوبیدار - مسلم وزیر مال - شجاع قاضی اجیراتنگ -
۵۱	ادجی ملک التجار -
۵۲	مشہور اراکانی مسلم تجار -
۵۳	(۸) مسلمانوں کو فوجی خدمت کے صلے میں جاگیریں ملتی اور مسلم بستیاں -
۵۴	بانیان شہر میڈو - اراکانی مسلم زمیندار اور بانیان قدیم اراکانی مسلم بستیاں -
۵۶	(۹) مسلمانوں کو قربانی منع کرنا اور بدھ مذہب کی ترغیب دلانا -
۵۸	(۱۰) عربی نسل مسلمانوں کے قدیم رسومات پہچان

Marfat.com

صفحہ	مضمون
	زبان اور لباس۔
۶۲	(۱۱) مسلمانوں نے اہل برہما کو کیا کیا سکھایا
۶۴	(۱۲) بدر مقامات۔ اولیاء اللہ اور علمائے کرام اور اشاعت اسلام کا بیان۔
۶۶	بدر شاہ۔ اور بدر مقامات۔
۶۷	پانچ پیر سیریم کے مولانا فضل الحق خیرآبادی سنڈوے۔
۶۹	اکیاب کا بدر مقام۔ بابا جی وغیرہ اکیاب
۷۱	سید شاہ علاول رحمہ اور ان کی کرامات۔
۷۳	حسن شاہ گل مل شاہ اور لالی فقیر وغیرہ
۷۵	برہما کے بڑے مشہور علماء اسلام۔
۷۶	ارکان کے مشہور علما اور شعراء۔
۸۰	عربوں نے ملک برہما کو کیوں فتح نہیں کیا؟
۸۲	فصل سوم۔
	طبقۂ دوم۔ ایرانی نسل مسلمان۔
۸۵	فصل چہارم۔
	طبقۂ سوم۔ ترکی یا تاتاری نسل مسلمان یا تیتھے
۸۶	تاتاریوں کا ملک برہما کو فتح کرنا۔
	راجہ نرا سیہاپتی اور قبلہ خاں۔
۸۷	عریان قدائی تخلیب رسمی خراج۔
	قتل سفرائے چین۔ نصر الدین۔
۸۸	صوبۂ زردندان جنگ تٹ سنجان۔
۹۰	سنتیمور۔ کلادیا پیگو کے راجے۔ نوتلے
۹۱	راجہ مہا یادرہ دھمہ اور پیتلے۔
۹۲	پانیتھے اور ہدی ہعلی۔
۹۳	اسلامی سکوں کی تصویریں۔
۹۴	فصل پنجم۔
	طبقۂ چہارم۔ ہندی النسل قدیم غوری

صفحہ	مضمون
	اور مغلیہ مسلمان اور تاریخ ارکان کا کچھ بیان
	غوری النسل مسلمان پٹھان۔ اور غوری پٹھانوں کا ارکان کو فتح کرنا۔
۹۵	سلاطین بنگال اور من سموم
۹۶	راجہ منکھاؤن۔ راجہ ڈریٹ۔
۹۷	پہلی ہجرت کا زمانہ۔ برہما اور تلائن کے فساد کی بنیاد۔
۹۸	شان کی عملداری۔ من سموم کی فراری
۹۹	احمد شاہ ونزیر شاہ۔
۱۰۰	ولی خاں کا ارکان کو فتح کرنا۔ من سموم کو ارکان کا تخت ملنا۔
۱۰۱	اسلامی نام وخطابات غوریوں کی منزل گاہیں اور مسجدیں۔
۱۰۲	اسلامی حکومت اور سررشتہ قضا شہر میوہاؤنگ
۱۰۳	بندر۔
۱۰۴	ارکان کی حفاظت کی صورت۔ غوری بستیاں۔
۱۰۵	شاہراہیں۔ فوجی مقامات
۱۰۶	مسلمان اور ارکانی راج کی وسعت خاندانی شجرہ
۱۰۷	زبان علی خاں رمنکھاری۔ کلمہ شاہ۔
۱۰۸	دولیہ ودیگر راجے۔ زبک شاہ اور تین خوتیجی
۱۰۹	راجہ تھیک کا حملہ چاٹگام۔ مغلیہ سلطنت کی بنا ارکانی لاک ہونا مشرقی بنگال کا۔
۱۱۰	سکندر شاہ۔ سلیم شاہ۔ حسین شاہ۔
۱۱۱	پرتگیز قزاق۔ سری سدھمہ
۱۱۲	نرا پتی جی۔ بنگالی قیدی۔ ہائیش قوم۔ بدسلوکی
۱۱۳	مسلم مسی قطان تخت۔ عربی فارسی مدرسے۔
۱۱۴	فارسی الشاد۔ فارسی مترجم سنگ نشتی۔ سنہ ہجری

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۱۵	قومی یادگاریں - سندیخاں مسجد عالم لشکر مسجد اور دیگر مسجدیں -
۱۱۸	لباس - اصول تبدیلی لباس - فتوئی کمالی
۱۲۰	رسومات نکاح و شادی - عورت چرانے کی سزا - کابین نامہ - دعوت ولیمہ - اداب مجلس -
۱۲۳	سوشل ریفارم - برہما مترج ایکٹ اور قوالی وغیرہ -
۱۲۴	پیشے اور جائداد کی بابت برہما گورنمنٹ کی پالیسی -
۱۲۵	شہر اکیاب کی بنیاد -
۱۲۶	خزانہ و فینہ -
۱۲۸	فصل ششم -
	مغلیہ مسلمان یعنی شاہ شجاع اور اس کے اہل وعیال و مغلیہ فوج کا ارکان میں آنے کا بیان -
۱۳۰	شجاع اور اس کے اہل وعیال کی تباہی قصیدہ -
۱۳۲	شجاع کی تباہی کی وجوہات
۱۳۳	شاہزادی آمنہ کو جبراً حرم میں لانا اور شجاع کے سیم وزر قبضہ کرنا -
۱۳۴	سلطنت ارکان کا مغربی حصہ چاٹگام کا اسلامی فتح -
۱۳۶	راجگان ارکان مغلیہ سپاہیوں (کمانچیوں) کے رحم پر حکومت کرنا - سری تریا - مونی دھمّہ
۱۳۹	کمانچیوں کا شہر بدر کرنا اور ارکانی راج کی تباہی - مہاڈنڈا بو یا سندھ وتریہ - سندھ تریا - تھامہ ترایا - پرامہ -

صفحہ	مضمون
۱۴۰	سندہ پرامہ - ابیا - سندھ سومنہ -
۱۴۱	برہما کا ارکان فتح کرنا - اکتوبر ۱۷۸۴ء -
۱۴۳	ارکان کی ابتر حالت -
۱۴۴	ارکانی مسلمانوں اور مگوں کی ہجرت
۱۴۵	انگریزوں کا ارکان کو قبضہ کرنا ۱۸۲۵ء -
۱۴۷	شاہ شجاع کے آخری انجام کے بابت مختلف روایات -
۱۵۳	پیروان شاہ شجاع اور ان کی اولاد کا برہما کی طرف ہجرت کرنا -
۱۶۰	پاسی - سوے تعلیمی مسلم افسر یا تھینڈٹ
۱۶۱	اسی ین -
۱۶۲	سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ کا بیان
۱۶۶	فصل ہفتم -
	طبقہ پنجم - مخلوط النسل مسلمان -
۱۷۰	فصل ہشتم -
	ہندی النسل جدید یا غیر مخلوط النسل مسلمان
۱۷۱	فدایان قوم - مدارس اسکول یتیم خانے وغیرہ کا قیام -
۱۷۴	ڈپٹی انسپکٹران مدارس اردو -
۱۷۵	مشائخین زماں -
۱۷۶	فصل نہم - ضروری باتیں
	(۱) ارکانی اور برہما مسلموں کے قومی نام اور انکی وجہ تسمیہ - قومی ترانہ
۱۷۷	روانیہ یا روانگیہ
۱۷۹	رخامی - رختگی یا ردشتگی -
۱۸۱	زریادی
۱۸۳	زیریادی
۱۸۶	میٹرو -

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۸۷	ملک برہما کی حکومت (۱) راجگان برہما کے طرز حکومت
۱۸۸	انگریزی طرز حکومت
۱۹۱	مادر برہما کو فریاد برہما مسلم۔ نظم۔
۱۹۳	تعلیمی حالات اسلامی تعلیم بعہد راجگان برہما و ارکان - ارکانی مسلمانوں کی رسم تحریر کے چند کتابی نمونے۔
۱۹۵	برہمی یا مگھی زبان کی تعلیم قدیم
۱۹۶	اسلامی تعلیم بعہد حکومت انگریزی
۱۹۸	رسومات فاتحہ اور دعوات خوانی
۱۹۹	برہما کے کشتی اور کشتی کے تماشے۔
۲۰۰	مسلم شکاری اور ہرن شکار۔
	فہرست راجگان برہما۔
	(۱) راجگان پگان
	(۲) خاندان انور تھا پگان
	(۳) راجگان شہر مین سائنگ اور پنیا
	(۴) راجگان سگائنگ
	(۵) راجگان شہر آوا
	(۶) راجگان خاندان ٹنگو
	(۷) شجرہ خاندان عالم پھیہ
	(۸) تلائن راجگان ہنتھاوی - پیگو۔
	(۹) راجگان ارکان کی فہرست
	(ا) شہر دھنیاودی کے راجے
	(ب) شہر ویسالی کے راجے
	(س) شہر لنگریٹ (لنجیٹ) کے راجے
	(ح) شہر مرو ہاونگ (میو ہاونگ یا میوک (و) کے راجے
	(ط) سلاطین برطانیہ عظمیٰ (انگریز) کی فہرست

غلط الفاظ کی فہرست

غلط الفاظ	صحیح الفاظ
صفحہ ۱۰ سطر ۵ میں - سنہ ۱۹۳۰ء	سنہ ۱۳۳۰ء
صفحہ ۶۷ سطر ۹ ؍ - (صفحہ ۵۲)	صفحہ ۶۸
صفحہ ۸۷ سطر ۷ ؍ - بتایا تھا	بتایا تھا
صفحہ ۱۰۹ - سطر ۱۵ ؍ - انتقام کیا۔	انتقال کیا۔
صفحہ ۱۱۷ - سطر ۱۶ ؍ - سنہ ۱۳۷۹ھ	سنہ ۱۲۷۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قومی حالات مسلمانان برما و ارکان

یعنی

رسالہ تاریخ اسلام برما و ارکان

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّرَسُولِہٖ وَحَبِیبِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ رِضوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَجمَعِینَ ؕ

"خدا دے دوربینی اور اس چشم تصوّر کو
کہ لاکھوں کام اس سے دور کے بے دوربیں نکلے"

سبب تالیف

اس رسالہ قومی حالات کی تالیف کی میری خاص غرض یہ ہے کہ اکثر برادران ملت کو برما اور ارکان کے قدیم مسلمانوں کی اصلیت وقومیت وغیرہ کی بابت پوری واقفیت نہیں ہے۔ بلکہ فی زمانہ غیر قوموں و نیز دیگر ابنائے وطن کا یہ غلط خیال ہے کہ ملک برما اور

Acc. No. 131

ارکان کے سارے مسلمان انڈین یا انڈین کی اولاد ہیں اور بعض مخصوص مقامات کے قدیم مسلمانوں کو پھیہ یا تبخانہ کے خادموں کی اولاد سے منسوب کیا جاتا ہے جو سراسر غلط اور تعصب آمیز ہے۔ الغرض موجودہ ڈیموکریسی حکومت اور برما کے سیاریش یعنی ہندوستان سے برما کی علحدگی کی حالت میں مسلمانوں کی ہستی اور اُن کے سیاسی حقوق تو قانوناً تسلیم نہیں کئے جاتے ہیں۔ بلکہ گذشتہ چند سالوں کے اندر مسلمانوں پر جو مصائب اور حادثات بسبب قومی فتنہ وفساد کے گذرے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ نظم:۔

کون سنتا اُمتِ مرحوم کا نالہ ہے یاں
کہ انا الموجود کے دم زن ہیں سب خرد و کلاں
برما مسلم ہو کے بھائیو! کیوں بنے کالا نگاؤں؟
قعرِ ذلت میں گرے کیوں ہو کے خیر الامتاں
سیّد و شیخ و مغل کی نسل سے ہو مومنو!
پر بھلادی تم نے وہ بھی خاندانی داستاں (از مولف)

بدیں وجہ بحیثیت برما مسلم ہونے کے اس خاکسار کے دل میں حبِّ قومی کا جوش موجزن ہوا اور خیال آیا کہ ایک ایسا رسالہ مجموعی قومی حالات کا اُردو زبان میں قلمبند کیا جائے جس سے

ہمارے برما مسلم (برہمیز مسلم) اور ارکانی مسلم بھائیوں اور بہنوں کو جو اکثر اُردو زبان داں ہیں اپنی اپنی نسل اور قومیت کا کچھ پتہ بآسانی لگ جائے اور بڑی ضخیم تاریخوں اور کرم خوردہ اور بوسیدہ خاندانی شجروں کے ورق گردانی نہ کرنا پڑے اور قبروں سے اپنے بزرگوں کی ہڈیاں بغرض ثبوت النسل نکالنی نہ پڑیں۔ علاوہ اس کے اپنے مخالفین کے لئے دندان شکن جواب بھی بن جائیں۔

چونکہ زمانہ سلف سے ملک ارکان اپنی تاریخ جداگانہ رکھتا ہے اور ارکانی مسلمان جو عموماً رحمی رحمیہ یا روانیہ اور کمان کہلاتے ہیں اپنے تیئں برہما مسلم یا برہمیز مسلم کہلانا نہیں چاہتے ہیں جو عموماً زیرباجی یا زربادی اور میڈو کے نام سے مشہور رہیں۔ اس خیال سے اس رسالہ میں ارکانی مسلم اور برہما مسلم کے دونوں فریق کے قومی نام ساتھ دیئے گئے ہیں تاکہ کسی کی دلشکنی کا باعث نہ ہو۔

فی الحال ننانوے فی صدی قدیم مسلمانوں کی اولاد کو اپنے بزرگوں کے حالات کا بخوبی علم نہیں ہے کہ ملک برما اور ارکان میں کس قوم نے اوّل اوّل اسلام پھیلایا اور کب سے مسلمان آباد ہوئے تھے؟ اور ہمارے بزرگان کون اور کیا تھے اور کیونکر یہاں آئے تھے؟ اور ہمارے خاندانی کارنامے اور قومی یادگاری اور

Marfat.com

پہچان کے لئے کیا کیا چیزیں موجود ہیں؟ جس کے ذریعہ سے ہم برما اور ارکان کے قدیم باشندہ ہونے کا دعویٰ کرسکیں اور خصوصاً موجودہ سیاسیات کے زمانہ میں برملک کے دیگر اقوام کے برابر اپنے حقوق پانے کے مستحق ٹھہر سکیں ہیں۔

چونکہ اس طرف کے سارے مسلمانوں کی بابت کوئی خاص اسلامی تاریخ بھی موجود نہیں ہے جس سے اپنے مجموعی حالات بیک نظر معلوم ہوسکیں۔ ہاں جو کچھ ہمیں دستیاب ہوتے ہیں وہ غیر قوموں کے وسیلے سے ملتے ہیں۔ خصوصاً فرنگی مورخین کے طفیل سے اور کچھ برمی اور ارکانی مورخین کے قلمی نسخوں سے جنہیں گو کہ مسلمانوں کے حالات دبا دبا کے لکھے گئے ہیں تاہم جو کچھ ہے اہلِ بصیرت کے لئے گویا بقول شاعر ؎ دانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو

آتی ہے جز میں نظر کل کا تماشا ہم کو

لہٰذا اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کمترین نے جو کہ علم تاریخ سے بے بہرہ اور زبانِ ریختہ میں گویا طفل مکتب ہے اور نہ اہل زبان۔ فقط ارکانی روانیہ مسلم ہے جو کہ یکی از بہی خواہانِ زبان اُردو اور حلقہ بگوشانِ خاندانِ مجددیہ خانقاہ شریف دہلوی ہے۔ اس مختصر رسالہ کو استفادہ عام کے لئے عام فہم ٹوٹی پھوٹی

Marfat.com

اُردو میں بکمال احتیاط و بصد مشقت اور عرق ریزی سے اس خاکسا
نے مرتب کیا ہے تاکہ ہر طبقہ کے ارکانی اور برما مسلموں کو اپنی
نسل اور خاندان کی تلاش، اور ثبوت میں بہر صورت کام آوے۔
خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس خاکسار کو قومی حالات
سے واقف کار برما اور ارکان کے بزرگان علما و فضلا اور سن رسیدہ
بوڑھوں اور بوڑھیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جنھوں نے اپنے
آباؤ اجداد کی زبانی سنی ہوئی باتیں بطور کہانیاں ہمیں سنائی ہیں
خصوصًا میرے نانا جناب حیدر علی خواندکار معروف بہ چھین سرا
جناب مولوی اسماعیل ثاقب مصنف بلقیس نامہ اور جناب حکیم
عبد الشکور صاحبان قیمی۔ اور میرے والد بزرگوار جناب محمدؐ
اسماعیل معروف بہ عطیہ صاحب قیمی اور مولوی حکیم مرتضٰی علی صاحب
قیمی اور میرے سسر جناب حافظ حکیم محمدؐ لقمان صاحب اکیابی
اور ماسٹر شوبلیون صاحب ہیڈ ماسٹر برمیس ٹڈل اسکول قیمی۔ پنڈت
ابو الحسن صاحب ارکانی مؤلف روشنگ پنجالی (تاریخ ارکان)
اور جناب مولوی قاسم اور مولوی محمدؐ صالح صاحبان بنا منڈلوی۔
اور جناب اومیا نک صاحب سنڈوی تاجر اور منیجر مدرسہ سنت
جماعت سنڈوے وغیرہ کے ذخیرۂ معلومات سے اس رسالہ

کی تالیف میں از حد مدد ملی ہے۔ اس لیئے اس میں علاوہ تاریخی حالات کے اُن بزرگوں سے سنی ہوئی قابل یقین قیمتی باتیں اور صحیح واقعات بھی شامل کیئے گئے ہیں۔ جن کو اگر اس وقت یکجا قلمبند نہ کروں تو ہماری آئندہ نسل کو ملنا بہت دشوار ہوگی۔ بلکہ وہ اپنے تئیں پردیسی مسافروں کی حیثیت میں پادیں گے۔

اب اس مقام پر ہمارے اُن احباب کا خصوصاً مسٹر شمس الدین صاحب ارکانی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (علیگ) اور مسٹر بھوکھائن صاحب (ارکانی کمان) ہائر گریڈ وکیل اکیاب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے شاہ شجاع کے مزید حالات اور دیگر حوالہ جات کے مہیا کرنے میں میری پوری تائید کی ہے۔

لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ ماہرینِ تواریخ اور ارباب علوم و فنون میری اس کوشش میں ضروری تائید اور ہمت افزائی فرماویں گے اور اگر کسی قسم کی غلطی سہواً ہوئی ہو تو "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" پر یقین کرتے ہوئے مجھے معذور سمجھیں۔ وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۵

فصل اوّل

اسلام برما اور ارکان میں کیونکر پھیلا؟

(۱) برما کی قدرتی ہیئت اور شاہراہیں

ہمیں اوّل ملک برما کی قدرتی ہیئت پر ایک سرسری نظر ڈالنی لازمات سے ہے کہ کیونکہ ہمارے بزرگان اس کفرستان برما میں آپہونچے تھے۔ نقشہ برما کے ملاحظہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ برما تین طرف خشکی اور ایک طرف تری سے محدود ہے یعنی مشرق میں چین اور سیام۔ مغرب میں ہندوستان اور بحر ہند اور شمال میں سلسلۂ کوہ ہمالیہ اور جنوب میں علاقہ سیام ملایا اور بحر ہند ہیں۔ ملک برما کے مغربی حصّہ میں قسمت ارکان واقع ہے جس میں عموماً بدھ مذہب والی مگ قوم آباد ہے اور وہ کوہ ارکان یوما کے ذریعہ سے خاص برما سے جدا ہے جہاں برما۔ تلائن اور شان لوگ رہتے ہیں۔ سلسلہ کوہ ارکان اور مغربی یوما میں تین پہاڑی راستے ہیں۔ ایک درہ ٹنگوپ۔ دوسرا درہ آن باڈلاک اور تیسرا

Marfat.com

منی پور کا پہاڑی راستہ۔ اور برما کے مشرقی حصہ میں یونین اور شان کے مابین پہاڑی راستہ اور کوہ تناسرم کا درمیانی راستہ اور جنوب میں ملایا کا راستہ اور جنوب اور مغرب میں خلیج بنگال و بحر ہند کے تری کی شاہراہیں ہیں جہاں سے مسلم کاروان تجار اور مسلم فاتحان برما اور ارکان میں داخل ہوئے تھے لہٰذا اُن خشکی اور تری کے راستوں سے ہمارے بزرگان ملک برما کے ہر گوشہ میں آ بسے تھے کیونکہ برما کے لبریز دریاؤں۔ زرخیز وپُر فضا میدانوں اور تجارتی بندرگاہوں اور اہل برما کی سادہ دلی اور مہمان نوازی نے اُن کا خیر مقدم کیا تھا بلکہ راجگان اور شاہانِ زماں کی سرپرستی نے اُنہیں یہیں سکونت گزیں اور پناہ گزیں ہونے کی ترغیب دلائی تھی۔

(۲) علمبردارانِ اسلام

(قصیدہ - از مولف)

پرچم اسلام تھا از اندلس تا ملک چین
آٹھ صدی میں پہنچے عربی تاجران و غازیاں

بحر و برکے چپیہ چپیہ چھائے تھے وہ غازیاں
کوہ و دشت سندھ و اچین گونجے از نعرۂ اذاں

پیو، ہوپیا و ملایا کو تھا اُن نے سر کیا
پرچم اسلام لہراتا رہا کس شان سے واں

وہ مسلمان اب کہاں اور وہ مسلمانی کہاں ؎ تیغ و تسبیح لے بکف چلتے بغل میں قرآں
التناظرستی ارکان جابجا عربی نسل ؎ بارہویں صدی کے آگئے تھے بسے وہ مومناں
تیرہویں صدی میں قبلہ خان اعظم چین لے ؎ زیرِ نصرالدین بھیجے لشکرِ ترکی یہاں
وہ مسلماں تھے جنھوں نے فتح برما کو کیا ؎ از یونن تا ترکمو لایا تھا زیرِ عناں
آبسے ارکان میں پھر لشکرِ جرارِ غور ؎ عیسوی پندرہ صدی میں بعدِ فتحِ ارکاں
فاتحِ ارکان ولی خان مع غوری پٹھان ؎ چھین لیا برما سے اُن نے تختِ ارکاں بیگماں
عیسوی سترہ صدی میں مغلیہ فوجِ شجاع ؎ آبسی ارکان و برما میں تھی ہر جا ہو عیاں
اُن سبھوں کی نسل سے رحمی وزر بادی کماں ؎ جو بسے تھے برما و ارکان میں با عز و شاں
اُن میں سے تھا کوئی سید کوئی شیخ کوئی مغل ؎ ہوگیا کھچڑی ہو وہ سب قومیت اب ہے کہاں

القصہ سب سے آگے علمبرداران اسلام عرب تجار اور سیاحان تھے جو بغرضِ تجارت اور سیاحت ملکِ برما اور ارکان کے سواحل پر آئے تھے اور قدیم بندرگاہوں اور بڑے شہروں میں جیسے کہ ویسالی۔ رامری دراماودی ایکو تھا ٹھوں مرتبان یگان سیریم۔ تناسرم (التناظر یا تناصرین) اور مرگوئی وغیرہ میں سنہ ۷۸۸ء اور سنہ ۱۲۰۰ء کے درمیان بسے تھے اور سنہ ۱۶۰۰ء تک عرب ہی مشرقی سمندروں کے مالک و مختار بنے ہوئے تھے۔ مگر ملکِ برما میں سب سے آگے عربوں کے ارکان میں بسنے کا تاریخی ثبوت ہے۔ اور عربوں

Marfat.com

گے قدم بہ قدم چل کر اُسی عرصہ ایرانی تجار بھی آئے تھے۔ اور بعد ازاں سنہ تیرہویں صدی عیسوی میں قبلہ خاں شہنشاہ چین کے بارہ ہزار ترکی یا تاتاری فوج نے ملک برما کو یونن سے شہر پگان اور ترگ موتک فتح کیا تھا۔ اور وہ لوگ مشرق سے یونن کے راستے سے آئے تھے۔ اور ۱۲۰۳ء میں غوری پٹھانوں نے ملک ارکان کو فتح کر لیا تھا۔ اور وہ بنگال سے آ کر ارکان میں جا بجا بسے تھے۔ اور آخر کار شاہ شجاع اپنے اہل و عیال اور کثیر التعداد خنبندہ مغلیہ فوج کے ساتھ ارکان میں آیا۔ اور ارکان سے بہت سے مسلمان کوہ ارکان کے راستوں سے چل کر برما کے مختلف مقامات میں مقیم ہوئے تھے۔ اسی طرح اُس زمانہ میں ارکان گویا اسلام کا پیش خیمہ بنا ہوا تھا۔ علاوہ بریں منی پور ملایا اور تناسرم کے راستوں سے بھی بہت سے ملائی مسلمان مختلف اوقات میں برما میں آ بسے تھے۔ مگر یاد رہے کہ جو ہندی مسلمان برما میں سب سے آگے آئے ہوئے تھے وہ عربی النسل ہندی تھے۔ جیسا کہ سورتی مالاباری رکاکا، مدراسی رچولیہ، اور بنگالی۔

مگر ۱۸۲۵ء سے جب ارکان اور برما سرکار انگریزی کے قبضہ میں آئے تو آمد و رفت کی سہولتیں زیادہ ہونے کے

Marfat.com

سبب سے جوق جوق ہندی مسلمان ہندوستان کے ہر حصّے سے بذریعہ خشکی و تری آکر برما کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے ہیں اور مسلم آبادی کی اس حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر برما کے غیر مسلم قوموں کے دلوں میں تعصب پیدا ہوکر قدیم مسلمانوں کی اولاد کو نو وارد انڈین کے زمرے میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے سرکاری عہدوں میں لائق مسلم اُمیدواروں کا بڑے تراش خراش کے ساتھ طوعاً وکرہاً مقرر کیا جا رہا ہے۔ جو امتیاز برما اور ارکانی راج میں نہ تھا۔

اب امور مذکورہ بالا کو مطمح نظر رکھتے ہوئے برما اور ارکان کے کل مسلمان چھ بڑے طبقوں میں منقسم کئے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

طبقہ اوّل۔ عربی النسل برما مسلم اور ارکانی مسلم (سنہ ۸۰۰ء تا سنہ ۱۶۰۰ء)۔

طبقہ دوم:۔ ایرانی النسل برما مسلم اور ارکانی مسلم (سنہ ۸۰۰ء تا سنہ ۱۶۰۰ء)

〃 سوم:۔ ترکی یا تاتاری النسل مسلمان جن کو چینیا مسلم یا پانتھے کہتے ہیں (سنہ ۱۳۰۰ء)

〃 چہارم:۔ ہندی النسل قدیم (غوری اور مغلیہ) مسلمان (سنہ ۱۵۰۰ء تا سنہ ۱۷۰۰ء)

〃 پنجم:۔ مخلوط النسل مسلمان (یعنی طبقہائے اوّل، دوم، سوم اور چہارم باہم مل جلکر)

〃 ششم:۔ ہندی النسل جدید یا غیر مخلوط النسل مسلمان (سنہ ۱۹۰۰ء تا سنہ ۲۰۰۰ء)

اور اس رسالہ میں ہر طبقہ کے مسلمانوں کے حالات ایک

Marfat.com

ایک جداگانہ فصل میں بیان کئے جائیں گے۔

فصل دوم

طبقۂ اوّل

عربی النسل برما مسلم اور ارکانی مسلم

اس طبقہ کے مسلمانوں کے حالات بیان کرنے کے قبل اسلام اور عربوں کا کچھ ذکر عام مسلمانوں کی آگاہی کے لئے کرنا فرض اوّلین اور لازمی امر ہے۔

(۱) عربی تجارت قبل اسلام

تواریخ[۱] سے ثابت ہے کہ قبل از اسلام عربی تجارت ممالک مشرقی کے ساتھ قائم تھی۔ عرب تجار مجمع الجزائر شرق الہند اور ملایا سے مصالحہ جات خریدتے اور یورپ ایشیا اور افریقہ کے ملکوں میں انہیں لیجا کر بیچتے تھے اور خشکی اور تری کے ذرائع سے ہندوستان چین برما اور ملایا تک وہ لمبے سفر کرتے تھے۔ اُن سوداگروں کی

نوٹ :- (۱) ہارمسود محمد کی تاریخ دینا ملیشیا - عربیہ قبل محمد - تاریخ برما از ہاروے

قوم قریش کہلاتی تھی اور ملایا کو عربی جغرافیہ داں اِدریسی نے "ملے" نامزد کیا ہے اور فرنگی جغرافیہ داں ٹولیمی نے "ملایو اور لوائر برما کو سیاحانِ عرب "رحمہ" بولتے تھے۔ جس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا۔

(۲) آنحضرت محمدؐ صلعم کے مختصر حالات اور آغازِ اسلام

حضرت عیسیٰ عم کے بعد چھ صدی عیسوی یعنی ۵۶۹ء میں قوم قریش میں آنحضرت محمد صلعم شہر مکّہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہؓ تھیں اور والد مکرم حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن عبدالہاشم ابن عبدالمناف تھے جو قوم قریش کے معزز امرا اور رؤسا میں سے تھے اور محافظان خانہ کعبہ بھی تھے۔ اس زمانہ کو ایامِ جہالت کہتے ہیں۔ کیونکہ اُس زمانہ کے عرب لوگ جاہل بت پرست۔ ستارہ پرست اور شجر وحجر وغیرہ پوجنے والے تھے خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ مورتیں تھیں جن کو وہ پوجتے تھے۔ وہ بڑے جنگجو قبائل تھے۔ اور تجارت اور سپہ گری اُن کے خاص پیشے تھے قبل نبوت خود آنحضرت صلعم بغرض تجارت حضرت ابوبکر صدیق وغیرہ عرب قافلہ کے ساتھ بلادِ شام اور عراق میں تشریف لے جاتے تھے اور آپکے اصحاب کبار بھی تجارت کرتے تھے۔ حضور

صفحہ ۱۔ ہسٹری آف سراسین (تاریخ عرب) از سید امیر علی صفحہ ۵۔

کے شریک تجارت قیس بن سائب مخزومی تھے۔ حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضؓ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت عثمان غنی رضؓ وغیرہ کی دولت کثیرہ تجارت کے ذریعہ حاصل ہوئی جس کو انھوں نے اسلام کی بہبودی اور ترقی اور آنحضرت صلعم کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے نثار کر دیا تھا۔ آنحضرت نے بعد نبوت حاصل ہونے کے اُن جاہل عربوں کو توحید کا نیا سبق سکھایا اور اسلام کا عمدہ ترین اور شائستہ مذہب دنیا میں شائع کر دیا۔ اور اسلام کے نور ایمان نے سرزمین عرب سے باہمی نفاق و فتنہ و فساد اور خونریزی کو دور کر کے اُن جاہل صحرانشینوں کے مکدّر دلوں کو منوّر کر دیا۔ کیونکہ آپ پر معجز نما و روشن کتاب قرآن مجید و فرقان حمید نازل ہوئی

مثنوی:- "قرآن ہے نور از نور الٰہی   قرآن خود معجزۂ مصطفائی
قرآن ہے رہنمائے انس اور جاں   کہ ہے یہ حرز جاں و نور ایماں" (از مولف)

الغرض سرزمین عرب سے جہالت اور کفر کی گھٹا یک قلم دور ہوگئی اور آپ کے حین حیات میں سارا عرب آپ کے زیرنگیں ہو چکا تھا بلکہ دور دراز ملکوں میں بھی آپ نے دعوت اسلام بذریعہ عرب تاجروں یا خاص قاصدوں کے دی تھی۔ جس کے سبب سے راجۂ حبش اور راجۂ مالابار مسلمان ہو چکے تھے۔ غالباً آنحضرت صلعم

کے حین حیات میں دعوتِ اسلام برما اور چین تک ضرور پہنچی ہوگی کیونکہ اچھے موسم میں عرب سے تجارتی جہاز ڈیڑھ یا دو مہینے میں وہاں پہنچنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ اور ۶۳۲ء میں جب مدینہ منورہ میں آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو سارے عرب قبائل مشرف بہ اسلام ہو کر متفق ہو چکے تھے۔ بلکہ وہ سرشار مئے توحید بن کر دنیا میں اسلام کا ڈنکا بجا دیا اور آپ نے نہ صرف اُن عربوں کو بلکہ سارے عالم کو دین حق۔ تجارت سیاست اور حکومت وغیرہ کے عمدہ ترین اور مہذب طریقے سکھا دیئے تھے۔

۳- بعد اسلام عربی تجارت کیسے تھا اشاعتِ دین حق اور فتوحاتِ عالم

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد اسّی سال کے اندر ہی اندر یعنی ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی میں عربوں کی تجارت اشاعت دین ہدیٰ اور فتوحات عالم کا زبردست سلسلہ بڑے جوش وخروش کے ساتھ جاری ہو گیا۔ اور ملایا اور مجمع الجزائر مشرق الہند کے مصالحہ جات وغیرہ کی تجارت اُن کے قبضے میں رہی اور عرب جہازران گویا مشرقی اور مغربی سمندروں کے مالک بن گئے تھے عربی غازیوں اور فاتحوں نے شام عراق ایران کابل ماوراء النہر

مصر شمالی افریقہ مراکو ہسپانیہ (اندلس) اور جنوبی فرانس و سسلی اور بحیرۂ روم کے اکثر جزائر کو شمال اور مغرب کی طرف فتح کیا تھا اور جنوب کی طرف بورنیو اور فلپائن تک تسخیر کی تھی۔ اور ہندوستان میں پہلی اسلامی سلطنت کی بنا ڈالی یعنی سنہ ۷۱۱ء میں جنرل محمد ابن قاسم نے عرب تاجروں کے انتقام لینے کے لئے سندھ پر فوج کشی کی اور سندھ کے راجہ داہر کو قتل کرکے سندھ کو فتح کر لیا تھا۔ اور بعد ازاں راجپوت ہندو راجاؤں کو مطیع اور فرمانبردار بنا لیا[1]۔ اور سواحل بحر ہند پر عرب تاجروں نے جا بجا قیام گاہیں بنا لی تھیں اور سنہ ۸۶۷ء میں وہ ارکان میں بسے تھے۔ سنہ ۸۵۰ء میں مجمع الجزائر شرق الہند ملایا، ہند چینی چین اور عرب کے درمیان انکی تجارت برابر جاری رہی اور بصرہ اور عمان تجارتی مراکز بنے ہوئے تھے۔ اور سنہ ۱۲۷۶ء میں ملایا کا ہندو راجہ معہ سارے اہل و عیال اور رعایا کے اسلام قبول کرنے کے سبب سے ملایا اور شرق الہند میں ایک زبردست اسلامی سلطنت قائم ہو چکی تھی و نیز سنہ ۱۳۳۸ء اور سنہ ۱۴۷۸ء کے عرصہ میں جاوا کے ہندو راج "مڈیو پا ہیت" اور سماٹرا کو فتح کامل کر کے شہر اچین کو (سماٹرا میں)

نوٹ:- (۱) تاریخ عرب از سید امیر علی صفحہ ۱۰۴۔ خلیفہ ولید کے عہد میں سنہ ۷۱۵ء میں سندھ ملتان پنجاب کو دریائے بیاس تک عربوں نے فتح کیا تھا۔

مشرق بعید کی اسلامی سلطنت کا دار الخلافہ بنایا اور علی مغایت
شاہ اچین کا پہلا سلطان بنا اور سلطان علاء الدین قہار نے
سنہ ۱۵۳۰ء اور سنہ ۱۵۵۲ء کے درمیان مزید فتوحات کیے تھے۔ اور
جزائر بورنیو۔ سنڈا۔ سلیبز۔ ملکا۔ سولو اور فلپائن تک قریبًا
سارے جزیرے ملیشیا کے عربوں کے قبضۂ اقتدار میں لائے گئے
تھے۔[1] اور سلطانِ قدہ اور سلطانِ ترینگانو اور سلطان جہور
بھی ملایا میں جلیل القدر حکمران بن گئے تھے۔ جن کے خاندان
زیر حراست برطانیہ اب تک وہیں قائم ہیں۔ اور وہ سیام
اور برما کے راجاؤں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔[2]

الغرض خلافت بغداد کے عہد زرّیں میں بحرِ اوقیانوس
سے بحر الکاہل تک یعنی اندلس سے بورنیو تک عربی اسلامی سلطنتیں
قائم ہو چکی تھیں اور سنہ ۱۶۰۰ء تک ممالک مشرقی کے اجناس تجارت
عرب ہی ایشیا اور یورپ کے بازاروں میں لیجا کر بیچتے تھے اور
عرب ہی مشرقی سمندر کے مالک بنے ہوئے تھے۔ اور عیسائیوں
کو شرق الہند میں بالکل قدم جمانے نہ دیا۔

چونکہ خلافتِ بغداد کے ایام حکومت میں عربوں کی تجارت

نوٹ:- (۱) ہارسوتھ کی تاریخ دنیا ملیشیا، (۲) تاریخ سیام از ووڈ۔

Marfat.com

بڑی ترقی پر تھی۔ سند باد جہازی سلیمان۔ ابن الفقیہ۔ ابن خردازبہ اور ابن بطوطہ وغیرہ کی طرح نامی تجار اور مشہور سیّاحان رفتہ رفتہ پیدا ہوئے تھے۔ اور عرب خلیج فارس مصر مدغاسکر زنجبار۔ ہندوستان برما، لنکا، مالدیپ، لکادیپ، سونڈیپ، ملایا اور چین وغیرہ میں اُن کی تجارت گاہیں تھیں اور اس غرض سے وہ جابجا بسے تھے۔

الغرض ۱۰۲۰ء تک اُن کی تجارت روبہ ترقی رہ چکی تھی۔ مگر اسی اثنا میں عیسائیوں اور اسلام کے مابین شہر بیت المقدّس کی بابت دینی جہاد شروع ہو گیا تھا۔ جس کو عیسائی لوگ کروسیڈ کہتے ہیں۔ آخر کار فتح و نصرت اسلام کو ملی۔ اسی سبب سے عربی تجارت کچھ عرصہ تک کمزور ہو گئی تھی مگر بعد ازاں ۱۰۶۰ء تک مشرقی دنیا میں اُن کی تجارت بدستور سابق بحال ہو کر حیرت انگیز ترقی ہوئی۔

بقول ورتھیما اور دیگر سیّاحانِ یورپ شہر کالی کٹ (مالابار میں) پندرہ ہزار عرب (مور) آباد تھے۔ اور سورت۔ گولکنڈہ

نوٹ:۔ معلوم ہو کہ ملایا کے مسلمان کو بابا کہتے ہیں۔ مالابار کے مسلمان میلہ یا کاکا اور مدراس کے مسلمان چولیہ یا نانا اور لنکا مسلمان سیلون مور اور سیلون ملے کہلاتے ہیں۔ اور ارکانی مور رو انگیہ۔

کوچین مچھلی پٹم۔ سوندیپ اور چاٹگام وغیرہ میں کثیر التعداد مقیم تھے
ونیز لنکا (سیلون) کی تین لاکھ پچاس ہزار مسلم آبادی میں سے
تین لاکھ سیلون مور (عرب) پنتیس ہزار انڈین مور اور پندرہ
ہزار سیلون ملے والے ہیں جو مشہور تجار اور علم معدن کے
ماہران کامل تھے۔

اسی طرح راجگان برما تلائن اور ارکان کے عہد سلطنت
میں کثیر التعداد عرب (مور) تجّار اور جنگی سپاہی پیگو مرتبان پگان
اور ارکان وغیرہ شہروں میں بسے ہوئے تھے جس کا مفصل بیان
انشاء اللہ سامنے آئیگا۔

علاوہ بریں چین کے تاریخی حالات سے یہ پتہ چلتا ہے
کہ پہلی صدی عیسوی میں عرب تجار جنوبی چین تک پہنچ چکے تھے۔
مگر بعد رسالت آنحضرت صلعم پچاس سال کے اندر عرب سے
چین کے شہر کانٹن تک سواحل سمندر پر جا بجا مسجدیں قایم
ہوگئی تھیں۔ اور مسٹر ہاروے کی تاریخ برما سے اس امر کی تصدیق
ہوتی ہے کہ دسویں صدی عیسوی کے قبل آسام سے ملایا تک عجیب
قسم کی مسجدیں سمندر کے کنارے واقع تھیں جن کو "بدر مقام یا بدر مکان"
بولتے ہیں۔

نوٹ:۔ لنڈن ٹائمز ہفتہ وار مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴۲ دیکھو (۲) تاریخ برما از ہاروے صفحہ ۱۲

القصّہ سولہ صدی عیسوی کے قبل ہندوستان میں مکمّل اسلامی سلطنت قائم ہوچکی تھی۔ غوری اور مغلیہ وغیرہ خاندان یکے بعد دیگرے عروج پر آئے۔ اور چین میں تاتاری مسلمان آباد ہوچکے تھے اور جنوب میں سارے ملیشیا پر عرب قابض رہے۔ جب ممالک اسلامیہ میں باہمی نااتفاقی اور خانہ جنگیاں شروع ہوگئیں اور مور سب ہسپانیہ سے نکالے گئے تو عربی تجارت کا خاتمہ مشرقی دنیا سے ہوگیا۔ اور عالیشان عمارت اس وسیع اسلامی سلطنت کی منہدم ہوگئی اور اہل یورپ جو موروں (عربوں) کے شاگرد تھے۔ خصوصاً پرتگیز۔ ہسپانیہ والے۔ ڈچ۔ فرانسیسی اور انگریز لوگ اس عربی تجارت میں آکر مدخل ہوئے رفتہ رفتہ ہندوستان ہند چینی اور ملیشیا مصر، عراق فلسطین وغیرہ کی وہ اسلامی سلطنتیں انھوں کے قبضے اور زیر حراست آگئی ہیں۔ علاوہ بریں اقوام یورپ نے عربوں کی حیرت انگیز ترقی سے سبق آموز ہوکر تجارت کے ساتھ ساتھ اشاعت عیسائیت اور فتوحات عالم کے نئے طرز کو عمل میں لاکر گویا ساری دنیا کو اپنے قابو میں لایا ہے۔ خدا جانے کہ اسلامی دنیا اپنے بھلائے ہوئے سبق کو کب سیکھے گی۔

Marfat.com

۴- راجگانِ برما اور ارکان کی آبادی بڑھانیکی پالیسی

چونکہ برما عموماً جنگلی اور کم آباد ملک ہے اور راجگان برما تلائن اور ارکان وغیرہ ہر دم جنگ وجدال اور قتل وغارت میں مصروف پیکار رہتے تھے۔ کسانوں اور نیز دیگر پیشہ والوں کو مجبوراً لڑائی میں شریک ہونا پڑتا تھا۔ جس کے سبب سے آبادی گھٹتی رہتی تھی اور زراعت اور تجارت برابر نہیں چل سکتی تھی۔ بدیں غرض وہ راجے ہمیشہ غیر ملکی سوداگروں کو اپنے ملک میں آزادانہ تجارت کرنے کو بلاتے تھے بلکہ پردیسی جہازیوں کو پھسلا کر فوج میں بھرتی کرتے تھے۔ اور اُن کو اپنے ملک میں رکھنے اور بسانے کی غرض سے اُن کے حسب دلخواہ عورتیں بھی دلائی جاتی تھیں۔

مسٹر ہاروے اپنی تاریخ برما صفحہ ۳۴۹ میں کیا خوب لکھتا ہے کہ "برمی تاریخ سے سراسر یہ ثابت ہوتا ہے کہ برما لوگ جنگ میں گرفتار شدہ لوگوں کو اپنا مالِ غنیمت سمجھتے ہیں تاکہ انھیں غیر آباد علاقوں میں بسائے۔ ہندچینی میں لڑنے کا خاص مقصد آدمیوں کا زندہ تسکار پکڑنا ہے۔ ۱۸۵۵ء میں "سرخ کرین لوگ" اپنے پڑوسی برما اور شان کو پکڑ کر مویشی کے ساتھ تبادلہ کرتے

تھے۔ اور اسی طرح اہلِ سیام تناسرم پر چڑھائی کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ۱۸۲۵ء میں انگریز لوگ تناسرم پر قابض ہوئے۔ اور ارکانی مگوں نے بھی برما کی سرحدی بستیوں میں قزاقی لوٹ اور غارت کا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ اور صدیوں تک ارکانی مگ لٹیرے جہاز خلیج بنگالہ پر آوارہ پھر رہے اور آسام اور بنگال کے لئے باعث خطرہ بنے رہے تھے۔ اسی صورت سے برما لوگ اپنے پڑوسیوں پر حملہ کر کے اُن کے مفتوحہ شہروں اور دیہاتوں کے سارے مرد اور عورتیں اور بچے اپنے شہروں اور قصبوں میں جبراً لا کر بسائے جاتے تھے۔ چنانچہ ٹھاٹھوں اور ایوتھیا (سیام) اور میوہاؤنگ (ارکان) کے حملوں میں بہت سے تلائن سیامی اور ارکانی (مسلم اور بدھ) مردوں عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے وہ اپنے ساتھ لے چلے تھے جن میں اکثر لوگ اہلِ علوم وفنون بھی شامل تھے۔

چھین لوگ (ارکان کی پہاڑی قوم) اپنی عورتوں اور کنواری لڑکیوں کے منہ اور اعضائے جسم گُدواتے تھے کیونکہ برما لوگ اُن کی حسینہ عورتوں اور لڑکیوں کو پکڑ پکڑ کے لیجاتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ایک ہزار آٹھ سو سیامی عورتیں ایک نوبل

۱۸۶۳۷

Marfat.com

شراب کے عوض میں میسر ہو سکتی تھیں۔ اور اسی طرح راجگان برما اور ارکان اپنے کم آباد ملک کو زیادہ آباد کرنے کے خیال سے اکثر پردیسی جہازیوں کو پکڑ کر رکھنے کے عادی تھے۔"

(تاریخ برما از ہاروے صفحہ ۳۴۹)

الغرض راجگان برما تلائنگ اور ارکان یہ چاہتے تھے کہ غیر ملکی تجار اپنی بندرگاہوں میں آکر تجارت کریں۔ درحقیقت اُن قوموں کے لئے جو بحری سفر کے عادی تھے ملک برما تجارت کے لئے کھلا میدان تھا۔ اُس زمانہ میں ملکا۔ اچین اور تناسرم کی تجارتی حالت بہ نسبت برما کے زیادہ اچھی تھی۔ اور اُن بندرگاہوں میں پردیسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا تھا جو برما میں اُنہیں نہیں ملتا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی پردیسی جہازی کسی برمنی سے شادی کر لیتا تو حکومت برما اوس شخص کو اپنی رعیت ہونے کا دعویٰ کرتی تھی۔ اور اُسے اپنی بیوی کی قومیت میں شامل ہونے کا اظہار کرتی تھی اور جہاز کا مالک اپنے اوس شخص (جہازی) کو واپس نہیں پا سکتا تھا۔ اور یہ راجگان برما کی باقاعدہ پالیسی یا دستور الحکومت تھی کہ پردیسیوں کو اپنے ملک میں بسائیں۔

(تاریخ برما از ہاروے صفحہ ۲۰۵)

Marfat.com

۵- ملک برما میں عربوں کا سب سے آگے ارکان میں بسنا

اوپر کے بیانوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ برما اور ارکان میں میں عرب لوگ ایک ساتھ اور ایک ہی عرصے میں بسے تھے مگر مورخین برمانے امر مذکو کو چھپایا اور ارکانی مگ مؤرخین نے کما حقہ ظاہر کیا ہے - اور ارکانی مسلمانوں کی خاندانی روایات سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام کے عہد میں ارکان میں اسلام جاری ہوا تھا - اور اس کے قبل ملک برما میں عربوں کے بسنے کا تاریخی ثبوت نہیں پایا جاتا ہے۔

اِس مقام پر اوّل ارکانی مُسلمانوں کی دو ایک خاندانی روایات کا درج کرنا قارئین کرام کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اور وہ یہ ہیں :-

(۱) کہتے ہیں کہ "حضرت امیر حمزہ نے کسی گو لنگی نامی راجے کو مسلمان کیا تھا اور اُس گو لنگی نے ارکان آکر ارکانی مگ راجہ سے لڑا تھا اور ارکان کو فتح کرکے اسلام پھیلایا - اس لئے اس ملک کا نام ارکان رکھا گیا - جس سے مراد اسلام کا بنیادی مقام ہے - اور اس واقعہ کی شہادت کے لئے شہر میو ہاؤنگ کے

Marfat.com

میدان میں لوہے کا بڑا تھم وہ بتاتے ہیں جو گولنگی کے گرز سے تعبیر کیا جاتا ہے"۔

میرے خیال میں گولنگی سے مراد درحقیقت غوری ہے کیونکہ غوریوں نے سنہ ۱۴۳۰ء میں ارکان کو فتح کیا تھا اور گولنگی بگاڑا ہوا لفظ "غوری" کا ہے۔ مگر اسلام اس سے قریباً چھ سو پچاس سال قبل یہاں جاری ہوا تھا۔

(۲) اور دوسرا قصہ یہ بھی مشہور ہے کہ "حضرت محمدؒ حنیف یزید سے لڑنے کے بعد ارکان میں آکر گوشہ عزلت اختیار کی تھی اوّل "کویاپری" یا قریہ پری نامی ایک پری کی رانی سے لڑکر فتح پایا۔ اور اس رانی کو مسلمان کر کے اپنے نکاح میں لایا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت ارکان میں جن و پری کا بھی راج تھا اس لئے ارکان کو رکھا پورہ بھی کہتے ہیں۔ القصہ اُن دونوں میاں بیوی نے اپنی باقی زندگی منگڈو اور بوتھیڈاونگ کے درمیان پہاڑی چوٹی پر عبادتِ الٰہی میں بسر کی اور تارکُ الدنیا ہو گئے۔ اور ارکانی مسلمان اب تک اُن کی قیام گاہوں کو "محمد حنیف اور کویاپری کی ٹنگی" کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور وہاں ہر دم طالبانِ راہِ حق کا اب تک گذر رہتا ہے"۔

Marfat.com

اگرچہ ان زبانی کہانیوں کی صحت کی بابت ہمیں ضرور شبہہ آتا ہے مگر ہمیں یقین آتا ہے کہ ان باتوں میں بھی ضرور کچھ حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ ہے کہ بمطابق ارکانی مگھی قلمی تاریخ اور برٹش برما گزیٹیار جلد دوم صفحہ ۷ کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ "۷۸۸ء میں راجہ مہاٹینگ چندرا دھنیاودی (ارکان) کا راجہ بنا تھا۔ اُس نے شہر دیسائی کو اپنا پایہ تخت بنایا اور شہر راماودی (رامری) کی بنا ڈالی اور بائیس سال عدل وانصاف کے ساتھ سلطنت کرنے بعد انتقال کیا۔ اس راجہ کے ایام حکومت میں جزیرۂ رامری پر بہت سے جہاز تباہ ہوئے۔ اور وہ جہاز والے لوگ مسلمان عرب (مور) تھے اور وہ خاص ارکان میں لاکر مختلف بستیوں میں بسائے گئے تھے" (۱)

اب اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ عرب تجار تھے اور سندھ کے فتح کے ستھتر سال کے بعد ارکان میں بسے اور انھوں نے یہاں کی عورتوں کے ساتھ شادی کرکے اپنی کثیر التعداد اولاد پیدا کی تھیں۔ جو ابتک رواننیہ یا روانگیہ یا رحمی کہلاتے ہیں۔ جس سے ارکانی مور (عرب) ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ عرب لوگ ارکان کو رحمہ بولتے تھے جس سے مراد رحم کیا گیا ہے۔

نوٹ: (۱) برٹش برما گزیٹیار جلد دوم صفحہ ۷۔ نامے رآجویں۔

بقول بزرگانِ ارکان وہ لوگ دریائے لیمیو۔ کلاڈان۔ مایو اور ناف کے سواحل پر بسے تھے۔ کلاڈان اور کلا پنجان سے مراد مسلم بستیاں ہیں جہاں اوّل عرب اور پھر ہندی مسلمان آکر بس گئے تھے۔ قیم۔ بندر۔ پنگڈو۔ پاڈو۔ ملّع اور قیو قتو وغیرہ بڑی بستیاں تھیں۔

کہتے ہیں کہ قیم میں سترہ سو مکانات روانیہ کے تھے جو عموماً تجارت پیشہ تھے اور اُن کے اجداد اوّل اوّل پہاڑی کے کنارے بسے تھے اور کھلے میدان پر اموال تجارت کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ قصبہ سادہ پاڑہ یا سادات پاڑہ اُن کا مرکز تجارت تھا (۱) اور ملّع۔ بندر اور قیو قتو میں بھی بے شمار مکانات اور کثرت آبادی تھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی نئی بہو ملّع میں تالاب سے پانی لانے کو جاتی تو وہ آوارہ ہو جاتی تھی۔ اور خندل (قیو قتو) سے بندر کو کوئی خبر ایک دوسرے کو بولنے کے ذریعہ ایک ہی روز میں پہونچ سکتی تھی۔ (قول بزرگان ارکان)

القصّہ وہ لوگ منگڈو۔ بوتھیڈ اُونگ کے مضافاتی اور

نوٹ:۔ (۱) کلا پنجان دریائے مایو کے کنارے کے علاقے کو کہتے ہیں۔ جواب بوتھیڈ اونگ اور راتھیڈنگ کے علاقہ میں شامل ہے۔ سادہ پاڑہ سے مراد سیّدوں کی بستی ہے۔ جس کی مسجد کے کنارے اُن کی قبریں موجود ہیں۔

Marfat.com

آنکپر انگ۔ اکیاب کے باصرہ یا بصرہ (معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاجرانِ بصرہ سے منسوب ہے) اور قائم پر انگ قینیؔ پر انگ۔ چاندمہ وغیرہ (بکتوبیں) اور چوکپھیو رامری۔ چوکتی مو اور سنڈوے جنوبی ارکان میں بھی بس گئے تھے اور بہت سے لوگ رفتہ رفتہ برما اور چاٹگام میں راجگان ارکان اور برما کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے جاکر پناہ گزیں ہوئے تھے۔ چنانچہ راموا اور کاکسبازار وغیرہ میں اٹھارہ صدی عیسوی میں جاکر بسے تھے۔ (۱) اور وہ لوگ ابتک روانگیہ کے نام سے مشہور ہیں مگر علاقہ منڈلے ٹنگو اور ینگو وغیرہ کی طرف بسنے والے اُن مہاجرین کی اولاد ابتک اپنے تئیں "یکھائنگ کلا" جتاتی ہے جس سے مراد ارکانی مسلمان ہے گو کہ وہ میڈ و اور زیرہ بادی کے نام سے مشہور ہیں (۲)

ارکانی اور برما مسلموں کے قومی نام کی وجہ تسمیہ انشاءاللہ آئندہ تشریحاً بیان کی جائے گی۔ القصّہ تاریخ برما میں اس کے قبل کہیں عربوں کے بسنے کا ذکر نہیں ہے گو کہ شہر سیگو نیدرہ صدی عیسوی میں درویشوں کا شہر مشہور تھا۔ اور تناصرین یا

نوٹ:- (۱) چاٹگانگ ڈسٹرکٹ گزیٹیار ۱۹۰۸ء حالات کاکس بازار۔ ہارو صفحہ ۲۸

(۲) برما کے مسلموں قدیم حالات از بھوچے۔ اور قول بزرگانِ ارکان۔

تناسرم اور مرتبان (عربی میں جالہ - وہاں اچھا جالہ بنتا تھا) اور سیریم (سیر+یم یا سیر+یم) اسلامی نام ہونے کا پتہ چلتا ہے اور وہاں عرب موجود تھے - اس کا سبب بقول سرار تھر فیار بجز اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے کہ قریب اُسی زمانے میں یعنی ۷۶۱ء میں مُلک تلائن (پیگو اور تناسرم) کا راجہ تھا میں تکیھایا تِسا راجہ تھا جس نے اپنے دارالسلطنت شہر پیگو میں تخت نشیں ہو کر بیس سال حکومت کر کے انتقال کیا - اُس راجہ کے انتقال کے بعد "پانسو سال تک کسی راجہ کا ذکر تاریخ پیگو میں پایا نہیں جاتا ہے" حتیٰ کہ شہر پیگو اور تھاٹھوں کو اتوربھتا نے فتح کرلیا تھا لیکن بمطابق برما دیسا رتچ سوسائٹی جرنل جلد سوم صفحات ۱۶۷ اور ۱۶۸ شہر ہنتھاودی (ہنسہ ودی) کی بنا کی بابت مشرجے - الیف - فرنیبل یوں لکھتا ہے کہ جب جزیرہ ہنتھاودی کی صورت سطح آب پر ظاہر ہوئی تو دیلی نامی راجہ بنگو (بنگال) نے اس کو شُنکر ایک سو مسلح سپاہی دو جہاز پر سوار کر کے پندرہ ہاتھ لمبا اور سات بالشت موٹا ایک لوہے کا تھم کے ساتھ بھیج دیئے تاکہ اس کی عملداری کو بتانے کے لئے وہ اس تھم کو وہیں گاڑ دیں - اسی طرح تھم کو گاڑ دینے کے بعد ایک جہاز اور چالیس آدمی اُس

کی حفاظت کے لئے وہیں مقیم رہے معلوم ہو کہ ملک بنگو سلسلۂ کوہ بسین کے مغرب میں واقع تھا۔

۸۲۵-۳۷ جب تھملالا اور ویمالالا دونو بھائی بیگو کے تلائن راجے اور کیتے اور رزیزے نامی مشیران نے معہ لوشکر اس جزیرے پر پہلی دفعہ قدم رکھا تو زمین سخت ہو چکی تھی اور وہاں کلا کالوتی یعنی مسلم نئی بستی بسی ہوئی نظر آئی جس کا سردار قبیلہ شیخ عبداللہ تھا۔ شیخ ممدوح نے اُن سے پوچھا کہ تم لوگ اس جزیرے میں کیوں آئے جہاں کہ ہم آج سو سال سے اس کی محافظت کر رہے ہیں۔ تلائن نے بڑے گھمنڈ سے یہ جواب دیا کہ یہ ہمارا مون (تلائن) قوم کا ملک رامنہ ہے۔ تم لوگوں کا اس میں کیا دخل ہے؟ اوس وقت تھگیہ میں (خداوند قادر مطلق) نے کسی وگاگی نامی بڑھی کو ہدایت کی "کہ ایک محل شاہی اور بتخانہ تعمیر کرے اور اس جزیرے کو تلائن کا مقبوضہ ثبوت کرنے کا یہ طریقہ بتایا کہ اُس لوہے کے تھم کے نیچے نو تھالیاں پیتل کی اور نو ہنسوے لوہے کے اور سیم بھری ہوئی ایک ٹوکری نکال کر بتائے"۔ اسی طرح تلائن نے اپنے دعوی کا بخوبی ثبوت دیکر مسلمانوں کو وہاں سے خارج کر دیا اور مسلمانوں نے بھی اس کو تسلیم کر لی اور سیم وزر دیکر وہاں سے چلے گئے"۔

علاوہ اس کے برہما قوم کی راجدھانیاں اسی عرصہ میں شہر یگان اور پروم (تھاریکھیترا) تھے اور سنہ ۸۷۶ء میں شہر یگان اور تھاریکھیترا کا راجہ مَن لُوط ہوا جس نے تیئس ۲۳ سال حکومت کر کے وفات پائی۔ اب اُن دونوں راجاؤں کے عہد سلطنت میں اور گیارہ صدی عیسوی کے قبل عربوں کا قیام ملک تلائن اور برہما میں ثابت نہیں ہوتا ہے"۔ ہاں سنہ ۱۱ء میں" راجہ مانوہا" ٹھاٹھون کا راجہ ہوا اور" انورتھا یا انورتھاسو" یگان کا راجہ بنا۔ اُن راجاؤں کے ایام حکومت میں مسلمانوں کا ذکر تاریخ برہما میں جابجا پایا جاتا ہے۔ انورتھا کے محل اور تخت کے محافظوں اور فوج میں مسلمانوں کی موجودگی تاریخ سے ثابت ہے۔ اور راجہ ڈریٹ (سنہ ۱۳۷۰ء) اور اناؤک پھلون (سنہ ۱۶۱۵-۲۱ء) شہر پیگو کے راجے اور بیاطبہ (سنہ ۱۳۸۵ء) شہر مرتبان کے راجے کے عہدِ سلطنت میں بھی کثیر التعداد عربوں (مور) کے فوجی خدمات میں متعین ہونے کا ثبوت ہے۔ جس کا خلاصہ یہاں آئندہ کیا جائے گا۔ کیونکہ اوّل چند مشہور سیاحانِ عرب کی برہما میں آمد کا کچھ ذکر کرنا ضروری ہے۔

۶۔ مشہور سیّاحان عرب نے برہما کی بابت کیا کہا؟

مسٹر ہاروے لکھتا ہے کہ ملکِ برہما میں تہذیب و تمدن کا زبردست سیلاب ساحل سمندر کی طرف سے آیا تھا۔ رومن چینی اور ہندی سیّاحوں اور جہاز رانوں کے علاوہ عرب جہاز ران اور تجّار سنہ آٹھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں آئے تھے۔ اور ملک برہما سیّاحانِ عرب کے خیال میں صرف "ارکان اور لوئر برہما" تھا(۱)۔ مسٹر ہاروے نے اپنی تاریخ برہما میں مشہور سیّاحان عرب کے برہما میں آنے کا ذکر کرتے ہوئے حسب ذیل حوالے دیئے ہیں:۔

(۱) ۸۴۴ء۔۸۴۸ء میں ابن خرداذبہ (خرداذبے) نامی عرب سیّاح بصرہ سے آیا اور وہ یوں بیان کرتا ہے کہ "رحمہ (لوئر برہما) کا راجہ پچاس ہزار ہاتھیوں کا مالک ہے اور وہاں مخمل اور موسبر (جسے ہندی کہتے ہیں) پائے جاتے ہیں"۔ (ہاروے صفحہ افرانڈ کا حوالہ)

(۲) ۸۵۱ء میں سلیمان نامی عرب سیّاح خلیج فارس سے آیا اور اس کا یوں بیان ہے کہ "ملک رحمہ (لوئر برہما) کا راجہ اتنا

نوٹ:۔(۱) ہاروے صفحہ ۹ و ۱۰

نامدار نہیں ہے گو کہ اس کی فوج کی تعداد بلہرا اور گجراد (گجرات) اور تیکن کی نسبت زیادہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب راجہ میدانِ جنگ میں جاتا ہے تو اپنے ساتھ پچاس ہزار ہاتھی لے چلتا ہے اور وہ موسم خزاں ہی میں لڑتا ہے کیونکہ اُس کے ہاتھی پیاس کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ اور اُس کی فوج میں دھوبی دس پندرہ ہزار کام کرتے ہیں۔ اُس کے ملک میں وہ کپڑے بنتے ہیں جو اور کہیں نہیں ملتے ہیں۔ سوتی ململ کپڑا وہاں بہت باریک بنتا ہے جس کا نمونہ ہم نے خود دیکھا ہے۔ وہاں کوڑیاں بجائے سکے مستعمل ہوتی ہیں مگر سونا چاندی اور موسنر بھی ملتے ہیں۔ ایک قسم کا پشم ملتا ہے جس کو یاک کا بانی یا کمارا بولتے ہیں۔ گینڈا مور اور مچھلیاں بھی ملتے ہیں گینڈے کے سینگوں کا قدر چینیا لوگ زیادہ کرتے ہیں اور وہ برہما میں چند کوڑیوں کا مول ہے۔ مگر چین میں اُس کی قیمت تین چار ہزار دینار سے بھی زیادہ ہے۔

(۳۱) ۹۰۲ء میں ابن الفقیہ سیاح از خلیج فارس کا یوں ذکر ہے کہ "ہند میں ایک ملک ہے جس کا نام رحمہ (لوئر برہما) ہے وہ ساحل سمندر پر واقع ہے۔ اُس کی حکمران عورت ہے۔ وہ مہلک مقام ہے جہاں طاعون اور وبائی امراض کا خوف ہے تاہم تجارت میں نفع پانے کی حرص سے لوگ وہاں جاتے ہیں۔

(ہارووے صفحہ ۱۰۔ فرانڈ کا حوالہ)

(۴) شہر تنا سرم کی بابت سلیمان کا بیان ہے کہ "چین اور عمان کے درمیان عرب لوگ از راہِ تناسرم اور قدرنج (سیام) تجارت کرتے تھے اور تنا سرم خشکی کی پہلی منزل گاہ ایوتھیا جانے کی ہے۔

(چین اور اُس کا راستہ۔ از ہنری یولے)

اور اس امر کی مزید تشریح کرتے ہوئے تیوار نیار لکھتا ہے کہ "چودہ صدی عیسوی میں مغربی تاجروں کے لئے سیام جانے کا مختصر رستہ اصفہان سے اُرمز ہرمز، ارمز سے سورت۔ سورت سے گولکنڈہ گولکنڈہ سے مچھلی پٹم اور مچھلی پٹم سے تناسرم تھا۔ اور تناسرم سے خشکی اور تری کے ذریعہ پینتیس دنوں میں سیام پہونچ سکتا تھا۔ اور تناسرم کو دیناصرین تناصرین یا التناظر کہتے تھے"۔

(۵) شہر بنارس میں دریائے گنگا کے کنارے ایک قدیم تبخانہ تھا۔ دریا کے پانی کی تیز رفتاری سے وہ تبخانہ ٹوٹ کر دریا میں گر پڑا چھوٹے بڑے خوبصورت مورتوں کو چُن چُن کر وہاں کے لوگ بچوں کو بطور کھلونے کے کھیلنے دیتے تھے کیونکہ وہ اُن مورتوں کو نہیں پوجتے تھے نا عبداللہ نامی ایک جہاز کے کپتان نے خیال کیا کہ چونکہ مشرق کے لوگ ایسے مورتوں کو مانتے اور پوجتے ہیں اگر میں ان کو وہاں لے جاکر بیچوں تو مجھے ضرور بھاری نفع ملے گا۔ اسی غرض سے اُس نے اُن کو اچھی قیمت دیکر مولا اور شہر پیگو کے بندر پر لایا۔ لوگوں نے اپنے راجہ پیگو یعنی نستا راجہ (۵۳-۱۰۴۳ء) کو جاکر یہ انمول مورتوں کی

آمد کی خبر دی - تو راجہ نے عبداللہ سے وہ مورتیں لے لیں اور عبداللہ کو بکثرت سیم و زر و دیگر مال امال کیا اور معززؔ بنایا رشوے مہوڈ و تھامائینگ صفحہ ۸۱ - ہاروے صفحہ (۱) -

۷ - سیاست اور تجارت اور افواجِ برہما میں عرب ایرانی ہندی اور ارکانی اور برہما مسلمان

عرب اور عربی نسل مسلمانوں کی دلیری شجاعت، وفاداری، راستبازی، اور دیانتداری سے راجگانِ ارکان برہما اور تلائن خوش تھے اسلئے وہ اُنھیں جنگی سپاہیوں اور محل و دربار شاہی کے محافظوں اور باڈی گارڈ اور مشیران وارکین سلطنت کے عہدہائے جلیلہ میں مقرر کرتے تھے۔ اور فوج برّی اور بحری میں عرب اور عربی نژاد برہما وارکانی مسلمان علاوہ ہندی اور دیگر مسلمانوں کے کثیرالتعداد شامل تھے اور دربارِ شاہی میں مسلمانوں کی بہر صورت قدر و عزت تھی اور ازروئے حقارت 'کالا' کا لفظ مسلمانوں کی شان میں نہیں بولا جاتا تھا جس طرح کہ فی زمانہ "کالا گاؤں" ہر انڈین یا پردیسی کی بابت عموماً بولا جا رہا ہے (۲)

نوٹ :- (۱) کالا - کولا - کلا بمعنی پردیسی اور تگاؤں بمعنی فرد حیوان مطلق ہے جس سے مراد پردیسی حیوان ہے -

Marfat.com

الغرض راجگان بیگو ٹھاٹھوں مرتبان پگان آوا منڈلے آمرہ پورہ اور ارکان کے ایام حکومت میں مسلمانوں نے جو جو کاروائیاں کی تھیں اُن کا خود تاریخ شاہد ہے اور راہ کانی اور برہما مسلموں کی خاندانی روایات سے بھی عیاں ہیں۔ اب یہاں چند مثالیں بطور شہادت دی جاتی ہیں :۔

(۱) چنانچہ "ٹھاٹھوں کے تلائن راجہ مانوہا کے عہد سلطنت میں بیاطہٰ اور بیاطوی دو بھائی (عرب) جہازی نے اپنا جہاز تباہ ہو کر ٹھاٹھوں میں آکر پناہ لی تھی۔ راجہ مانوہا اُن دو نو کی جسامت شجاعت اور طاقت کو دیکھ کر خوفزدہ ہوا۔ اور اُن کو جادوگر سمجھا تھا کیونکہ بیاطوی نے اپنے جادو کا کچھ کرتب بھی بتایا تھا۔ اسی سبب سے راجہ نے بیاطوی کو قتل کروا کے اس کے جسم کے اعضاء کو جدا جدا کر کے شہر ٹھاٹھوں کے مختلف مقامات میں گڑوا دیا راجہ کا خیال باطل تھا کہ کسی جادوگر کے اعضائے جسم کو اسی طرح گاڑ دینے سے شہر ٹھاٹھوں دشمنوں کے حملے سے محفوظ اور مامون رہیگا۔ مگر جب اُس نے دیکھا کہ راجہ انورتھا معہ لشکر کثیر اُس پر چڑھ آیا اور شہر ٹھاٹھوں کو کسی صورت سے بھی وہ بچا نہ سکے گا تو اُس نے بیاطوی کے مدفون اعضائے جسم کو نکلوا کر دریا میں ڈالدیا اسی وقت دریا کا پانی اچانک اُبل چڑھا۔ (بقول بزرگان جب شاہ شجاع دریائے ارکان میں ڈالدیا گیا تو دریا کا پانی اُبل کر اٹھا تھا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جادوگر نہ تھے بلکہ مرد خدا تھے جو جادوگر سمجھے جاتے تھے۔

اور دوسرا بھائی بیاطہ نے کسی صورت سے بھاگ کر شہر پگان کے راجہ انورتھا کے ہاں جاکر پناہ لی انورتھا نے اس کی قوی ہیکلی شجاعت دلیری وفاداری اور تیز رفتاری سے خوش ہوکر اُسے اپنی رفاقت میں لے لیا اور وہ ہر روز ہر روز کوہ پوپا سنگ میں (شاید عبادت الٰہی کے لئے) جاکر محل شاہی کے لئے عمدہ چنبیلی کے پھول توڑ لاتا تھا۔ اور اسی اثنا میں اُس نے کسی مردم خور عورت سے (جس کو بیلو کہتے ہیں) شادی کرلی۔ اور اوس کے دو فرزند نرینہ پیدا ہوئے۔ بڑے کا نام شوے پنجی (یعنی سونے کا بڑا پھول) اور چھوٹے کا نام شوے پنگتے یعنی سونے کا چھوٹا پھول رکھا۔ اور یہ باپ اور بیٹے انورتھا کی فوجی خدمات میں اعلیٰ عہدے پر مامور تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب انورتھا نے یوتن اور شان کی لڑائی سے واپسی کے وقت بمقام وایندک ضلع منڈلے میں قیام کیا اور راجہ کو شوق ہوا کہ ٹاؤنگبو پگوڈا نامی ایک بت وہیں بنائے۔ اور اس غرض سے سپاہیوں اور افسروں کو حکم دیدیا کہ اینٹیں لالا کر وہیں جمع کریں جس پر شوے پنجی اور شوے پنگتے نے عذر کیا کیونکہ یہ کام اپنے والد کے مذہب کا خلاف تھا۔ اور اس پر راجہ بڑا خفا ہوا اور اسی حکم عدولی کی بنا پر وہ وہیں اُسی وقت قتل کئے گئے اور وہیں

Marfat.com

مدفون ہوئے۔ برہما لوگ اُن کی ارواح کی پرستش کے لئے وہاں سالانہ میلہ کیا کرتے ہیں"۔ (تاریخ برہما از ہاروے صفحات ۲۴ و ۳۱)

(۲) علاوہ اس کے" راجہ انور تھا نے اپنے بیٹے جانزیٹہ کے ہمراہ ایک جنیندرہ ہندی رسالہ علاقہ شان میں لڑنے کو بھیجا تھا۔ انڈین کا ذکر انور تھا کے محافظان محل شاہی کی بابت جا بجا کیا گیا ہے مگر اُن کی اصلیت قومیت درجہ اور رتبہ کا کچھ صاف پتہ نہیں چلتا ہے"
(ہاروے صفحہ ۳۱)

میرے خیال میں مسٹر ہاروے نے برہمی مؤرخین کے لفظ 'کالا' کو (جو ہر پردیسی کی شان میں مستعمل ہوتا ہے) ہندی یا انڈین ترجمہ کرتے ہوئے انور تھا کے عہد کے مسلمانوں کو انڈین بنا دیا ہے جو کہ درحقیقت عرب تھے۔ کیونکہ تاریخ ارکان اور برہما سے ثابت ہوتا ہے کہ شمالی ہند کے فاتحوں کی قومیں غوری اور مغلیہ سنہ گیارہ صدی عیسوی میں ارکان اور برہما میں نہیں پہنچی تھیں۔ بلکہ خود تاریخ ہند سے بھی ثابت ہے کہ سلطان محمود غزنوی کا ہندوستان پر حملہ قریباً انور تھا کے زمانے میں واقع ہوا تھا۔ اس لئے برہمی مؤرخین نے جو اکثر بھوچی لوگ ہوتے تھے از روئے تعصب یا ناواقفیت حقیقت حال کے غلطی سے یوں اظہار خیال کیا ہوگا۔

(۳) "رحمان خاں یا یمان کان"۔ راجہ سولو (۱۰۷۸ء) کا جانی دوست ہمدم اور ہم صحبت تھا۔ کیونکہ سولو نے رحمان خاں کی ماں

Marfat.com

سے دودھ پیا تھا اس لئے وہ رحمان کا رضاعی بھائی کہلاتا تھا۔ آخر کار جب سولو تخت نشینِ ملکِ برہما ہوا تو رحمان خاں کو پیگو کی گورنری ملی مگر بعد ازآں بسبب بغاوت رحمان قتل کیا گیا۔ (ہاروے صفحہ ۱۳۱)

(۴) شہر پیگو کو مرتبان کے تلائن راجہ "بنیاؤ" معروف بہ شین بھیو شین نے ۱۳۴۹ء میں اپنا دارالحکومت بنایا تھا اور اس کے بیٹے بنیا وے معروف بہ راجہ ڈریٹ نے باپ کے خلاف بغاوت کی اور رنگون کو کسی صورت سے اپنے قبضے میں لاکر باپ کی مدافعت کی اور اس جنگ میں ۱۳۷۰ء میں عرب اور ہندی جہازیوں نے جن کے جہاز اعلیٰ سامانِ حرب سے آراستہ تھے راجہ ڈریٹ کے جانبدار ہو کر لڑے اور تلائن راجہ کا شاہی جنگی بیڑہ اُن کے آگے ہیچ ٹھہرا۔ مگر آخر کار فتح باپ کو ملا۔ (تاریخ برہما از فیار صفحہ ۶۹)۔

(۵) ۱۳۸۵ء میں راجہ مرتبان بیا طبہ نے راجہ ڈریٹ کی چڑھائی کے خوف سے شہر مرتبان کو دو مسلمان (شاید عرب) افسروں کے حوالے میں چھوڑ کر غیر ملک کو بھاگا۔ اُن دونوں مسلم افسروں نے شہر کو بچانے کے لئے جان توڑ کر لڑا مگر راجہ ڈریٹ کے ہاتھ میں اُن کو شکست ملی" وجہ یہ تھی کہ راجہ ڈریٹ کی فوج میں کثیر التعداد عرب تھے۔ (فیار صفحہ ۶۹)

(۶) ۱۴۷۰ء میں نٹیکن نامی روسی سیاح شہر پیگو میں آیا اور اس کا یوں ذکر ہے کہ "پیگو بڑا بھاری بندر شہر ہے۔ خاص کر

Marfat.com

ہندوستانی درویش وہاں آباد ہیں جن کے ہاتھ میں ملک برہما کی
کل تجارت ہے"۔ (ہاروے صفحہ ۱۲۱)

(۷) ۱۴۲۳ء اور ۱۵۳۹ء کے درمیان بہت سے فرنگی سیاحان
اور تجار اور پیگو میں آئے تھے۔ جن میں سے اٹلی کے دو سوداگر سنٹو
اسٹیفانو اور لوڈویکوڈی ورتھیما تھے۔ ۱۵۰۵ء میں ورتھیما آیا
اور اس کا یہ بیان ہے کہ "مسلم (عرب) جہازران مکہ اور کمبے سے
مخمل اور دیگر اجناس تجارت۔ ہتھیار اور افیون لاتے اور بورنیو
اور اچین (سماترا) سے گلمرچ اور کافور لاتے ہیں"۔

(ہاروے صفحہ ۱۲۲)

اوپر کے بیانوں سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستانی
درویش یا تجار سے مراد عرب یا عربی نژاد برہما مسلم یا عربی نسل
ہندی مسلمان ہے جیسا کہ سورتی چولیہ اور کاکا وغیرہ جنھوں نے
برہما کی تجارت کو اب تک تا حدے اپنے قبضہ میں لا رکھا ہے۔

(۸) ۱۵۳۸-۳۹ء میں شہزادہ تکروبتی اپنے والد راجہ بنیارن مرنے
کے بعد پیگو کا راجہ ہوا۔ تبین شویتھی نے اس پر دو دفعہ فوج کشی کی
مگر فتح نہ پائی کیونکہ شان اور مسلمانوں نے بذریعہ بندوقوں کے اس
کی مدافعت کی تھی۔ جب تبین شویتھی نے اپنی زیرکی سے سرآوردہ
(مسلم وغیرہ) افسروں کو اپنے قابو میں لا سکا تو اس کو شہر پیگو کی فتح
نصیب ہوئی۔ (فیار صفحہ ۶۹)

(۹) ۱۵۴۱ء میں جب تبین شوتھی نے مرتیان کو فتح کیا تھا تو مرتیان کے عرب مور ایرانی مالاباری حبشی اور سماٹرا والے وغیرہ سوداگروں کے اموالِ تجارت معہ سونا چاندی اور جواہرات بطور مالِ غنیمت لوٹے گئے تھے کیونکہ وہ تلائن راجہ کے طرفدار رہے تھے"۔(ہاروے صفحہ ۱۵۷)

(۱۰) ۱۶۱۵ء سے ۱۶۲۱ء تک شہر سگو کا راجہ اناوک مجیلون معروف بہ مہا دھمہ راجہ (یعنی بڑا دیندار راجہ) کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج میں چھ ہزار عرب مور تھے جنھوں نے سیریم کے پرتگیز گورنر ڈی برٹو کو شکست دی تھی۔

اور اسی راجہ کے عہد سلطنت میں شہنشاہ جہانگیر کا ایک سفیر اور حاکم بنگال کا ایک ایلچی آئے۔ انھوں نے شہنشاہ موصوف کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فارسی خط راجہ ممدوح کو پیش کیا۔ جس کو راجہ نے بڑی تعظیم و تکریم سے لے لیا۔ اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ ارکانی اور پرتگیزی لٹیروں کو جو جنوب مشرق بنگال پر صدمہ پہنچاتے تھے۔ سرکوبی کرنے میں راجہ ممدوح جہانگیر کی تائید کرے۔

علاوہ بریں سلطان اچین کی طرف سے ایک سفیر عین اسی عرصہ میں راجہ موصوف کی دربار میں بدیں غرض آیا تھا کہ پرتگیزوں کے خلاف لڑنے میں سلطان ممدوح کی وہ طرفداری اور تائید کرے

(فیار صفحہ ۱۳۲)

(۱۱) تبین شوتھی کے (۱۵۴۴ء) ارکان پر چڑھائی کرتے وقت

اور سنہ ۱۵۴۸ء میں سیام پر حملہ کرتے وقت کثیر التعداد مسلمان فوج برّی اور بحری میں شامل تھی۔ بلکہ باین ناؤنگ کے حملۂ سیام (سنہ ۱۵۶۸ء) اور حملۂ ارکان (سنہ ۱۵۸۰ء) میں اور شہر سگو کی بغاوت فرو کرتے وقت مسلم سپاہی لوگ جان توڑ کر لڑے تھے۔ (ہاروے صفحہ ۱۴۸ و ۳۴۳ اولی کاکس صفحہ ۶۶ و ۷۹)

(۱۲) بقول فرنگی مؤرخین "سنہ ۱۶۰۰ء کے آواخر میں تاجران پیگو کوچین کالیکاٹ اور ملّکا میں جاکر تجارت کرتے دکھائی دیتے تھے"۔ اور سنہ ۱۵۱۰ء میں جنرل البوکرک نے تین سو جوان تاجران پیگو کے ملّکا میں لڑنے کے لئے لے گئے تھے جن کا ایک نمائندہ بطور کمشنر وہاں مقرر کیا جاتا تھا۔ (ہاروے صفحہ ۱۴۱ و ۳۴)

(۱۳) سنہ ۱۶۴۰ء میں جب سلیم شاہ یعنی من رازاجی ارکان کا راجہ بنا تو اُس نے شہر سیریم (تھن لین) کو فتح کی تھی۔ اور جہازی بیڑے ارکانی مسلمان اور مگ شامل تھے۔

قدیم زمانے میں سیریم بڑی بارونق بندرگاہ تھا اور وہاں عمدہ جنگی اور تجارتی جہاز اہلِ عرب اور اہلِ فرنگ وغیرہ کے لئے بنتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۷۵۵ء میں بحیرۂ قلزم اور منیسلا کے سارے جہاز سیریم ہی میں تیار ہوتے تھے۔ اکثر جہاز مسلم تاجروں اور ارمنی سوداگروں کے واسطے بنائے جاتے تھے۔ سنہ ۱۸۲۴ء میں جب انگریزوں نے سیریم کو قبضہ میں لایا تو کارخانے میں دو جنگی جہاز دو سو ٹن ورنی امام مسقط

کے لئے بنائے ہوئے ملے تھے۔ (قیار صفحہ ۱۲۴ - ہاروے صفحہ ۳۵۳)

(۱۴) عالم پھیہ نے سارے مسلمانوں اور پورتین باشندوں کو ۱۷۵۶ء میں فوج میں جبراً بھرتی کیا تھا۔ اور ایوتھیا (سیام) کے محاصرہ میں مسلم گولہ اندازوں نے جنگی کشتیوں سے گولے برسائے۔

(ہاروے صفحات ۲۳۰ و ۲۴۱)

(۱۵) راجہ شین بیوشین نے جب اپریل ۱۷۶۵ء میں شہر آوا کو اپنا دارالحکومت بنایا مسلم تاجروں اور دیگر قوموں کی رہائش کے لئے جداگانہ مخصوص محلے مقرر کر دیئے تھے۔ (ہاروے صفحہ ۲۴۸)

(۱۶) بودو پھیہ کے ایام حکومت میں مسلم اور ارمنی سوداگروں نے سرکار انگریزی کے خلاف پروپیگنڈہ کا کام کیا۔ (ہاروے صفحہ ۲۸۴)

(۱۷) جنگ سیام ۱۸۱۹ء میں ملایا کے سلطان قدہ نے سیام کے ساتھ لڑنے میں راجہ برہما کی تائید اور طرفداری کی تھی۔

(تاریخ سیام از ووڈ)

(۱۸) بابت طرز حکومت برہما مسٹر ہاروے لکھتا ہے کہ رنگون کی آبادی ایک لاکھ تھی اور حکومت ظلم و ستم کو روا رکھتی تھی۔ چنانچہ ۱۸۱۲ء میں گورنر رنگون نے ایک مسلمان سوداگر سے پچیس ہزار روپیہ اس بنا پر لئے تھے کہ اُس سوداگر نے اپنے مخالف گورنر کو رنگون سے واپس بلا لینے کے لئے راجہ کو بولنے کی جرأت کی تھی۔

چونکہ بودو پھیہ نے سنا تھا کہ دیگر ممالک کمپنیوں کے ذریعہ

Marfat.com

متمول ہو گئے ہیں۔ اِس خیال سے وہ اجارہ داروں کو ہر قسم کے مال بطور اجارہ بیچا تھا۔ یہاں تک کہ ترکاریاں بھی بازاروں میں ایسی بکری ہوتی تھیں۔ کوئی کاروبار بغیر حکم شاہی کے نہیں چل سکتی تھی"۔ راجہ نے کسی مسلمان سوداگر کو شہر رنگون میں تجارت کا اجارہ دیا تھا۔ (ہاروے صفحہ ۲۵۶۔ سلطنت برہما کا ایک باشندہ از ہاریم کاکس)

(۱۸) شہر امرہ پورہ کے راجہ پگان من (۱۸۴۶ء) کے مسلم مشیران مونگبین اور بن سات (بھائی صاحب) تھے۔ جو دشمنوں کی شرارت سے قتل کیے گئے کیونکہ راجہ اون پر بڑا مہربان تھا اور اُن کے مشورہ پر چلتا تھا۔ (مختصر تاریخ برہما از کاکس صفحہ ۱۷۰)

(۱۹) مونگ شویڈوٹ راجہ بودو پھیہ کے ایام حکومت میں ارکان کا امیر البحر (ریوں) اور رنگون کا افسر چنگی (اکک ون) رہا۔ اور ۱۸۱۳ء میں ہندوستان کے نوابوں اور راجاؤں کے پاس سیاسی اغراض کے واسطے بھیجا گیا بلکہ راجہ پاجیڈو کے واسطے وائسرائے ہند کے پاس سفارش نامہ اُس نے بھیجا تھا۔ وہ بڑا عقلمند اور وفادار مشیران اور وزیروں میں سے تھا۔

(برہما مسلموں کی قدیم حالات از بھوچے صفحہ ۵۵)

(۲۰) من اجی تھیلوا یسر من جی تھیلھات جنگ سیام اور آسام میں مسلم سپہ سالار رہتا تھا۔ (برہما مسلموں کی قدیم حالات از بھوچے صفحہ ۶۲)

نوٹ:۔ (۱) سوئے تھک جی کا معنی راجہ کا خون پیا ہوا بڑا معتبر افسر ہے۔ پورا بیان صفحہ ۱۳۳ میں دیکھو۔

اجارہ داری بعہد [illegible]

مسلم مشیران بعہد پگان من

شویڈوٹ بعہد بودو پھیہ [illegible]

مسلم سپہ سالار بعہد [illegible]

(ا) بو من اُو تھی (ب) اُو ہاشم جس کو سگیہ میوک تبٹو کا خطاب ملا تھا (ج) اویک ملقب بہ منگلا امیوک بون اُدبو۔ اور (د) سوی تھک اُوسو ملقب بہ امیوک تٹ سوی تھکجی بڑے تجربہ کار مسلم افسران فوج تھے۔

(۲۱) من جی اُو ذدن جس کا خطاب من جی مہا منلھا جودین کلاؤن تھا خصوصاً سارے مسلم باشندوں (ہندی اور برہما مسلموں) کے لئے حاکم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس کو ہاتھی سواری اور دو زری چھتریاں پکڑنے کی اجازت ملی تھی۔

(۲۲) مُلّا اسماعیل جس کا خطاب اَگک وُن جو کرے میوزا تھا افسر جنگی کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن تھا۔ سورتی مسجد کا متولی رہا اور ہاتھی سواری اور سونے کا چھاتہ پکڑنے کی اجازت ملی۔ سرکار انگریزی سے خان بہادر کا خطاب ملا اور کچھ عرصے تک کے لئے سفیر ترکی کے عہدۂ اعزازی پر رنگون میں رہا۔

(۲۳) کپتان بھومیہ برہما راجہ کے جہاز کا کپتان تھا۔

(۲۴) آغا حسین شیرازی افسر محصول تھا۔

(۲۵) او بھولا برہما راجہ کا پیشکار یا ناظم تھا۔

(۲۶) اُوشوبھی برہما راجہ کا بڑا محاسب جنگی خانہ وغیرہ تھا۔

(۲۷) منگلے اموالِ بیرونی اور اندرونی کی قیمت مقرر کرنے والا افسر تھا

(۲۸) اوری راجہ یگان من کا مشیر اور رکن اعظم تھا۔

(۲۹) من اُو اسحاق معروف بہ موننگ جی اپسر اوری بنگالہ کا

سوداگر اور متمول تھا۔ راجہ بگیان من کا بڑا معتمد مشیر رہا اور راجہ کو سیم وزر سے بھی تائید کرنے والا تھا (۱)۔

اُودن آؤ نگ

(۳۰) اُودِن آؤنگ جس کو ہسری راجہ کا خطاب ملا تھا۔ مشیران عظم میں سے تھا اور دولتمندی کا خلعت فاخرہ پہننے کی اجازت ملی تھی۔ اور اُس کی بیوی ماما جی بھی مقربان خاص میں سے تھی۔ وہ راجہ کو چاندی جواہرات اور شان کی چائے مہیا کرنے والا ملک التجار

اوسین

(۳۱) اوسین ملک التجار اور مقربان خاص میں سے تھا جس کو تاج زرّین رباؤن زلے عطا کیا گیا تھا۔

متولیان جون بلی

(۳۲) حاجی اُوبھو اور حاجی او عبداللہ متولیانِ مسجد جون بلی منڈلے اور ریشمی کپڑوں کے بڑے معزز تجار تھے۔

مسٹر جوہری

(۳۳) جوہری اُوبھو میہ راجہ منِ دون اور راجہ تھیبو من کے عہد حکومت میں لعل وجواہرات کا بڑا سوداگر تھا۔ منڈلے رنگون اور بنگال میں جوہری مشہور تھا۔

مقربان خاص

(۳۴) اوساتیو اور اُوشوے بان آمرہ پورہ کے راجہ بگیان من کے عہد میں بڑے سوداگر اور معتمدین اور مقربان خاص راجہ کے تھے۔

مولوی اُوپون صاحب وزیر آلات حرب

(۳۵) مولوی اُوپُن صاحب نے بنگال اور بمبئی میں تحصیل علم کی تھی اور راجہ مِندون اور تھیبو من کے ایام حکومت میں وزیر آلات حرب کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن تھے۔

نوٹ:۔ (۱) نمبر ۲۰ سے ۲۹ - برہما مسلمون کی قدیم حالات اُوسیا بھو چیے صفحات ۵۵ سے ۷۴ تک

Marfat.com

(۳۶) جلیل القدر و معزز برہما مسلم خواتین میں سے حسب ذیل مقربانِ خاص تھیں :-

(۱) کھِن میاجی دختر اورن آونگ تاجر (ب) کھین سین (ج) کھِن جی - (د) ماما شوے جاگیر دار (ہ) ذوبائت (و) سین ماما جوہری - (ز) ماما نھی جوہرا اور کپڑے راجہ کو مہیا کرنے والی - (ح) ماما سِن - اور (ط) ماما سی - (۱)

(۳۷) ارکان کے مسلم وزراء -

بقول ملک الشعرائے ارکان سیّد شاہ علاول رحمہ کے (۱) ماگن مغن، ارکان کے مگ راجہ تھاڈومن یامن رازاجی معروف بہ سلیم شاہ (۱۶۰۳ء) من کھامنگ (حسین شاہ) (۱۶۱۲ء) اور سنڈہ سودھمہ (۱۶۵۲ء) کے ایام حکومت میں وزیر اعظم تھا - وہ صدیقی تھا اور بڑا علم دوست قدر دان و قدر شناسِ اہل علوم و فنون - پارسا اور خیر خواہِ قوم تھا - وزارت ارکان اس کو بطور آبائی میراث ملی تھی - ارکانی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اس نے متعدد کتب فارسی کے ترجمے بزبان بنگلہ شاہ صاحب موصوف کے ذریعہ کروائے تھے جیسا کہ پدماوتی - ذوق قلندر ہفت پیکر اور شہر ملوک بدیع الجمال وغیرہ اور شاہ شجاع کی ارکان میں تباہی کے بعد بہر صورت شاہ صاحب ممدوح کی حمایت اور اعانت کی -

(ب) سلیمان اور (ج) سجلس یا مجلس قطب اور (د) سید موسیٰ بھی

نوٹ :- (۱) برہما مسلموں کے قدیم حالات از سیا بھو جے - ص ۵۵ تا ۴۷ -

سرزمین اراکان، مغن، سلیمان اور مجلس
مسلم خواتین
Marfat.com

سترہ صدی عیسوی کے اوائل میں معزز وزرائے دربارِ ارکان گزرے تھے۔ اور یہ بھی حفظِ شریعت اور ارکانی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت اور صلاحیت کے خواہاں تھے۔ کیونکہ انھوں نے سید صاحب موصوف کے ذریعہ تحفہ نصیحہ ستی مینا اسند ربہا اور سکندر نامہ وغیرہ کے ترجمے یا تصنیف کروائے تھے۔ مذکورہ بالا ہر کتاب میں تاریخ ارکان کی کچھ جھلک نظر آتی ہے (۲)۔

کہتے ہیں کہ اُن مسلم وزرائے پر یہ فرض تھا کہ حسب رسم حکومت ارکان نئے مگ راجہ کی تخت نشینی کے وقت نیک عدل گستری کے لئے راجہ کو وہ حلف دلاتے تھے اور اسلامی خطاب دلواتے یا اسلامی نام علاوہ مگھی نام کے کثیر التعداد زبردست ارکانی مسلم رعایا کی تسلی خاطر کے لئے رکھتے تھے (۱)

اشرف خاں راجہ سندھ سو دہمہ (۱۶۵۲ء) کے عہد حکومت میں سپہ سالار تھا جس کو راجہ نے تلوار گھوڑے ہاتھی وغیرہ عطا کئے گئے اُس نے ایک مسجد بنوائی جس کا خطیب سید قاضی عالم شاہ تھے۔ جن کے فیض روحانی سے عربی رومی مغل اور پٹھان قومیں ارکان کی مستفیض ہوئیں

دستی مینا از دولت قاضی صفحہ ۳ تا ۵۔

(۱) قیم کا ریکھا۔ بلدی پاڑہ کا بومن۔ بندر کا علیہ پانگ سترہ اور اٹھارہ صدی عیسوی میں ارکان کے مسلم سپہ سالار تھے۔ علیہ پانگ

نوٹ:۔ (۲) قول بزرگان ارکان۔

کی مسجد پختہ اب تک بندر میں قائم ہے۔

(۳۹) اکیاب کے حاجی علی خاں اور اکرم علی انیس صدی کے اوائل میں ارکان کے صوبے دار گزرے تھے۔ حاجی علی خاں معروف بہ بُدو بُدصیہ کی بنائی ہوئی پختہ مسجد اکیاب میں موجود ہے۔

(۴۰) شوے بنیا راجہ باجیڈو کے ایام حکومت میں ارکان کا وزیر مال افسر ٹکسال (سو پنیزان۔ سو بمعنی چاندی اور پنیزان کے معنی مالک ہے) قصبہ بندر میں اُس کی بنائی ہوئی پختہ مسجد کا کھنڈر ہے۔ جس کے کنارے اس کی پختہ قبر موجود ہے۔

(۴۱) عبدالکریم معروف بہ شجاع قاضی قصبہ قیم سادہ باڑہ کا باشندہ تھا۔ ۱۷۸۴ء میں جب راجہ بودوپھیہ نے ارکان کو فتح کرلیا تھا تو شجاع قاضی برہمی فوج کی رہنمائی کرکے تائید کی تھی جس کے صلے میں وہ اچیرانگ (اسی ین) یعنی قاضی یا حاکم جنوبی ارکان کے لئے مقرر کیا گیا وہ شہر رامری میں کچھ عرصہ تک مقیم رہا بعد ازاں اپنے وطن قیم کو بارونق شہر بساکر اپنا دار الحکومت بنایا۔ علاوہ حکومت کے وہ تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ اوجی سوداگر (جو اس کمسترین کا پرداتا تھا) اُس کا بڑا شریک تجارت اور مشیر اعظم تھا اور جن میں اس کا مشیر سادہ باڑہ میں اس کی بنائی ہوئی پختہ مسجد اور پختہ تالاب جس میں ایک من آب زمزم ڈالا گیا تھا اب تک ویرانہ حالت میں موجود ہیں اور جن کے چاروں اطراف میں پختہ دیواریں ہیں اور مسجد کے

Marfat.com

کنارے اس کی پختہ قبر موجود ہے۔ اوس نے تاریخ ارکان موسوم بہ روشنگ پنجالی بزبان بنگلہ تصنیف کروائی تھی۔ راجہ باجی ڈو کے عہد سلطنت میں جب مسلمانوں پر بڑی سختی اور دباؤ پڑنے لگی تو اس نے اپنے مشیر اوجی کے ذریعہ انگریزوں کو کلکتہ سے بلوا کر ارکان کا راج لینے میں بڑی تائید کی مگر بعد ازاں بشبہ بغاوت گرفتار ہو کر علی پور جلیل کلکتہ میں مقید ہوا اور آخر کار بذریعہ اپیل قید سے مخلصی ملی کہتے ہیں کہ اس کی بہت سی بیویاں تھیں مگر بڑی بیوی کسی برہما مسلم وزیر کی بیٹی تھی۔ اس کی بہت سی اولاد تھی۔ سرکار انگریزی نے اس کے بیٹوں کو ضلع اکیاب میں قصبہ جات کے حکام (کیونک) مقرر کئے تھے۔ انتظام و انضباط حکومت کے لئے اس کے پاس کافی تعداد مسلم فوج غوری اور مغل تھی۔

مسٹر روبرٹسن جنگ اول برہما کے سیاسی حالات میں شجاع قاضی اور اوجی کی بابت حسب ذیل بیان کرتا ہے کہ:۔

(۱) شجاع قاضی (SOOJAKAZEE) اس صوبہ (ارکان) کے مسلمانوں کا رئیس الاعظم (CHIEF) تھا۔ اس کے ساتھ ہمارے خفیہ خط وکتابت جاری رہے تھے اور وہ ہندوستانی زبان اچھی جانتا تھا۔ اور وہ ارکان کے ذی اقتدار اور صاحب حکومت اشخاص میں سے تھا۔ اس کے ساتھ میں اکثر بات چیت کرتا تھا جب دونوں ہمارے قبضے میں آئے۔ اس نے ہم سے پوچھا کہ آیا ہمیں ارکان میں رہنے کا خیال ہے۔ جب اس سے کہا گیا کہ شاید یہ امر ممکن ہے

Marfat.com

تو وہ ہم سے یوں بولا کہ "میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ اس ملک کی آب وہوا کے اثر سے آپ کے لوگوں کی نصف تعداد ضرور موت کے پنجے میں گرفتار ہوگی"۔ بعد ازاں ملکی حالات سے ایسے اچھے پورے واقف کار شخص کا تنبیہ ہمارے ڈاکٹر لوڈویک لویس گرانٹ کی رائے کے مطابق صحیح ثابت ہوا"۔ (فرسٹ برمیس وار۔ از روبرٹسن صفحہ ۹۸)۔

(ب) اور بابت اُدجی روبرٹسن لکھتا ہے کہ "ایک مگ (ارکانی) تاجر اوگھی (یعنی اوجی OGHEE) نامی نے ارکان سے دریائے ایراودی کو بذریعہ درۂ تلاک (یا ڈلاک) جانے کا رستہ بتاتے ہوئے یوں بیان کیا کہ اس کے ساتھ پندرہ لوگ تھے اور گیارہ منزل از راہِ تلاک خشکی اور تری چل کر بمقام سنبھوجون دریائے ایراودی کے ساحل پر وہ پہنچے اور اس سفر میں فی کس گیارہ سیر چاول خوراک کے لئے ضرورت پڑی"۔ (فرسٹ برمیس وار از روبرٹسن ضمیمہ اوّل صفحہ ۱۲۵)۔

بقول بزرگانِ ارکان اُدجی مسلم سوداگر ملک التجار ارکان تھا۔ راجہ بوددپھیہ نے اس کو تاج زری رباڈن زلے عطا کیا تھا جس کو پہن کر بلا روک ٹوک دربار شاہی اور محل میں داخل ہو سکتا تھا اور وہ چاٹگام ڈھاکہ کلکتہ پیگو۔ منڈلے آوا اور بنکاک وغیرہ شہروں تک تجارت کرتا تھا۔ اور تری کی راہ کو بذریعہ جہاز جیسے برہما گنو کہتے

نوٹ:- (۱) قدیم زمانے میں اہلِ بنگال ارکانی مسلمانوں کو "مگ" بلاتے تھے کیونکہ وہ مگ لباس پہنتے اور مگھی زبان بولتے تھے۔ اس وقت بھی ارکانی اور برہما کے مسلم مہاجرین کو بنگال میں برہما ملّے کہا جاتے ہیں

اُدجی ملک التجار

Marfat.com

ہیں اور خشکی کے رستوں (درّہ آن اور ڈلاک) کو بذریعہ غلاموں کے اموالِ تجارت عبور کر کے لے جاتا تھا۔ راجہ اور بیگمات شاہی کے لئے حسبِ دلخواہ نایاب چیزیں مختلف مقامات کی بطور سوغات نذر کی جاتی تھیں اور وہ اُسے سیم و زر اور خلعت فاخرہ دیکر مالا مال کرتے تھے۔ قصبۂ سادہ پاڑہ میں اوچی کا پل اب تک قائم ہے۔ وہ پاؤ بن لے عرصۂ دراز ہمارے خاندان کے ہاتھ میں رہا ہے مگر اب ضائع ہو گیا ہے۔

راجہ چپس ۹۶۱ء تا ۱۲۰۰ء

امر بالا کی مزید تشریح کرتے ہوئے مسٹر کاکس لکھتا ہے کہ "شہر کوما (ایراودی پر) ارکان سے بنگال جانے کے خشکی کے راستے پر واقع ہے جہاں سے ارکان ستر میل کا فاصلہ ہے اور ارکان کے ایک قاصد کا بیان ہے کہ اگرچہ پہاڑی راستہ دشوار گزار ہے مگر جو سوداگر ڈھاکہ اور کلکتہ سے اموالِ تجارت لاتے ہیں وہ چھکڑوں ہاتھیوں اور گھوڑوں وغیرہ کے ذریعہ ارکان یوما کے پہاڑی راستوں کو عبور کر کے ارکان سے آٹھ روز میں چھین بین میوئی راہ سے آمرہ پورہ پہونچ سکتے ہیں۔ اور اچھے موسم میں کلکتہ سے آمرہ پورہ پینتالیس دن میں جا سکتے ہیں۔

("سلطنت برہما کے ایک باشندہ کا جرنل" از ہاریم کاکس صفحات ۳۰ و ۳۱ و ۴۵)

(۴۲) ا۔ نیندر کے ستر جہازی۔ ب۔ حفظ الدین معروف بہ غم یم۔ ج دولت خاں اور۔ د۔ موسیٰ معروف بہ چوکنجے مشہور مسلم تجار تھے۔

(قولِ بزرگان)

Marfat.com

(۴۳) اٹھارہویں صدی عیسوی کے آواخر میں قیم کے اسحاق جوہری اور شونا بنگال اور آوا کے سوداگر مشہور تھے۔ (قولِ بزرگانِ ارکان)

۸ مسلمانوں کو فوجی خدمات کے صلے میں جاگیریں ملنی اور مسلم بستیاں

یوں تو ارکان سے تناسرم تک جابجا مسلم بستیاں صدیوں سے آباد ہیں مگر مسٹر ہاروے اپنی تاریخ برہما میں سولہ سترہ اور اٹھارہ صدی عیسوی کی مسلم بستیوں اور جاگیروں کی بابت حسب ذیل ذکر کرتا ہے۔

"۱۵۳۹ء اور ۱۵۹۹ء میں شہر سگو کو مدافعت کرنے والے مسلمان گرفتار ہوئے تھے وہ ارکان میں لڑنے کے لئے بھیجے گئے تھے چنانچہ ۱۵۴۷ء میں تبین شوتیھی نے شہر میوہاؤنگ (ارکان) پر حملہ کرتے وقت اور ۱۷۰۷ء میں راجہ سنم کے افسروں نے سنڈوے پر چڑھائی کرتے وقت اُن مسلمانوں کو لڑنے کے لئے ساتھ لایا تھا۔ اور وہ مسلمان معہ ڈی برٹیو کے ہمراہی مسلمانوں کے (جو سیریم کے محاصرے میں ۱۶۱۳ء میں گرفتار ہوئے تھے) و نیز اکٹے دُکے "مسلمان جہازیوں کے (جو بعد ازاں پکڑے گئے تھے) ملک برہما کے مختلف مقامات میں بسائے گئے تھے۔ یعنی میڈو (ضلع شوبو میں) پنیا اور کنلو (ضلع سگائنگ میں) ینڈو (ضلع میدین میں) اور لیان (ضلع چوکسے میں)، وہ لوگ اقامت گزیں ہوئے تھے جن کو فوجی خدمات یعنی اُن کے آبائی پیشہ تیر اندازی اور گولہ اندازی کے عوض جاگیریں دی گئی تھیں۔"

Marfat.com

(ہاروے صفحہ ۳۴۸)

کہتے ہیں کہ شہر میڈوؔ کے بانیان مولینا محی الدین خطیب مسجد میڈو قاضی شوے دا۔ قاضی تماضی شویدوں اور قاضی پنوا صاحبان تھے۔ اور اس شہر میں بارہ مسجدیں راجگان برہما کے عہد میں بنائی ہوئی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔ موتی مسجد۔ سن بھو مسجد۔ میو کون مسجد۔ کوترو مسجد۔ منگلا مسجد۔ تھنگ پلی مسجد۔ علے کائن مسجد۔ مالوے مسجد۔ ینگائین مسجد میو کون کھیوے مسجد۔ اوشوے یک مسجد اور دو تونزا مسجد۔ (۱)

اور بقول بزرگان ارکان اکثر مسلمانوں کو فوجی خدمات کے صلے میں ارکان میں بھی جاگیریں ملتی تھیں اور اُنیس صدی عیسوی کے اوائل میں پچاس فی صدی گرانٹیں (زمینداری یا پرذری) مسلمانوں کی تھیں جو اب غیر قوموں کے قبضے میں چلی گئی ہیں۔ قیم کا سلیمان معروف بہ ادوقلّے چودھری۔ قیو قتو کا چھکفا پروزدگنگ۔ منگڈو کے فتح علی بلی اور جعفر علی چودھری اور عبد الغفور چودھری وغیرہ مشہور زمیندار گزرے ہیں۔

چھن بین مسلم بستی سنڈوے سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے جس کو سالوجہ اور شاہ عالمگیر نے راجہ بودو پھیہ کے عہد سلطنت میں بسائی تھی۔ سالوجہ کو سالوجہ چھاؤں کی جاگیر ملی تھی اور تزادی پڑنگ (زادی بین) کی مسلم بستی (سنڈوے میں) عبد الرحمٰن مصری نے دہلی کے اسّی اشخاص لاکر بسائی تھی (۱)۔

کہتے ہیں کہ قیم کے ساوہ پاڑہ یا سادات پاڑہ یا ہادہ پاڑہ کو دو بھائی

عرب تجار ہدیٰ اور مدّح نے بسایا تھا۔ بستی تو ہدیٰ کے نام سے مشہور ہوئی اور ایک تالاب مدّح نے کھدوایا تھا اور وہ مدّح کے نام سے موسوم ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں بھائی سیّد تھے کیونکہ سرکاری دفتر میں وہ بستی اب تک سادہ یا سادات پوا لکھی جاتی ہے اور اس بستی کے مسجد کے کنارے سیّد صاحب کی قبر موجود ہے۔ اور قیم کے جالیہ پاڑہ کو مرا تیو کیونگ نے بسایا تھا جہاں اس کی بنائی ہوئی پختہ مسجد ویرانہ حالت میں موجود ہے اور شانخزی پرانگ بستی کو سیّد موسیٰ نے بسایا تھا جہاں سیّد موسیٰ کا ایک راستہ ہے۔ یہ تینوں بستیاں سولھویں صدی عیسوی کے بہت آگے بسائی ہوئی ہیں۔ چند سال گزرے کہ منڈلے کا ایک بھونجی قدیم نوشت جات کے پرچے لے کر شانخزی پرانگ میں آیا اور اسی بستی کے مولوی عبدالخالق نامی شخص سے ملاقات کر کے کہا کہ بودھ مذہب کی حملہ آور برہمی فوج نے اموال کثیرہ اس بستی سے لوٹ کر لے چلی جن میں پرانے نوشتے بھی تھے۔ اسماعیل گنگ جو کہ بڑا رئیس تھا اور سیّد موسیٰ کا ذکر ان میں کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بڑی مسلم بستی ایک دفعہ ویرانہ ہو جائیگی مگر پھر آباد ہو جائیگی اور اس میں دو خزانہ دفینہ موجود ہیں۔ ایک تو پتھر کا مکر مچھ طلسماتی ممبیا کے پہاڑ کے مغربی کنارے پر ہے اور دوسرا تو تین ہاتھ لمبے دو پتھر کے نیچے بہت سے سونے بھرے ہوئے دو جالے یا مٹکے ہیں۔ اور جب یہ بستی دوبارہ

نوٹ:- برہملوں کے قدیم حالات ادیکھو چھے۔ صفحات ۳۲ و ۳۳ کو دیکھو۔

آباد ہو جائے گی تو وہ اشیائے دفینہ ضرور کسی خوش قسمت کو مل جائیگی۔

۹۔ مسلمانوں کو قربانی منع کرنا اور بدھ مذہب کی پیروی کرانا

مدت مدید و عرصۂ نامعلوم تک اپنے دیگر برادران وطن اہل بدھ کے ساتھ مل جل کر رہنے سہنے کے سبب سے مسلمانوں کی اخلاقی اور ایمانی قوت پر اہل بدھ کی تہذیب و تمدن اور طرز معاشرت نے ایک طرف سے بڑا اثر ڈال رکھا تھا اور دوسری طرف سے حکمائے دوراں اور شاہان زماں کے پر اثر سخت قانونی دباؤ اور بھی صدمہ پہنچا رہا تھا جس کے باعث عربی اور مغلیہ نسل کے کثیر التعداد مسلمان مرتد بھی ہو گئے ہیں اور اس کے ثبوت کے لئے حسب ذیل تاریخی اور مقامی حالات پیش کئے جاتے ہیں :-

(۱) چنانچہ راجہ باین ناؤں (رین ناؤنگ ۱۵۶۱ء) نے اپنے ملک میں بدھ مذہب کو پھیلانے کی غرض سے و نیز بظاہر اپنی ساری رعایا کو ایک مذہب کے پیرو بنانے کے خیال سے اپنے قلمرو میں کل مسلمانوں کو جانوروں کا ذبح کرنا اور قربانی کرنا یکقلم منع کر دیا تھا اور پردیسیوں کو جو برہما میں مقیم تھے کم از کم بدھ مذہب کے تین اصول کی پیروی کرنے کی ترغیب دلائی تھی۔ (تاریخ برہما از فیار صفحہ ۱۱۰)

(۲) اور ۱۷۹۰ء میں راجہ بودو پھیہ نے مسلمانوں کی ایمانی قوت کو آزمانے کے خیال سے علمائے اسلام دمنڈلے اور آمرہ پورہ وغیرہ کے کو

بلوایا تھا اور راجہ کے آگے اُسوقت سُور کا گوشت دہرا ہوا تھا۔ راجہ نے حکم دیا کہ کھانا قبول کرو ورنہ تلوار گردن پر چلے گی۔" اوس وقت علمار نے سوئر کا گوشت کھانا مجبوراً اپنی جان بچانے کے لئے قبول کیا۔" (ہاردے صفحہ ۲۷۶)

لیکن اِس امر کو علما و فضلاء ارکان اور برہما نے تردید کی اور کہتے ہیں کہ سُور کا گوشت کھانے سے انکار کرنے پر قریبًا چالیس علماو فضلاء زماں قتل کئے گئے تھے جن میں مولانا محمد روشن ۔محب اللہ۔ شمدار اور عثمان صاحبان تھے اور جس کے باعث انواع واقسام کی غضب الٰہی برہما میں نازل ہوئی۔(۱) اور اس خبر نے برہما اور ارکان کے سارے مسلمانوں میں ایک ہل چل مچا دیا تھا کیونکہ اوس وقت ارکان برہما کے ماتحت ہو چکا تھا۔ (قول بزرگانِ ارکان)

الغرض مذکورہ بالا اُمور پر غور کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مظالمانہ حرکات سے عام مسلمانوں کی ایمانی قوت اور تخیل میں ضرور ضرر پہنچا تھا جسکے باعث اکثر کمزور خیال مسلمانوں نے اپنے دین کو ترک کیا ہوگا جیسا کہ سایہ ڈوبستی (سٹڈوے یں) سلے ڈاوں اور سنے (رامری یں) وغیرہ کے کثیر التعداد مسلمان مرتد ہو چکے تھے۔

(قول بزرگان)

نوٹ:۔ (۱) برہما مسلموں کی عرضی بر ہما راجہ کی خدمت میں۔ برہما مسلموں کے قدیم حالات صفحہ ۴۲) آتسیا پھوچے۔

(۱۰) عربی نسل مسلمانوں کے قدیم رسوم یا پہچان زبان اور لباس

بقول بزرگان ارکان عربی نسل مسلمانوں کی سب سے بڑی رسم
یہ تھی کہ جب تک کوئی مسلم نوجوان بغرض تجارت اپنا وطن چھوڑ کر
بذریعہ خشکی اور تری تین بار سفر نہ کرتے تو وہ مرد کامل نہیں سمجھا جاتا تھا
اور کسی مسلم کنواری لڑکی سے ایسے جوان کی شادی نہیں ہوسکتی تھی اور
عوام الناس اور لڑکیوں کے والدین ایسے جوان کو بزدل اور نامرد اور
نکما سمجھتے اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ رسم اور خاندانی فخر
بمثل جاداوالے مسلمانوں کے انیس صدی عیسوی کے آخر تک ارکان
میں رائج تھے۔ اور اسی طرح برہما کے بڑے شہروں میں بھی یہی رسم
تھی۔ شریف خاندان کی ناکتخدا لڑکیوں کی شادی کے واسطے کفو
اور ذاتی شرافت کا پاس ولحاظ اب تک تا حدے رکھا جاتا ہے۔
چونکہ عرب لوگ جس ملک میں جاکر مقیم ہوتے تھے اُس ملک کی
زبان اور طرز معاشرت جلد سیکھتے اور اختیار کر لیتے تھے اور جس
طرح سندھی مدراسی اور ملے مسلمان اپنی دیسی زبان عربی حروف
میں لکھتے ہیں اُسی طرح قدیم ارکانی مسلمان برہما اور بنگال کے سرحد
پر رہنے کے سبب سے برہما مگھی اور بنگالی ملی جلی زبان بولتے ہیں
اور اپنے قومی شجروں اور کتب دینی اور قصائص (پوٹی) وغیرہ عموماً
عربی حروف میں لکھتے اور لکھواتے تھے مگر سنڈوے اور برہما کے

مسلمان عموماً برمی زبان ہی بولتے اور لکھتے ہیں۔ اب جا بجا اُردو سکول قائم ہونے کے سبب سے اُردو بھی اچھی طرح بول سکتے ہیں اور پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔

روانیہ اور زیربادی مسلمان عموماً برمہ لباس پہنتے ہیں مگر روانیہ لوگ عموماً سفید پگڑی یا گھمباؤں باندھتے ہیں اور ٹوپیاں پہننے کے عادی نہیں ہیں ہاں اب اُردو تعلیم یافتہ لوگ ٹوپیاں بھی پہنتے ہیں۔

اگرچہ غوری فاتحوں اور شاہ شجاع کے مغلیہ فارسی زباندان مسلمانوں کے ارکان میں آنے سے ارکانی مسلمانوں (روانیہ) کی زبان میں فارسی ہندی اور بنگالی الفاظ بکثرت شامل ہوگئے ہیں مگر اُن کے کلام سے اب تک عربیت کی بُو آتی ہے۔ چنانچہ مخاطب کے جواب میں جی اور ہاں کے مقام میں وہ لبّیک۔ لبّے یا لبّوے یا لبّو بولتے ہیں۔ پانی کو مئے یا مَیں اور کھانے کو نعم یا نام نام اور کھڑے ہونے کو قم قم خصوصاً بچوں کو زبان سکھلاتے وقت بولے جاتے ہیں۔ اور بچّوں کو ابتدا ہی ماں باپ اس قسم کے اشعار سکھائے جاتے ہیں۔ جیساکہ۔

" قُم قُم قمرا ۔ مُوشِ بَنغِیل تسرّا "

اور پیالہ کو قدح۔ قینچی کو مقراض یا مرقاض۔ برتن کو صحن یا پاسن زنجیر کو صیقل۔ جلدی کو رفرف۔ لاٹھی کو عصا یا عشا اور بڑی بہن نانی اور دادی کو آبو وغیرہ بگاڑے ہوئے عربی الفاظ یا محاورہ

Marfat.com

اب تک بولا کرتے ہیں۔ بلکہ ارکانی مسلم زبان میں بہت سے مگھی یا برہمی الفاظ شامل ہوگئے ہیں۔ چنانچہ۔ تجون (چمچہ) پھلا (گلاس) مُونگ (باجہ تھالی نما) بُون (ڈھول دف نما) لکھوانگ ( ) پلانگ بوتل پرینگ ناؤ (لمبی کشتی تماشہ کی) ہکیوے (کشتی کھینے کا ڈنڈا) آلن (جھنڈا) شو (انعام) پونگ (ڈھیر) جانگ سٹے (جھونپڑی) تمیاونگ (حصہ مکان پانی رکھنے کے لئے) انگوے ڈوچھی (سرکاری روپیہ قرض کا) اکرنگسا (خزانہ کا رسید) چھک چھانگ (فوراً) پیانگ (سستی) پھیانک کرنا یا ہونا (خراب کرنا یا ہونا) کھوڈنیا (ٹیک دینا) کھونگ (کودنا) فردکرنا (توڑ ڈالنا) لہائنگ کرنا (گرانا۔ قرض ادا کرنا) تھوک یک (مکان کے شہتیر) تنسک لکھوا (درخواست) چاری (کرانی) اکیانگ۔ اچین (عادت) وغیرہ مستعمل ہیں۔ اور اُن کی زبان کو نووارد چاٹگامی اور بنگالی لوگ بالکل نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

اور اسی طرح برہمی اور مگھی زبان میں بھی اسلامی الفاظ نے رفتہ رفتہ جگہ پائی ہے۔ چنانچہ طعام کو تھمانگ یا تھمین۔ قلم کو کلنگ یا کلاؤں ناظر کو نازی۔ وکیل کو وکیؔ۔ دیوان کو دیوائن۔ خزانچی خدانسی۔ دربان کو دلوائن۔ قینچی کو کیچیؔ برہما اور مگ لوگ بولتے ہیں اور اسی طرح بابا ماما دھوبی اور چنابرہ حلوا وغیرہ بہت سے الفاظ شیر وشکر ہوگئے ہیں۔

عربی نسل ارکانی اور برہما مسلمان اُردو مولود شریف کی بجائے عربی مولود خصوصاً برزنجی شریف پڑھنا یا پڑھوانا پسند کرتے ہیں گو کہ اس کا مطلب وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ اُن کے اجداد کے قلمی نسخے

Marfat.com

ہوتے ہیں اور خصوصاً مردہ کے چالیسہ کے فاتحہ کے وقت اُس کا پڑھوانا باعث مزید خیر و برکت یقین کرتے ہیں جس کو فی زمانہ کے بعض علما کے حکم بدعت پر عمل کر کے ترک کر رہے ہیں۔ اور اس مقام پر ارکان کے عربی مولود شریف پڑھنے کے قواعد و ضوابط کا درج کرنا قارئین کرام کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا جو اس کمترین کو حاجی عبدالغفور امام بنڈری کے اٹھارہ صدی عیسوی کے قدیم نسخے سے دستیاب ہوا ہے۔ اور اس کی اصل عبارت یوں مسطور ہے:۔

"قواعد مولود النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ چون خواندن برحکم استادان ماضی در ترکیبات ومحیات ومقامات و جمیع ارکان بامول ما یذکو باید خوانده تا م سامعات وحاضران ورد پاک حضرت محمد مصطفٰے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفرحی ومنشرحی شود ترتیب بدین اول چون ابتدا کنند تہلیل باآیات کلام مجید بعد بردہ القصیح فی مدح النبی ۔ الملیح بعدہ تسلیمات بر نبی علیہ الصلواة بعد در مقام غزال و پنجگاه ورا ست شروع کنند لقد جاءکم رسول الخ ۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ دعواھم فیھا سبحانک اللھم وتحیتھم فیھا سلام ۔ واٰخر دعوٰھم ان الحمد للہ رب العالمین ۔ بعد ابتدا مولود شریف

در مقام راست و پنجگاه یکند تا اختتام و بر صنعت استادن در نوع ما ذکرہ وھذہ نسخہ حرہ بعض ما یطلع فیہ احیانا والحمد اللہ رب العالمین۔

عربی نسل مسلمان اپنے بچوں کے نام اکثر عربی رکھا کرتے ہیں سونامیاں کالامیاں وغیرہ رکھنا پسند نہیں کرتے۔ ہاں برہما نام بھی اسلامی نام کے علاوہ عموماً رکھتے ہیں تاکہ غیر مسلم اسکولوں اور سرکاری عہدے میں بلا روک ٹوک وہ داخل ہو سکیں اور ترقی کے زینے پر چڑھ سکیں جیسا کہ عبدالحمید کا عرف لھامنگ (جو آئی۔سی۔ایس بنا ہے)

۱۱۔ مسلمانوں نے اہل برہما کو کیا کیا سکھایا؟

حالات مذکورۂ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے اسلام نے اس سرزمین برہما میں قدم رکھا تھا تب سے برہما کی تجارت سیاسی حالت اور فوجی قوت اور علوم و فنون میں نئی روح پھونک دی چنانچہ علاوہ دیگر امور کے مسلمانوں نے اہل برہما کو علم کیمیا علم معدن اور فنونات جنگ سکھائے تھے جو ذیل کے حالات سے ظاہر ہوتے ہیں۔

علم کیمیا اور علم معدن کی بابت مسٹر کاکس جو برہما میں عرصہ تک مقیم تھا لکھتا ہے کہ "مجھے یقین آتا ہے کہ برہما میں علم کیمیا گری اور علم معدن مسلمانوں نے ایجاد کی تھی اور وہ مسلمان جو یہاں

بسے تھے یا بطور سیاحت آئے تھے اہل برہما کو کیمیاگری کا سبق سکھایا اور شوق دلایا تھا اور اس کے علاوہ علم معدن بھی سکھایا تھا یعنی لعل و یاقوت سونا چاندی وغیرہ معدنیات نکالنے کا طریقہ ذہن نشین کرایا تھا اور کیمیاگری کے عمل کے واسطے اہل مغرب نے نوشادر وغیرہ اہل برہما کو فروخت کر کے بہت سا نفع اوٹھایا تھا میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ اس احمقانہ فن کیمیاگری کے موجد عرب تھے مگر وہ (عرب) ضرور اس فن کے زندہ کرنے والے تھے" (سلطنت برہما کے ایک باشندہ کا جرنل از کاکس)۔

بابت فنونات جنگ کی تعلیم کے اس مقام پر یہ بتانا کافی ہے کہ سنہ پندرہویں صدی عیسوی کے آواخر میں سب سے پہلے مسلمان جہازیوں نے برہما میں لڑتے وقت توپوں اور بندوقوں کا استعمال کیا تھا جو معاوضہ پر فوجی خدمات کرتے رہے اور سنہ ۱۷۵۲ء تک عالمگیریہ کے ایام حکومت میں کرتے رہے (ہاروے صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۶) علاوہ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں نے برہموں کو بذریعہ خندق لڑنے کا طریقہ سکھایا تھا جس کے سبب سے عربی نسل برہما مسلموں کا قومی نام میٹو مشہور رہا۔ میے بمعنی مٹی اور ٹو یا ڈو بمعنی کھودنا ہے جس سے مراد مٹی کھودنے والا یا خندق کے ذریعہ لڑنے والی قوم ہے۔

(قول بزرگان)

کہتے ہیں کہ برہما اور اراکان کے عربی نژاد مسلم تجارت پیشہ

جوہر شناس تھے اور خصوصاً منڈلے پیگوا ور ارکان میں ایسے ایسے مسلم جوہری اور صراف موجود تھے کہ اندھیرے میں ٹٹول کر اچھے اور کھوٹے سکّے اور جوہر کو پرکھ لے سکتے تھے۔ چنانچہ اسحاق نامی جوہری (قیم کا) جب ۱۸۳۰ء میں کلکتہ میں جوہر فروخت کرنے کے لئے گیا تھا تو کلکتے کے کسی ہندو جوہری جوہروں کے خرید و فروخت کی بابت کچھ حقارت آمیز بات اُس سے بولا تو اوس نے وہاں کے دیگر مسلم جوہریوں کو بُلا کر اپنی جوہر شناسی کی ایسی کمالیت دکھائی تو وہ سب دنگ رہ گئے۔ (قول بزرگان)

علاوہ بریں مسلمانوں نے اہل برہما کو گھی کے پلاؤ بریانی وغیرہ عمدہ لذیذ کھانا پینا اور سر کے لمبے لمبے بالوں کا کتروانا اور لمبے ناخنوں کو تراشنا سکھایا تھا۔ اسلامی تہذیب کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی تہذیب اور فیشن نے اور بھی اُن کو کامل شوقین اور شائستہ بنا دیا ہے۔

۱۲۔ بدر مقامات۔ اولیاء اللہ اور علمائے کرام اور اشاعت اسلام کا بیان

"ساحلِ برہما پہ ہیں بدر مقامی مسجدیں
تاجروں اور غازیوں کی سیرگاہیں تھیں وہاں
تبلیغ دینِ ہدیٰ کو حسب لہ کمائے نبیؐ

آ رہے تھے یاں وہ بزرگان ہادیاں و کاملاں
تھے بدر شہ۔ پانچ پیر و شاہ منعم شہ حسن
شہ علاء دل اور بہت سے تھے جو اقطاب زماں
ہے نہیں خالی زمانہ اور زمین ابدال سے
بہر ارشاد خلق اور انتظام ہر زماں (از مؤلف)

اس کے قبل بیان ہو چکا ہے کہ "بعد دسویں صدی عیسوی کے گو کہ برہما بدھ مذہب کا ملک تھا۔ مگر اسلام جا بجا پھیلا ہوا تھا ۱۲۰۶ء میں اچین میں اسلام جاری ہوا تھا۔ آسام سے ملایا تک ساحل سمندر کے کنارے پر عجیب قسم کی مسجدیں موجود تھیں جو آنحضرت صلعم کی رسالت کے پچاس سال کے اندر بنائی گئی تھیں اور جن کو بدر مقام یا بدر مکان کہتے ہیں۔ ان بدر مقاموں کو مسلمان بدھ اور چینیا یکساں مقدس سمجھتے اور مانتے ہیں اور مسلمانوں کے اثر سے ارکان کے بدھ مذہب والی عورتیں مگنیاں، پردہ کا لحاظ کرتی ہیں۔ (ہاروے صفحہ ۱۳۷)

اب اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بدر مکانات یا بدر مقام کی مسجدیں ضرور عرب جہازرانوں۔ تاجروں۔ سیاحوں اور غازیوں کی سیر اور سفر کی منزل گاہیں یا قیام گاہیں تھیں جیسا کہ فی زمانہ کوئلہ کے اسٹیشن ساحل بحر پر قائم ہیں۔ بقول بزرگان وہاں کوئی نہ کوئی بزرگ اللہ والے بغرض ارشاد و تبلیغ دین حق اور مصیبت زدوں کی حمایت اور پناہ دہی کے لئے ہر دم مقیم رہتے تھے۔ مگر

اب بربدر مقام یا بدر مکان مسجد نظر نہیں آتی ہے جیسا کہ مسٹر ہارٹ نے بیان کیا۔ کہیں مسجد اور کوئی پتھر اور کہیں چلہ خانہ دکھائی دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بدر مقام درحقیقت بدر شاہ سے منسوب ہے اور بدر شاہ جزیرہ نمائے ہند و چینی میں آئے ہوئے ایک زبردست اولیائے متقدین اور سادات میں سے تھے اور صاحب کرامات تھے اور وہ سطح سمندر پر عبادت کرتے ہوئے جن جن مقاموں پر قیام کیا تھا وہی بدر مقام ہوئے۔ کہیں پتھر پہاڑ کے اور خندق کے اُن کے نقش قدم یا نقش دست و پا چھوٹ گئے۔ چونکہ اُن کا فیض عالمگیر تھا ہندو مگ برہما اور چینا وغیرہ بھی اب تک اون کو مانتے ہیں وہاں موم بتیاں جلاتے فاتحہ اور زیارت کراتے ہیں۔ مگر کتب مشائخ میں اُن کا ذکر نہ ہونے کے سبب سے بدر شاہ کی موجودگی کو فی زمانہ کے اکثر علمائے دین گویا ایک خیالی قصہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہم لکل قوم ہاد کے اصول قرآنی پر یقین کریں اور قول امام ربانی مجدد الف ثانی جناب حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ کو تسلیم کریں تو اس کا جواب اثبات میں ہونا لازم ہے۔ کیونکہ آپ اپنے مکتوبات شریف میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"ایمان وہدایت و توفیق حسنات و انابت از سیئات نتیجہ فیوض قطب ارشاد و قطب ابدال در ہمہ وقت و ہر کار و خلو عالم از و متصور نیست کہ نظام عالم بادمربوط است اگر یکی از افراد قطب میرود دیگرے بر جاے نصیب میشود"

اور بعض بدر مقامات جو اگلے زمانے میں ساحل سمندر پر واقع تھے آج کل سمندر سے بہت دور خشکی میں دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے لمع قیم اور سنڈوے وغیرہ کے مقامات۔ جہاں طالبانِ راہِ حق کا ہجوم رہتا تھا اور سالانہ کم از کم دو ایک بار ارکانی مسلمان مرد اور عورتیں اُن کی زیارت کیا کرتے تھے مگر آج کل علمائے دین کے حکم بدعت پر عمل کر کے اُس کو ترک کر دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کہیں بعض خود پرست ملاؤں نے اپنے حلوہ روٹی گرم کرنے کے لئے جھوٹی قبریں بدر اولیا اور سلطان بایزید وغیرہ کے نام کی بنا کر لوگوں کو سجدے کروا کے کفر و ضلالت کے مرتکب بناتے ہیں (دیکھیو صفحہ ۵۲ میں اکیاب کا بدر مقام) مخفی نہ رہے کہ علاوہ بدر مقاموں کے ملک برہما میں بہت سے اولیائے کرام متقدمین کے مزار ہیں جو ارشاد و ہدایات کے لئے ضرور یہاں آئے تھے۔ اس لئے اُن بزرگوں کا کچھ ذکر کرنا ضروری ہے۔

(۱) چنانچہ سیریم میں پانچ پیرؒ کی درگاہ شریف ہے جہاں سالانہ ایک بار عرس دسمبر مہینے کے آخیر میں بڑے وسیع پیمانہ پر ہوتا ہے خلق اللہ کا بڑا ہجوم اور قوالی و فاتحہ خوانی کا دھوم رہتا ہے۔ جا بجا شب و روز چند روز تک دکانیں کھلی رہتی ہیں اور برہما کے ہر گوشہ سے حاجتمند لوگ وہاں جایا کرتے ہیں۔

(۲) سنڈوے میں مولانا شاہ فضل الحق غازی خیرآبادی کا پختہ مزار بلیڈنگ مسجد کی پہاڑی پر واقع ہے۔ جن کو بعد

Marfat.com

غدر کے انگریزوں نے یہاں نظر بند کر رکھا تھا۔

(۳) شہر اکیاب میں شاہ منعم شہید معروف بہ بابا جیؒ کی درگاہ شریف ہے جو برہما راجہ کے عہد میں بشبہ بغاوت مقتول ہوا اور وہاں سالانہ عرس ہوتا ہے۔

(۴) حیدر علی شاہ معروف بہ کھار وشاہؒ۔ نور اللہ شاہ معروف بہ کنیلا شاہ اور عزل الدین شاہ مشہور عزلہ شاہ کے مزار بھی اکیاب انجمن اسلامیہ کے قبرستان میں ہیں۔

اکیاب کا بدر مقام سمندر کے کنارے دریائے کلاڈن کے مغربی دہانے کے اونچے ٹیلے پر واقع ہے کہتے ہیں کہ قریباً ڈھائی سو سال گزر چکے کہ مانک اور چاند دو بھائی چاٹگام کے سوداگر راس نگریس سے ہلدی کے مال تجارت لدے ہوئے جہاز سے اکیاب میں آکر پانی کے واسطے اترے اور ان کا جہاز بدر مقام کے چٹانی ساحل پر لنگر ڈالا ہوا تھا۔ پانی لینے کے بعد ایک شب کو مانک نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا جس میں بدر شاہ نے اس سے یہ کہا کہ جہاں سے تم نے پانی لیا وہاں ایک غار (چلہ خانہ یا عبادت خانہ) عبادت الٰہی کے لئے بناؤ۔ مانک نے جواب دیا کہ "میرے پاس ایسی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ یہ کام کر سکوں اور اب میں کس طرح آپ کی اس آرزو کو پورا کروں"۔ بدر شاہ نے فرمایا کہ تمہاری ساری ہلدی سونا ہو جائیگی اور تم اس سے عمارتیں اچھی طرح ضرور بنا لو"۔ جب صبح ہوئی مانک یہ دیکھ کر بڑا حیرت

زدہ ہوگیا کہ اس کی ساری ہلدی سونا ہو چکی ہے" تب اوس نے اپنے بھائی چاند سے خواب کا سارا معاملہ بیان کیا اور مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ بعد ازاں دونوں بھائیوں نے ساتھ مل کر ایک کنواں کھدوایا اور ایک غار یا چلّہ خانہ بنوایا۔ جو اب بدر مکان کے نام سے مشہور ہے۔

درحقیقت وہاں ایک چٹان پر ایک قدم مبارک ہے جو بدر اولیا کے قدم مبارک سے منسوب ہے۔ اور یہ پندرہ انچ لمبا اور آٹھ انچ چوڑا ہے جس کے اوپر ایک گنبد بنا ہوا ہے۔ وہاں لوگ موم بتیاں جلاتے اور زیارت کیا کرتے ہیں۔

دوسرا ایک چلّہ خانہ کا غار ہے جو خاص چٹان کو کھود کر بنایا گیا ہے اور جس کا صرف ایک ترچھا دہانہ جنوبی طرف ہے۔ اور یہ قدم مبارک کے شمال کی طرف واقع ہے۔ جس میں حاجتمند لوگ روپے پیسے بطور نذر ڈالتے ہیں۔ اس کے اوپر ٹین کی چھت والا کشادہ مکان بلادیوار بنا ہوا ہے۔

تیسرا غار محراب نما دوسرے چلّہ خانہ کے اوپر کی چٹان پر بنا ہوا ہے جسکے دو کھلے دہانے یا دروازے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک عمدہ آرام گاہ یا عبادت خانہ ہے جسمیں سے خلیج بنگالہ کی بڑی موجوں کا دلکش نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کے باہر کا حصہ ۹ فیٹ ۳ انچ چوڑا اور ۱۱ فیٹ ۶ انچ لمبا اور ۸ فیٹ ۶ انچ اونچا ہے۔ اور یہ کچھ تو خاص

پتھر اور کچھ اینٹوں سے بنا ہوا ہے۔

اور چوتھا غار نیچا ایک مستطیل شکل کا ہے۔ جو چٹانوں کے بیچ میں بنا ہوا ہے۔ علاوہ بریں ایک پختہ مسجد ایک گنبد والی اونچے چبوترے پر بنی ہوئی ہے جس کی سیڑھی پتھر اور اینٹ سے بنی ہوئی ہے۔ مسجد کا بیرونی حصہ ۲۸ فیٹ ۶ انچ لمبا اور ۲۹ فیٹ ۶ انچ چوڑا ہے۔ مسجد کی دیوار پر اگلے زمانے میں کمشنر صاحب ارکان کا فرمان آویزاں رکھا جاتا تھا۔ اس فرمان کے مطابق ایک شخص حسین علی نامی اس بدر مکان کا متولی مقرر کیا گیا تھا۔ کیونکہ ۱۸۲۵ء میں حسین علی نے انگریزی فوج کی مدد کی تھی۔ اور اس کی اس اچھی خدمت کے صلے میں بدر مکان کی خیرات اور نذر کے پیسے اپنے تصرف میں لانے کا اسے اختیار دیا گیا تھا۔ اور ۱۸۴۹ء میں آدسی۔ ریکیس اکیاب کے مجسٹریٹ صاحب نے یہ حکم نافذ کیا تھا کہ "حسین علی بدر مقام کا حوالہ لے اور ماہن اُونگ نامی فقیرنی کو وہاں عمارت بنانے کی اجازت دی جائے۔ اس فقیرنی نے چودہ مکانات بنوائے اور ایک تالاب کھدوایا جس کا کل خرچ دو ہزار روپیہ تک ہوا۔

حسین علی کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ متولی بدر مکان کا ہوا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی بہن نور جمال متولی ہوئی اور نور جمال عبدالکریم وکیل اکیاب کی بیوی تھی۔

Marfat.com

القصہ وہاں ہر
قوم کے لوگ جاکر زیارت کرتے ہیں فاتحہ کرتے اور موم بتیاں جلاتے
ہیں۔ اور وہاں سالانہ ایک دفعہ بڑا میلہ محرم کی دسویں تاریخ کے
روز ہوا کرتا ہے۔ اور ہر قوم کے لوگ شریک ہوتے ہیں اور تعزیئے اور
تابوت بھی اس کے کنارے سمندر میں ڈالدیئے جاتے ہیں۔[1] اور اس
بدر مقام سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر بہت قدیم مسلمانوں کا گورستان
ہے جو اب کمشنر ارکان کے بنگلہ کے احاطہ میں واقع ہے اور بدر مقام
کے متصل ایک بہت بڑا پتھر بشکل انسان یا جن موجود ہے۔ جس کے متعلق
یہ قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک حجام تھا جو بدر شاہ صاحب کو حجامت بنانے
کے لیے آیا تھا۔ اس کی کسی گستاخی کے سبب سے شاہ صاحب نے بددعا کی تو
وہ پتھر بن گیا۔

(٦) سید شاہ علاول رحمۃ اللہ علیہ راجگان ارکان تھا ڈرمن اور
سنڈہ سو وصتمہ (سورنج رشن) کے ایام حکومت سولہویں اور سترہویں
صدی عیسوی کے درمیان میں ارکان کا شیخ اعظم اور ملک الشعرا گزرے
تھے۔ جو کہ صاحب کشف کرامت تھے۔ وہ فتح آباد بنگال میں پیدا
ہوئے اور سادات صحیح النسب میں سے تھے۔ اور میو ہاؤ تنگ کے قصبہ
بندر میں آکر اقامت گزیں ہوئے اور اپنی باقی زندگی تبلیغ دین اور

نوٹ:۔ دیرہما گزیٹیا اکیاب ڈسٹرکٹ جلد اول صفحہ ۳۸۔ اور قول بزرگان۔

Marfat.com

ارشاد و ہدایت اور تصنیف کتب میں صرف کی۔ اور اُن کا مزار قصبہ
میوکنگ انیا شہر، پیو تنو تونٹ شپ میں ہے۔ مدت تک اُن کی قبر کا خاص
نشان کوئی بتا نہ سکتا تھا مگر اب کئے سال گزرے کہ ہندوستان
سے ایک بزرگ آئے جس کو شاہ صاحب مرحوم نے بشارت میں اشارہ
کیا کہ اپنی قبر کے نشان ایک پتھر کو (جو سرہانے پڑا تھا) پھر قائم کر دے
اُس بزرگ شخص نے سندل کے مولوی عمر صاحب (جو علاول شاہ کے
خاندان سے تھے) کے ذریعہ وہیں جاکر پتھر کو اپنے ہاتھ سے گاڑ دیا ہے
پیر اول شاہ۔ جلال شاہ۔ محمد شاہ۔ بہادر شاہ وغیرہ آپ کے
خاندان کے مشائخین ارکان میں گزرے تھے۔ اور اب حافظ محمد
لقمان صاحب اکیاب میں ہیں۔ سید شاہ علاول نے بہت سی کتابیں
ارکان میں تشریف لانے کے بعد تصنیف اور تالیف کی تھیں جن کا ذکر
صفحہ ۴۳ میں کیا جا چکا ہے اور جو ارکان اور بنگال میں زبان زد خاص
و عام ہیں۔

علاول شاہ کی کرامات

کہتے ہیں کہ شاہ شجاع اور اُس کے اہل و عیال کے ارکان میں
قتل کئے جانے کے بعد بشبہہ بغاوت سید شاہ علاول رحمۃ اللہ علیہ بقید نظر
بند رکھے گئے اور اُن پر شاہی حکم سزا یہ صادر ہوا کہ تھری قلعہ (میو
ہاؤنگ) کے بڑے بتخانے کے بتیاں جلائے اور بتوں کو علی الصباح
دریا سے پانی لا لا کر غسل کرائے۔ تعمیل اس حکم کے شاہ صاحب
اُن سارے بتوں کو اشارہ کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ چل کر دریا

Marfat.com

میں غسل کریں تو سارے چھوٹے بڑے بت آپ کے ساتھ چلتے اور دریا میں غسل کرنے کے بعد اپنے اپنے مقام پر واپس جا کر بیٹھے رہتے تھے۔ کسی شخص نے اس واقعہ کی خبر بادشاہ کو سنائی تو راجہ بڑا خفا ہوا اور اپنے وزیر اعظم مغن یا ماگن کو بلا کر یہ معاملہ سنایا۔ مغن نے شاہ علاول کے کشف و کرامت کے حالات بیان کر کے راجہ سے آپ کی رہائی کی سفارش کی راجہ نے ایک ہزار روپیہ بطور جرمانہ شاہ صاحبؒ سے طلب کیا جس کو وزیر موصوف نے ادا کر دیا اور آپ کو قید سے چھڑا لیا۔ اور اس روپیہ کو شاہ صاحبؒ ممدوح نے بذریعہ تصنیفات اور تالیفات کتب ادا کیا تھا۔ اور بتخانے کی بتیوں کو باہر سے پھونک کے ذریعہ روشن کر دیتے تھے۔ اور بتخانے کے اندر کبھی داخل نہیں ہوتے تھے۔ (قول بزرگان قدیم ارکان)

حسن شاہ نامی چند بزرگان کامل اکیاب میں گزرے۔ ایک منگڈو کے قادر باڑہ کے مولوی حسن شاہ تھے جو تارک الدنیا ہو گئے دوسرا قصبہ قیم کے حسن شاہ جو اس کمترین کے نانا کے چچازاد بھائی تھے صاحب کرامت تھے۔ اُن کا چلہ خانہ تھا نہ پہاڑ پر ہے جس کنارے اُن کا مزار ہے اُن کی ڈاڑھی ٹخنے تک لمبی تھی اور آپ شیر پر سوار ہو کر جنگل سے بعد عبادت الٰہی مکان پر آتے تھے۔ اور تیسرے حسن شاہ اُن کے دادا تھے جو قصبہ بندر کے غوری النسل مشائخ میں سے تھے۔

حسن شاہ

میونگیوے کا بدر مقام گُل مل شاہ نامی ایک ہندوستانی بزرگ کا قیام گاہ تھا۔ کہتے ہیں کہ گُل مل شاہ کا ایران یا ہندوستان کے کسی شاہی خاندان سے رشتہ تھا اور تارک الدنیا ہو کر اسی مقام پر آکر قیام کیا تھا اور آپ بڑے صاحب کشف و کرامت تھے۔

لائی فقیر منڈلے کے شاہ صاحب بڑے صاحب کرامت تھے اور شجاع قاضی نے ان کو منڈلے سے لا کر اپنی ایک پارسا بیٹی کے ساتھ شادی ورائی اور اون کا مزار تیم کے بدر مقام کے قریب واقع ہے۔

ترم میانجی صاحب قصبہ حلیم پاڑہ میں ایک بزرگ تھے اور ان کا مزار اس بستی کی مسجد کے متصل واقع ہے۔ اور منشی عبد النبی صاحب بڑا واعظ تھے جو کیمبو میں اُن کا مزار ہے وہ مگھی زبان میں ایسی تقریر کرتے تھے کہ لوگ شوق سے سنتے اور دنگ ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے صاحبانی مان نامی پتھر کو جو بشکل انسان بمقام مہاٹھی شہر میو ہا ونگ کے قریب واقع تھا۔ توڑ کر مسلمانوں کو شرک اور بدعت سے بچایا تھا کیونکہ مسلمان اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے وہاں فاتحہ کرتے موم بتیاں جلاتے اور سونے کے ورق چسپاں کرتے ہوئے انڈے اور پیسے وغیرہ بھی بھینٹ چڑھاتے تھے جو مطلق شرک اور بدعت تھی۔ کہتے ہیں کہ قدیم زمانے میں لوگوں کو بوقت میزبانی درخواست کرنے پر وہاں سے میزبانی کے سامان برتن پیالے وغیرہ بھی میسر ہو سکتے

جو بعد خیانت واپس کردینا پڑتا تھا۔

مولانا عابد شاہ حسین صاحب حسینی مصنف کنز المومنین اور دیگر کتب حیدرآباد سے تشریف لاکر امرپورہ (دارالخلافہ برہما) میں سکونت گزیں ہوئے تھے اور آپ کا مزار وہیں ہے۔ آپ بڑے صاحب کشف وکرامت تھے اس لئے راجہ بودوپھیہ آپکے بڑے معتقدین میں سے تھا۔

مولوی اُونو یونس، صاحب مصنف سراج شرعی تھے اور دارالعلوم ہندوستان میں انہوں نے تحصیل علم کی تھی۔

خلیفہ اُوشوے لون صاحب راجہ منڈون مِن کے عہد میں بڑا واعظ تھے جن کو منڈون مِن نے مکہ شریف میں ایک پختہ سرائے (مسافر خانہ) برہما مسلم حاجیوں کے لئے تعمیر کرنے کے کام میں بطور ایلچی بھیجا تھا۔ اور وہ مسافرخانہ وہاں اب تک قائم ہے۔

مولوی یو بائیک صاحب منڈون مِن کے ایام حکومت میں مشہور عالم گزرے تھے۔

کابل مولوی صاحب منڈلے میں اشاعت وتبلیغ کرتے ہوئے گزرے تھے(۱)۔ مولانا شہاب الدین صاحب معروف بہ اوکالا منڈلوی زبردست برہما مسلم علماء میں سے تھے جن کی عالمانہ پرمعنی تقریر سُن کر برہما لوگ دنگ رہ جاتے تھے اور ان کا فرزند ارجمند مولانا عبدالرحمن صاحب مرحوم

نوٹ:- (۱) برہما مسلموں کے قدیم حالات از کیو چے۔ صفحہ ۶۰ و ۶۱۔

Marfat.com

شہر سنڈوے سے کفر وضلالت کی گھٹا دور کردی تھی اور سنڈوے کے قدیم نذیر بادی اور میڈو مسلمانوں کو راہ حق پر لاکر سنت جماعت سوسائٹی کا ایک مدرسہ قائم کردیا تھا جس کا یہ کمترین چھ سال تک مدرس اول رہا۔ مگر افسوس کہ اُن کی آمد کے قبل سایہ ڈو بستی کے سارے مسلمان مرتد ہو چکے تھے جس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اون کی زبان میں کوئی واعظ وہاں نہیں آیا تھا تاکہ اونھوں کو راہ راست پر لاسکے۔ اور جو خود پرست اور بے حیثیت ملا لوگ تھے اونہوں کو صرف اس بنا پر کفر کا فتویٰ دیا تھا کہ وہ لوگ وقتاً فوقتاً برہموں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے جس کے سبب سے ذات کا کھانا بمثل رسم ہنود طلب کیا جاتا تھا۔ جب ذات کا کھانا بسبب غریبی کے وہ نہ دے سکے تو اون کے ساتھ ترک موالات کیے گئے اور مجبوراً سارے بستی والے مسلمانوں نے دین اسلام کو ترک کرکے بدھ مذہب کو اختیار کرلیا تھا۔

قیم کے سید سلطان نے نبی بنس (آل نبی) اور شب معراج کی تصنیف کی تھی اور مولوی عبدالکریم قاضی نے رُوشنگ پنجابی یعنی تاریخ ارکان شجاع قاضی کے نام میں تصنیف کی تھی علاوہ اس کے راحتہ القلوب عبداللہ کے ہزار سوال۔ نورنامہ سدھومالتی اور وریخ مجلس (انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے حالات) بنگلہ نظموں میں لکھے تھے اور مولوی اسماعیل نے سراجیہ اور شریفیہ کا ترجمہ بنگلہ میں کیا تھا۔

Marfat.com

بندر کے قاضی محمد حسن نے داستان امیر حمزہ - دیوالال متی اور حیدر جنگ کا اوّل حصہ تصنیف کی تھی اور مولوی زین الدین اور نصر اللہ نے حیدر جنگ کا باقی حصہ لکھا تھا - اور مولوی عبد المطلب نے کید انی رجو فقہ کا نچوڑ ہے، لکھ کر فقہ کے بحر عظیم کو کوزے میں بھر دیا تھا - اور دولت قاضی نے ستی مینا کا اول حصہ لکھ کر انتقال کیا اور سید شاہ علاول نے باقی حصہ تصنیف کر کے تکمیل کی تھی - اور ابو الحسن پنڈت نے ادہم کی لڑائی لکھی ہے - اور رقیم کے اسماعیل امام ثاقب نے مولانا عبد العلی دزی کے ارشاد کے مطابق بلقیس نامہ لکھا ہے - اور سید مسعود شاہ جی قاضی بندر ارکان کے مشہور شیخ زماں گزرے تھے -

القصہ بے شمار اولیائے کرام و مشائخین و علمائے عظام کے مزار برہما اور ارکان کے شہروں اور قصبوں اور ویرانیوں میں موجود ہیں طوالت کے خوف سے اون کا ذکر نہیں کیا گیا - اُن میں سے بعض عرب غوری اور مغلیہ خاندان کے بزرگ تھے چنانچہ شاہ شجاع کے ہمراہ آئے ہوئے سادات قوالی اور بدرہ ارکان اور برہما میں اشاعت اور تبلیغ اسلام کے فرائض ادا کرتے ہوئے گزر گئے تھے - کہتے ہیں کہ اون بزرگوں کے ارکان میں تشریف لانے کے قبل یہاں کے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ دس بیس بستیوں میں ایک فاتحہ دینے والا ملاجی جو عموماً خواندکار بولا جاتا ہے میسّر نہیں ہو سکتا تھا اور دور دراز کی بستیوں رقیم - بندر اور خندل کے

کسی ملاجی کے پاس لوگ جاکر فاتحہ کو بانس کے چونگے کے منہ میں بند کرکے اپنے مکان میں واپس آکر چونگے کا منہ فاتحہ کی چیزوں پر کھول دیتے تھے جس سے فاتحہ خوانی کی رسم آبائی کے ادا ہونے کا یقین کیا جاتا تھا۔ الغرض انیسویں صدی عیسوی کے قبل اُن بزرگوں کی اولاد ہی اشاعت و تعلیم و تربیت کرتی رہی جو دارالعلوم دیوبند دہلی وغیرہ میں جاکر تحصیل علم کرکے دستار بندی اور اسناد قابلیت حاصل کرکے آتے تھے اور بعض صرف چاٹگام اور کلکتہ کے مدرسہ عربیہ عالیہ سے جماعت اولیٰ پاس کرکے واپس آتے تھے اور یہاں کے ہر گوشہ میں جاکر پند و نصیحت اور تعلیم و تدریس کے کام میں مصروف رہتے تھے اور اب تک سینکڑوں ارکانی طلبا بنگال اور ہندوستان میں جاکر اچھے قابل علما بن کر آتے ہیں۔ مگر فی زمانہ بعض انگریزی تعلیم یافتہ اشخاص دنیاوی ترقی کے خیال سے اور برہمیوں یا مگیوں کو شادی کرنے کے سبب سے اپنے دین حق کو چھوڑ کر بدھ مذہب قبول کر رہے ہیں جیسا کہ مسٹر پاچھے سابق وزیر اعظم برہما و ہوم ممبر شعبہ مسلم تھا اب بدھ مذہب والا کہلاتا ہے۔ اگرچہ اس قسم کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اشخاص کے حلقہ اسلام کے باہر چلے جانے سے عام مسلمانوں کو باعث حسرت ہے مگر کیا کریں بقول شاعر:۔

تہیدستان قسمت راکند کے رہبر کامل

لیکن خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انیسویں صدی عیسوی کے

آواخر سے اُردو زبان کے اسکول اور دینی مدرسے شہروں اور دیہاتوں میں قائم ہوتے گئے اور ہندوستان اور بنگال کے ہر حصہ سے کثیر التعداد علما و فضلا اور ہر فن کے ماہرین انگریزی کے ہر گوشے میں اسکول مدرسے دار الیتامیٰ اور جمعیۃ العلما کے ادارے کھولنے لگے اور چند اخبارات شیر فاروق اور رہنما مسلم وغیرہ شائع ہونے لگے بلکہ قرآن مجید اور دینیات کی کتابوں کے ترجمے اُردو میں اور انگریزی میں ہونے کے سبب سے آجکل کے سارے مسلم تعلیم یافتہ لڑکوں لڑکیوں مردوں اور عورتوں کو دینیات سیکھنے اور اسلامی ممالک کی خبروں سے آگاہ ہونے کا اچھا موقع اور وسیلہ مل گیا ہے جو ہمارے اجداد کو میسر نہ ہو سکا۔ مگر ہمیں بہت افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان اپنے بچوں کو علم دینیات سکھانے میں تغافل کرتے ہیں اور بچوں کو شروع ہی سے غیر مسلم اسکولوں میں داخل کرا کر ہمیں اور انگریزی ہی سیکھنے پر مائل کرتے ہیں جس کے باعث ایسے بچے مسلم کہلانے سے عار کرتے ہیں بلکہ ارکان و احکام شریعت کی پابندی کو ہیچ سمجھتے ہیں اور جب کہیں ان کو حکومت ملتی ہے عام مسلمانوں اور علمائے دین کو بنظر حقارت دیکھا کرتے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت کرے۔

دین سے بدظن ہوئے کو علم حاضر سب پڑھے ... نظم کرتے ہیں ارکان شرع کی وہ نکتہ چینیاں

کیا حلال اور کیا حرام ان کے آگے یکساں ... پاکی ناپاکی کا کرتا کون تمیز و امتحاں

پیروی احمد مختار کا ہے کیا نشاں ... نور ایماں دل میں ہو سکتا ہو کیونکر امتحاں

تازہ چمی اور زرباری تو ہو دنیا اُسے ... گر کرے وہ پیروی پیشوائے کاروانی

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس کفرستان برہما میں اسلام تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ اولیائے کرام کی کرامات سے اور مسلم تاجروں کی فیاضی سخاوت اور غربا پروری اور ہمدردی ساتھ غیر مسلموں کے اور مسلمانوں کی شادی غیر مسلم عورتوں کے اور غیر مسلم بچوں کی پرورش اور حمایت کے سبب سے حلقۂ اسلام میں بہت سے لوگ داخل ہوئے اور ہو رہے ہیں اور خصوصًا اس بیسویں صدی کی اشاعت اسلام کی حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر دیگر ابنائے وطن کے دل میں تعصب پیدا ہو رہا ہے۔

۱۳ عربوں نے ملک برہما کو کیوں فتح نہیں کیا جبکہ وہ ملایا اور جزائر شرق الہند کو فتح کر چکے تھے؟

چونکہ مشرقی دنیا میں عربوں کی خاص اغراض تجارت اور اشاعت اسلام سے تھیں نہ کہ جہانگیری۔ اگر کوئی قوم ان امور میں مانع نہ ہوتی اور سختی اور بدسلوکی سے اُن سے پیش نہ آتی وہ اس پر حملہ نہ کرتے تھے۔ سندھ پر عربوں کے حملہ کرنے کا خاص سبب یہ تھا کہ سندھ کے راجہ نے عرب تاجروں کی حق تلفی کی اور ایذا پہنچائی تھی۔ اور ملایا اور شرق الہند کو قبضہ میں لانیکا اصل مقصد یہ تھا کہ مصالحہ جات (جو وہاں کی بڑی پیداوار ہے) کی تجارت غیر اقوام کے ہاتھ میں نہ جائے کیونکہ اہل چین اور اہل فرنگ اُن کے حریف تھے و تیز

Marfat.com

وہاں کے ہندو راجے عربوں کی تجارت اور تبلیغِ دین میں خلل انداز نہیں
ہوتے تھے۔ اور برہما میں سوائے چاول اور لکڑی کے مصالحہ جات
پیدا نہیں ہوتے تھے جو اُس وقت اہلِ مغرب کے لئے سب سے زیادہ
ضرورت تھی اور جس کو بیچکر عرب لوگ بہت سا نفع اٹھاتے تھے۔ مگر
برہما اُن کے لئے کھلا میدان تھا اور راجگان برہما نلائن اور ارکان بھی
عرب اور عربی النسل مسلمانوں کی وفاداری ملنساری اور بہادری سے
خوش تھے اور اشاعت دین حق کے بھی مانع نہ تھے بلکہ عربی نژاد
برہما مسلموں کو فرزندان برہما کے زمرے میں شامل کر کے اعلےٰ
عہدیداران امیران اور اراکینِ سلطنت مقرر کرتے تھے جن کا ذکر اوپر کیا
گیا ہے۔ بلکہ سلاطین ملایا (قدہ اور ترنیگانو) اور اچین راجگان برہما
کے ساتھ دوستانہ اور ہمدردانہ تعلقات رکھتے تھے (جس کا بیان
صفحات ۴۲ اور ۴۳ میں کیا گیا ہے)

Marfat.com

فصل سوم

طبقۂ دوم

ایرانی نسل مسلمان

سولہویں صدی عیسوی کے قبل ایرانی مسلمان سیاح اور تجار (جن میں سے بعض موالی بعض سنی اور بعض شیعہ ضرور تھے) عربوں کے قدم بہ قدم چل کر ملک برہما اور ارکان میں آتے رہے۔ چنانچہ ابن خرد ازبہ سلیمان اور دیگر مسلم و فرنگی سیاحوں کے بیانات مذکورہ الصدر سے (جو صفحات ۲۳ تا ۲۵ میں کئے گئے ہیں) ظاہر ہوتا ہے کہ چودہ صدی عیسوی میں اصفہان بڑی تجارتی منڈی تھا جہاں سے مغربی تجار اندراہ ہرمز خلیج فارس۔ سورت۔ گولکنڈہ۔ مچھلی پٹم اور تناسرم ملک سیام اور چین کو جاتے تھے۔ بلکہ مرتبان کے گودام میں ایرانی تاجروں کے اموالِ تجارت ۱۵۱۴ء میں حملۂ پرتگیز کے وقت لوٹے گئے تھے۔

(ہاروے صفحہ ۱۵۷)

علاوہ بریں سفرنامہ نیکولوڈی کنٹی سیاح وینس (اٹلی) سے عیاں ہے کہ "سیاح موصوف پندرہ صدی عیسوی کے اوائل میں بغرض تجارت دمشق میں آیا تھا اور وہاں سے بصرہ گیا جہاں سے

نوٹ:- موالی- اکثر ایرانی- ترک اور دیناتی جنھوں نے اسلام قبول کیا عرب خاندان میں

وہ ایرانی تاجروں کے ہمراہ گیے اور سیلون پہونچا اور پھر وہاں سے بنگال گیا اور پھر بذریعہ جہاز ارکان آیا جو رکھانگ کے نام سے بھی مشہور تھا اور ارکان سے وہ اپنے ایرانی احباب (تجار) کے ساتھ کوہ ارکان یوما کو عبور کرکے مشرقی جانب دریائے ایراودی کو پہنچا جس کو اوس نے داوا کہا ہے اور بالآخر ۱۴۳۵ء میں شہر آوا میں داخل ہوا جہاں اوس وقت راجہ "مونمین مارا" حکمران تھا۔ سیاح موصوف نے اس ملک کا نام "مہا چین" بتایا جس کو اس نے ضرور اپنے ایرانی یا ہندی ہمراہیوں سے سنا ہوگا۔ نیکولو شہر ٹنگو کے رستے سے ساحل سمندر پر آتے ہوئے شہر سگو میں بھی آپہونچا تھا۔" (پندرھویں صدی کا انڈیا از میجر سکلوٹ سوسائٹی)

الغرض ایرانی تجار بغرض تجارت ملک برما اور ارکان میں بسے تھے چنانچہ (ا) آغا حسین شیرازی راجہ مندوں کے عہد حکومت میں افسر محصولات تھا اور (ب) آغا صادق (ج) علی اصغر (د) مشاط حسین (ہ) آغا نمازی وغیرہ منتھاودی کے تجار تھے جنہوں نے غریب برما مسلم سوداگروں کی امداد کے لئے برما راجہ کے پاس عرضی پیش کی تھی۔ (کوبننگ سرٹ جلد سوم صفحہ ۳۱۹)

کہتے ہیں کہ شہر رنگون اور اکیاب کی مغل گلیاں آن قدیم ایرانی تاجروں کی قیام گاہیں تھیں جو اب تک اسی نام سے مشہور ہیں۔ اور ان کی اولاد کثیر التعداد برما کے شہروں میں اب تک موجود ہے۔ بعض شیعہ اور مغل کے نام سے مشہور ہیں اور بعض زیر بادی اور روانتیہ کے ساتھ شادی کرکے زیر بادی اور روانتیہ کہلاتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری

شمار کئے جاتے تھے اور ان کو مولی کہتے ہیں۔ ہسٹری آف سراسین از سید امیر علی صفحہ ت ۱۰۵۰، ۵۶

امر ہے کہ ہندوستان سے بہت سے تعلیم یافتہ شیعہ اور مغل آکر اون سے مل گئے ہیں اور اُن کو گمراہی سے بچا رہے ہیں۔

مدت سے برہما اور ارکان میں رہنے بسنے کے سبب سے وہ برہمی اور ارکانی زبان بولتے ہیں۔ مگر بعض فارسی زبان سے بھی نا آشنا نہیں ہیں۔ اونھوں نے اپنے آبائی مذہب لباس اور پیشہ تجارت کو نہیں چھوڑا ہے اور بعض لوگ برہما لباس بھی پہنتے ہیں۔ مرد مغلیہ پگڑی یا سیاہ ٹوپی سر پر دیتے ہیں اور عورتیں سیاہ رومال عموماً بتقریب محرم پہنتی ہیں۔ سرکاری عہدے میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو اکثر برہما نام رکھا کرتے ہیں۔ ایرانی نسل برہما مسلمان زراعت اور کاشتکاری کے عادی نہیں ہیں اس لیے وہ شہروں کے سوا دیہاتوں میں بہت کم رہتے ہیں۔ اور صاف اور گورے رنگ کے ہوتے ہیں اور اکثر متمول اور خوشحال ہیں۔ رنگون مولمین اور سنڈوے وغیرہ میں اُن کے امام باڑے موجود ہیں۔ جہاں بڑی دھوم دھام کے ساتھ فاتحہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے اور تابوت اور تعزیئے بنائے جاتے ہیں۔ مگر اس موقع پر ہندوستان کی طرح یہاں سنی اور شیعہ کا کوئی فساد نہیں ہوتا ہے۔ اور سنیوں کے ساتھ اون کا بہرحالت اتفاق ہے۔ خدا ہمیشہ اتفاق سے رکھے!

مگر افسوس فی زمانہ بعض تعلیم یافتہ لوگ صرف دنیاوی عزت اور نام حاصل کرنے کے واسطے و نیز غیر مسلم عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کے سبب سے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر بدھ مذہب کے پیرو ہو گئے ہیں جیسا کہ اوبا پھے بی اے سابق وزیر اعظم برہما۔

Marfat.com

فصل چہارم

طبقۂ سوم

ترکی یا تاتاری نسل مسلمان یا پاتھے مسلمان

اِس طبقہ کے مسلمان ترکی یا تاتاری مغلوں کی نسل سے ہیں جو عموماً پانتھے یا چینا مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور یہ لوگ بھی ملک برہما کے قدیم باشندوں میں سے ہیں جو یونین سے آکر یہاں سکونت گزیں ہوئے تھے۔ (۱)

تیرھویں صدی عیسوی کے اوائل میں تاتاری مغلوں نے میسوپٹےمیا یعنی دیارشام اور عراق سے بحرالکاہل تک فتح کر لیا تھا بلکہ یورپی روس اور پولینڈ تک کو بھی تسخیر کی تھی۔ چنگیز خاں۔ ہلاکو خاں اور قبلہ خاں وغیرہ بڑے بڑے زبردست مغل شہنشاہ گزرے تھے۔ قبلہ خاں شہنشاہ چین تھا اور کہتے ہیں کہ وہ بدھ مذہب کا پیرو تھا مگر اس کے سارے رشتہ دار اور اکثر ماتحتی بادشاہ ایران ترکستان اور اعراق وغیرہ کے مسلمان تھے۔ اس لئے ارکین سلطنت

نوٹ (۱) برہما ہندوستان اسٹیٹ گزیٹیا جلد سوم صفحہ ۱۶۔ جلد اول صفحہ ۳۲۶۔

کے عہد ہائے جلیلہ میں اور سرحد کی محافظت کے لیئے اپنے رشتہ دار مسلم تاتاری حکام اور فوج کثیر متعین کر رکھا تھا۔ چنانچہ سرحد چین یعنی یونن میں اُس زمانہ سے اب تک اُن ترکی یا تاتاری مسلمانوں کی اولاد آباد ہو رہی ہیں۔ جنھوں نے ملک برہما کو فتح کیا تھا (۲)۔

تاتاریوں کا ملک برہما کو فتح کرنا

چونکہ زمانۂ قدیم سے برہما ملک چین کا باجگزار اور ماتحت صوبہ شمار کیا جاتا تھا اور ۱۰۸۰ء سے ۱۲۸۷ء تک پگان برہما کا دارالسلطنت بنا ہوا تھا جہاں بڑے بڑے راجے گزرے تھے اور بے شمار بتخانے موجود ہیں۔ تیرھویں صدی عیسوی کی شروع سے اس شہر کو زوال آیا کیونکہ راجہ انورتھا کے خاندان میں سے "نراسیہاپتی" معروف بہ "ترکپیے من" (یعنی ترکوں کے حملہ سے بھگوڑا راجہ) ۱۲۴۸ء میں شہر پگان کا راجا بنا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ راجہ بڑا عیاش تھا۔ اس کی فوج کی تعداد چھتیس لاکھ تھی۔ اور وہ تین سو قسم کی ترکاریاں روزانہ طعام میں کھاتا تھا اور اس کے حرم میں تین ہزار لونڈیاں تھیں۔ اور اُس کی سلطنت مغرب کی طرف مچھ گیری (ارکان) اور ٹیکارا یا پلنگایا تک اور سمت مشرق میں دریائے سالوین کے مغربی حد تک اور شمال میں علاقہ یونین اور مویانگ کے شہر کو نزین تک اور جنوب میں اسین اور مرتبان تک وسیع تھی۔

اور قریب اُسی راجے کے عہد حکومت میں قبلہ خان نے سارے

نوٹ: (۱) ہسٹری آف سراسین از سید امیر علی۔ ہسٹورین ہسٹری آف دی ورلڈ چین۔

Marfat.com

چین کو فتح کر لیا تھا اور ۱۲۵۳ء میں علاقہ یونن کو نراسیہاپتی سے چھین لیا تھا اور اپنا تاتر کی جنرل عریان تدائی کو ۱۲۵۴ء میں یونن کا پہلا حاکم مقرر کیا۔

۱۲۷۱ء میں قبلہ خان نے نراسیہاپتی سے سونے اور چاندی کی کشتیاں بطور رسمی خراج طلب کیا تھا کیونکہ راجہ انور تھا اس قسم کے تحفے بطور خراج شہنشاہ چین کو بھیجتا تھا اور اس کے علاوہ برہما کے شاہی خاندان سے کوئی ایک شہزادہ کو شہنشاہ چین کے دربار میں حاضر ہو کر آداب شہنشاہی بجالانا پڑتا تھا اور مغلیہ سلطنت کی اطاعت قبول کرنے کی غرض سے اُس کے ساتھ خط بھی روانہ کیا جاتا تھا۔ جس کی پیروی کرنے سے نراسیہاپتی نے انکار کیا۔ اور اوس غرض سے کئی سفیر چین سے راجہ مذکور کے دربار میں بھیجے گئے تھے مگر کوئی واپس نہ ہوا کیونکہ وہ سب شہر پگان میں قتل کئے گئے تھے وجہ یہ تھی کہ سفیروں نے اپنی جوتیاں دربار شاہی میں نہیں کھولیں جو برما راج میں خلاف رسم آداب شاہی تصور کیا جاتا تھا۔ اس پر قبلہ خان بڑا خفا ہوا اور اپنے سپہ سالار اور حاکم یونن نصر الدین کو (جو سید عاجل بخاری وزیر اعظم چین کا بیٹا تھا اور آخیر دم ۱۲۹۲ء تک یونن کا گورنر رہا اور ہند چینی کے ہر مہم میں شریک ہو کر جوہر قابلیت بنایا تھا) حکم دیدیا کہ بارہ ہزار مسلم تاتاری فوج کو لے کر فوراً برہما پر فوج کشی کرے۔ اور بتعمیل اس حکم کے نصر الدین نے کثیر التعداد فوج

نوٹ:۔ (۱) نصیر الدین کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے پانچ کے نام اس کی سوانح عمری میں بتائے گئے۔ اور وہ یہ ہیں:۔ (۱) بیان وزیر مال جس نے اپنے دادا کا

طلب خراج

عریان تدائی

نصر الدین

قتل سفراء چین

لے کر حملہ کر دیا۔ اور سر مارکوپولو لکھتا ہے کہ:۔

نصر الدین بڑا لائق بہادر سپاہی اور بہت اچھا تجربہ کار سپاہ سالار تھا۔ اور اس کی فوج بھی بہت ہوشیار اور جانباز تھی جو حملہ مدافعت کے لئے ہر قسم کی تدبیریں فوراً کرنے کے قابل تھی اور اس کے ہمراہ صرف بارہ ہزار ترک سوار تھے اور صوبہ زردندان کے میدان "ووچن" پر ۱۲۷۲ء میں دشمن (برہموں) کے مقابلے میں بڑھ آئے"۔

ادھر راجہ نرا سیہاپتی کے دو ہزار ہاتھی سوار اور ساٹھ ہزار پیدل فوج مقابلہ کے لئے نکل آئے تھے اور میدان ووچن پر دونو لشکروں کے درمیان گھمسان لڑائی ہوئی جس کو تاریخ برہما میں جنگ "نگاسنجان یا ٹنسجان" ۱۲۷۷ء کہتے ہیں (۱)۔

چینیوں نے اس جنگ میں بہت سے برہما کے قلعوں کو علاقہ بھاموں میں توڑکر" خاک میں ملا دیا تھا اور بہت کشت و خون کیا اور شہر کوزین کو چھین کر یونن سے ملا لیا۔ اور برہموں نے ہر چند کوششیں کیں کہ تاتاریوں کے گھوڑوں کو زخمی کر کے نکمے کر دیں مگر نصر الدین نے اپنی زیرکی اور ہوشیاری کو کام میں لا کر اپنے سارے گھوڑوں کو قریب کے جنگل میں چھپا رکھا تھا اور سب سواروں کو پیدل تیر اور کمان کے ذریعہ لڑنے کا فوراً حکم دیدیا۔ تو تاتاریوں کے تیر کے نشانے ہاتھیوں کی سونڈھوں اور ٹانگوں پر ایسے ٹھیک ٹھیک گرنے لگے کہ سارے

نوٹ:۔ ملقب انتسیا لکیا تھا (۲) عمر (۳) جعفر (۴) حسین اور (۵) سعدی اور صالہ نامی ایک بیٹا صوبہ قوچہ کا گورنر رہا۔ تاریخ چین از ڈاکٹر احسن صفحہ ۲۶۵ - ۲۶۸۔

(۱) قیاد صفحہ ۳۶ اور ہاروتے صفحہ ۶۴ تا ۶۷۔ سفرنامہ سرمارکوپولو جلد صفحات ۱۰۱ تا ۱۰۴

ہاتھی اپنے سواروں اور سپہ سالاروں اور دیگر افسروں کو لے کے چنگھاڑتے ہوئے دُم دبا کے بھاگ گئے اور ہاتھی سواروں کی یہ ابتر حالت دیکھ کر ساگری پیدل برمی فوج بھی تتر بتر ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئی اور تاتاریوں نے اس قدر قتل عام شروع کر دیا تھا کہ مارے خوف کے راجہ نراسیہاپتی اپنے اہل و عیال اور اراکین و مشیران سلطنت کو ساتھ لے کر شہر پگان سے بسین کی طرف بھاگ گیا اور روپوش ہو رہا تھا اور یوں اپنے دار الخلافہ پگان کو گویا تاتاریوں کا حوالہ کر دیا اور کسی قسم کی مدافعت کا کچھ خیال نہیں کیا اور پگان کے سارے لوگ مارے خوف قتل کے کانپنے لگے۔ اور ادھر تاتاری لشکر جرار شہر میاروا اور دیگر بلاد برہما کو قبضہ کرتا ہوا برہموں کے تعاقب میں شہر پگان (جس کو چینا لوگ "مین" بولتے تھے) تک آ پہونچے اور بلا روک ٹوک شہر کو بعد قتل و غارت کے قبضہ میں لائے اور نراسیہاپتی کی تلاش میں ترک مو (ترک کی راس) علاقہ پروم تک گئے۔ اور واپسی کے وقت شہر پگان سے بہت سے اموال غنیمت سیم وزر وغیرہ لے کر اس شہر کی آئندہ حکومت کا اختیار اور حوالہ کسی برہما افسر کو دیکر جنرل نصر الدین نے اپنا ترکی جھنڈا اس مشہور بت خانے والے شہر میں گاڑ کر فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتا بہ کمال مسرت اپنے ملک کو واپس چلا گیا مگر یاد رہے کہ اس جنگ میں اگرچہ کمک کے لئے بہت سے شان اور چینی سپاہی بھی بعد از آں اُن تاتاریوں کے ساتھ آکر لڑنے میں شریک ہوئے تھے لیکن لڑنے کا اصل کام اُن تاتاری مسلم فوج ہی نے ادا کیا تھا اور اُن مسلمانوں کی جانبازی کے طفیل سے اور قبلہ خاں کے پوتے کی شجاعت کے سبب سے

وہ فتح نصیب ہوا"۔

الغرض تاتاریوں نے اس لڑائی میں اس قدر کشت و خون اور
اور قتل و غارت کیا تھا کہ مدتہائے دراز تک برہما اور شان اُن تاتاریوں
کے نام سے خوفزدہ ہو گئے تھے اور ملک برہما چین کا باجگزار بنا رہا۔ اور
یونن اور زردندان چین کے قبضے میں چلے گئے اور قبلہ خاں نے اپنے
بیٹے ستیمور کو صوبہ زردندان کا حاکم یا گورنر مقرر کر رکھا (۱)

بمطابق تاریخ برہما جنگ مذکور بھامو کے نیچے دریائے مالے کے
کنارے بمقام نتنچان (زنگا سنجان) سفر مارکو پولو کی تاریخ سے سات
سال بعد واقع ہوئی تھی۔

علاوہ بریں ۱۲۹۸ء میں سلطنت پیگو چین کے ماتحتی صوبہ کی
طرح رہا جس کو چینی زبان میں کلاہ (KULAH) کہتے تھے۔ اور اس
کے راجے واریرو وغیرہ بحیثیت گورنر چین مانے جاتے تھے (۲)

اور تاریخ برہما سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس واقعہ عظیم
کے بعد بھی چند بار چینیوں نے وصول خراج اور دیگر سیاسی اور
اور تجارتی فسادات کے طے کرنے کی غرض سے برہما پر چڑھائی
کی تھی۔ لیکن جنگ مذکور کے قریباً چار سو سال کے بعد خاندان تاتاری
کے آخری شہنشاہ یونلے نے اپنی کثیر التعداد فوج اور حاکم یونن کے
ساتھ آکر برہما میں پناہ لی تھی۔ جس کی بابت سرآرتھر فیار لکھتے ہیں کہ
"۱۶۵۸ء میں یونلے نامی منچوریا کا ایک تاتاری مغل شہزادہ سارے

نوٹ:۔ (۱) سفر نامہ مارکو پولو جلد دوم۔ صفحات ۸۴، ۸۸، ۸۹ اور ۱۰۱ تا ۱۰۴
(۲) تاریخ برہما از ہاروے صفحات ۱۱۰ تا ۱۱۱۔

چین کو قریب قریب فتح کر کے تاکن میں آ کر شہنشاہ چین کہلایا تھا۔ مگر چینیوں نے اُس کو تاخت و تاراج کر کے چین سے خارج کر دیا تھا۔ اُس نے گرنر یونن کو اپنے ساتھ لے کر بھاموں میں آیا اور راجہ برہما کو ایک سو دیسہ سونا بطور نذرانہ دیکر یہ چاہا کہ اُس کو اپنے اہل و عیال اور ہمراہیوں کے ساتھ برہما میں رہنے کی اجازت دے۔ بالآخر اُسے رہنے کی اجازت ملی اور علاقہ سگائنگ میں آ کر سکونت اختیار کی۔

چونکہ اُس عرصہ میں ملک برہما آپس کی خانہ جنگی کے باعث کمزور ہو چکا تھا جس کی اچھی خبر اُن مغلوں کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہو گئی۔ آخر کار یونن کے ہمراہی مغلیہ فوج نے برہما میں قتل و غارت کا ہنگامہ برپا کر دیا اور بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا تھا حتیٰ کہ وہ شہر آوا (راجدھانی) کو فتح کرنے پر مستعد تھے۔ مگر اُس وقت ایک مستقل مزاج راجہ مہا یا ورہ دھمّہ تخت نشین ہوا تھا جس نے کسی صورت سے اس حادثہ بغاوت اور قتل و غارت کو فرو کر دیا تھا اور بہت سے مغل سپاہیوں کو فریب سے قتل کر ڈالا تھا اور "یون لے" کو بھی اپنے وعدے کا خلاف ورزی کر کے چینیوں کو حوالہ کر دیا۔ جو راجہ برہما کے اخلاق پر بدنما دھبّہ پڑ گیا"۔ (۱)

اس مقام پر اس امر کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ اس واقعہ کے قریب تین چار سال کے بعد دہلی کا مغلیہ شہزادہ شجاع معہ اہل و عیال اور کثیر التعداد مغلیہ فوج ارکان میں آ کر پناہ گزیں ہوا۔ اور ارکانی راجے نے اپنے وعدے کے خلاف شجاع کو معہ اہل و عیال قتل کیا اور اس کی ہمراہی فوج مغلیہ نے بعد ازاں تخت ارکان کو تہ و بالا کر دیا۔ اور بہت سے

نوٹ۔ (۱) تاریخ برہما از سر آرتھر فیار صفحات ۱۳۶ تا ۱۳۹۔

لوگ بھاگ کر برہما کی طرف جا بسے تھے۔ جس کا بیان فصل ششم میں مفصل طور سے کیا جائیگا۔

بقول ڈوہلڈے بونلے کی بیوی اور بچوں کو آوا میں رہنے کی اجازت راجہ نے دی تھی مگر بعد ازاں وہ سب عیسائی بن گئے۔ (فیار صفحہ ۱۳۹)

اگرچہ فی زمانہ اکثر لوگ تاتاریوں کے برہما کے قدیم باشندہ ہونے کا شبہ کرتے ہیں مگر چین خصوصًا یونن اور برہما کے قدیم تعلقات پر اگر بغور خیال کیا جائے تو ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ بھی قدیم برہما مسلمان ہیں جس کی تصدیق اور ثبوت کے لئے اپر برہما اور شان اسٹیٹ گزیٹیا حصہ دوم کے جلد اوّل اور سوم کا بیان کافی ہے اور وہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) پانتھے { یونن سے پانتھے لوگ ضلع موگاک (روبی مائنز) میں آبسے ہیں اور دیگر پانتھے نوکری کے لئے آتے ہیں۔ خاص کر وہ لوگ اپنے گھوڑوں اور خچروں کو وہاں کرایہ پر دیکر پیسے کماتے ہیں۔

(جلد سوم صفحہ ۱۶)

(۲) پانتھے (ہوئی ہوئی) کے قافلے جنوبی علاقہ شان اسٹیٹ بمقام کنگ خام (جاین خاں) شان میں تیار کردہ کا غذات مولتے اور منڈلے میں جاکر فروخت کرتے ہیں۔ (جلد اوّل صفحہ ۳۰۶)

القصہ فی الحال چینا مسلمان برہما کے بڑے شہروں میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔ اون کی شکل و شباہت چینیوں سے ملتی جلتی ہے وہ چینا لباس پہنتے اور چینی زبان بولتے ہیں مگر جنھوں نے برہما میں شادی کی۔ انکی اولاد برہمی زبان بولتے اور برہما لباس پہنتے ہیں۔ وہ اکثر تجارت پیشہ ہیں اور سرکاری نوکری میں قلیل التعداد لوگ ہیں۔ خاص پانتھے کا امتیاز ترکی

Marfat.com

ٹوپی یا سیاہ چپٹی ٹوپی سے ہوتا ہے۔

---

(۱) یا سوبھیو راجہ ارکان کا سکہ" کلمہ شریعت والا یعنی کلمہ شاہ کا سکہ"۔

(۱)

(۲)

(۲) منگ بنگ (من بین)، راجۂ ارکان کا فارسی سکہ"

فصل پنجم

طبقہ چہارم۔ ہندی النسل قدیم (غوری اور مغلیہ) مسلمان اور تاریخ ارکان کا کچھ بیان

اس طبقہ کے قدیم مسلمان فاتحانِ ہند کی قوموں میں سے ہیں۔ اور اُن کے دو فرقے یکے بعد دیگرے ارکان میں آکر بسے تھے اور بعد ازاں برہما کے مختلف مقامات میں جا کر مقیم ہوئے تھے۔ اور وہ لوگ (۱) غوری النسل مسلمان یعنی پٹھان (۲) مغلیہ نسل مسلمان (مغل) تھے۔ جن میں سے اوّل شاہ شجاع اور اُس کے ہمراہ اور پیچھے آنے والی مغلیہ فوج کی اور دوم شاہ ظفر بہادر شاہ مغلیہ شہنشاہِ ہند (جس کو انگریزوں نے بمقام شہر رنگون برہما میں نظر بند کر رکھا تھا)۔ اب یہاں اُن دونو فریق کا جداگانہ بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

۱۔ غوری النسل مسلمان (پٹھان قوم) اور غوری پٹھانوں کا ارکان کو فتح کرنا

فاتحِ ارکان ولی خاں یا غوری پٹھان
چھین لیا برہما سے اُن نے تختِ ارکانِ بیگمان

Marfat.com

بہ لبِ دریائے لیمیو اور کلاڈن سے تا ناف
تھے بسے غوری مسلمان بہرِ امن ارکاں
سنبد نجان مسجد پرانی۔ ہمعصر انجیرہ کا
یادگارِ فخر و شانِ عہدِ غوری بے گماں
شہر میوہانگ تک پتھری قلعہ میں ہے وہ ابتلک
بے مرمت وہ ہے قائم۔ کیا عجب پختہ مکاں!
غلبۂ اسلام ارکان میں صدیوں تک رہا
آمدِ فوجِ شجاع سے آگئی پھر جان میں جان
کیا نہ تھے یدھر بھی ہمارے نام پہ شیدائیاں؟
جیسے علی خاں کلمہ شاہ اور بھی تھے دیگر راجگاں
کیا نہ تھی فارسی سر رشتۂ ارکان میں؟ بھائیو!
کیا نہ سکوں پہ تھا روشن کلمۂ نورِ ایماں؟ (از مولف)

القصہ تیرہویں صدی عیسوی کے قبل عرب النسل ہندی مسلم تجار کے سوا شمالی ہند کے فاتحوں کی قومیں ارکان اور برہما میں غالباً نہیں آئی اور نہیں بسی تھیں۔ کیونکہ اول وہ برہما کو غیر مہذب اور وحشی ملک سمجھتے تھے دوم وہ سمندری سفر کے عادی نہ تھے اور سوم ہندوستان میں ہر دم جنگ وجدال اور بغاوت کا ہنگامہ گرم رہا اور ہمیشہ ملکی فتوحات اور امن وامان قائم رکھنے اور اشاعت وتبلیغ دینِ حق کرنے کی طرف انکی خاص توجہ مائل رہی۔ مگر اُسی عرصہ میں صوبۂ بنگال میں غوری پٹھانوں کی مستقل حکومت قائم ہوچکی تھی جس کا دارالسلطنت شہر غور تھا۔ اور احمد شاہ اور نذیر شاہ وغیرہ نامی حکمران گزرے تھے۔ اور اس طرف

Marfat.com

ملک ارکان میں راجہ نرامکھلا معروف بہ من سموم (سوموّن) شہر لنگریٹ یا لنجیٹ میں حکمران تھا۔ لنگریٹ دریائے لیمیو کے مغربی کنارے اور شہر میوہاؤنگ کے مشرقی سرحد پر واقع تھا جس کو ارکانی لوگ لنگریٹ ٹنگ بھی بولتے ہیں اور چوک پنڈ نگ۔ کھریٹ پارین اور ویسالی وغیرہ اس کے قبل ارکان کی راجدھانیاں بن چکے تھے (جس کا بیان آخری صفحات شجرۂ راجگان ارکان میں دیکھیے)

دو سنہ ۱۴۰۶ء میں برہما کا ایک بڑا راجہ من کھاؤن نے (جس کو ارکانی لوگ منگ خنگ بولتے ہیں) ارکان کو فتح کر لیا تھا اور ارکانی راجہ من سموم نے شکست پاکر بنگال کی طرف فراری ہوگیا اور سلطان غور کے پاس جاکر پناہ لی تھی۔ اور راجہ منکھاؤن نے اپنے داماد کمارکو انورتھا کا خطاب دیکر ارکان کا حاکم اعلیٰ (گورنر) مقرر کر رکھا تھا۔ اور من سموم کا بیٹا جنوب کی طرف بھاگ گیا اور شہر سنڈوے سے گذر کر بسین میں جا ٹھہرا۔ اور اس عرصہ میں بسین میں تلائن راجہ پیگو کا راجہ ڈریٹ کی فوجی حالت ارکان کی دیکھ بھال کے لئے منتظر رہی کیونکہ تلائن اور برہما کے دونوں راجے ملک ارکان کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے تھے۔ ارکانی شہزادہ نے راجہ ڈریٹ سے درخواست کی کہ اپنے آباؤ اجداد کے تاج و تخت برہموں سے واپس لینے میں اس کو کمک اور مدد دیں۔ اور راجہ ڈریٹ نے (جس کی فوج میں مسلمان بھی تھے) ارکانی شہزادے کی عرضی فوراً منظور کی اور بسین کی مقیم افواج بری اور بحری کو ارکان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجدیا اور عرصہ قلیل میں افواج تلائن سنڈوے راہری اور ارکان کو فتح کرکے شہر لنگریٹ پر قابض ہوگئیں اور ارکانی شہزادے کو اپنے آبائی تخت و تاج کا مالک بنادیا ذیر حاکم

نوٹ:۔ چوک پنڈنگ دریائے کلاڈن کے کنارے راجہ کانراجی کا پایہ تخت تھا

۱۴۰۶ء

من کھاؤن

Marfat.com

ارکان انوتھا کو اپنے بیوی اور بچوں کے ساتھ گرفتار کر کے شہر پیگو میں بطور جنگی قیدی کے لے گیا اور انوتھا کو راجہ ڈرپٹ نے قتل کر دیا۔ مگر اسکی بیوی کو جو راجہ منکھاؤن کی بیٹی تھی، بطور رانی اپنے حرم میں لا رکھا۔ جس کی خبر پا کر منکھاؤن آگ بگولہ ہو گیا۔ علاوہ ازیں منکھاؤن کے ایک بھائی نے ولی عہد سلطنت برما نہ بنائے جانے پر خفا ہو کر منکھاؤن کے ہاں سے بھاگ کر راجہ ڈرپٹ کے پاس آ کر پناہ لی تھی۔ اب ان باتوں سے منکھاؤن بہت بڑا پریشان اور سخت بیچین رہا۔ اور انتقام لینے پر آمادہ ہو گیا۔ آخر کار برما اور تلائن کے مابین بہت سے جنگ و جدال ہوئے اور ارکان پر کبھی برما قابض ہوتے رہے اور کبھی تلائن۔ اور قریباً تیس سالوں تک ارکان میں یہی حالت جاری رہی۔"

(تاریخ برما از آرتھر فیار صفحات ۷۲ و ۷۳)

کہتے ہیں کہ اس فتنہ و فساد کے زمانے میں بہت سے عربی نسل مسلمان مقتول ہوئے اور مقید ہو کر آوا اور پیگو میں لے جائے گئے اور مختلف اضلاع میں بسائے گئے اور بہت سے لوگ بخوشی اپنے رشتہ داروں کے پیچھے چل کر برما کی طرف سکونت گزیں ہوئے اور بہتوں نے چاٹگام کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور اس کو پہلی ہجرت کا زمانہ کہتے ہیں اور ان مہاجرین کی اولاد برما میں پکھائنگ کلا اور چاٹگام میں روانگیا کہلاتی ہے۔ (قول بزرگان)۔

"برما اور تلائن کے فتنہ و فساد کی اصل وجہ دریافت کرنے کے لئے ہمیں اس مقام پر قدیم ارکانی تاریخ کا مشاہدہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ ۳۰۳ھ-۱۱۰۲ء میں راجہ لیہ منگنان کو اپنے آباواجداد کا تخت

شان کی عملداری

ارکان تلائن راجہ پیگو کی مدد سے حاصل ہوا تھا اور اُسی وقت سے ارکان پیگو کے ماتحت رہا تھا۔ اُس راجے نے شہر پارین کو اپنی راجدھانی بنائی تھی اور اسی اثنا میں عرصہ دراز تک ارکان امن وچین میں رہا۔ اور کسی بڑے واقعہ وحادثہ کا ذکر تاریخ ارکان میں پایا نہیں جاتا ہے حتی کہ شہر پگان کو تاتاری مغلوں نے تیرہویں صدی عیسوی میں فتح کر لیا اور چودھویں صدی عیسوی میں اہل شان نے ارکان پر چڑھائی کی اور کچھ عرصہ تک ارکان کو اپنے قبضہ میں رکھ کر حکومت کی تھی اسلئے ضلع اکیاب میں سانڈوے تک اور شان کیوانامی بستیاں ومیر تلائن لیا اور تلائن کو بن رحلقہ تلائن مقامات ہیں جن سے قوم شان اور تلائن کی عملداری کا پتہ ونشان چلتا ہے۔ الغرض چودھویں صدی عیسوی کے اواخر میں ارکان راجگان پیگو اور برہما کے جھگڑے میں پھنس گیا کیونکہ میاو تگمیہ کے باغی گورنر کا بیٹا شہر سانڈوے میں آکر پناہ گزین ہوا تھا اور وہاں سے راجہ پیگو کو وہ حوالہ کیا گیا وہ گورنر راجہ برہما کا حلیف تھا اور راجہ پیگو کا مخالف۔

من سوم کی مفروری

قریبًا اسی عرصہ میں ارکانی راجہ من سموم نے سلطان بنگال کے ساتھ دوستانہ خط وکتابت جاری کر رکھا تھا اور تحفہ جات بھی بھیجتا رہا تاکہ اوس کو برہما کے ساتھ لڑنے میں بنگال کی تائید ملے۔

اور بمطابق تاریخ برہما ارکان کا راجہ لاوارث مرا اور رؤسائے ارکان نے راجہ من جیسوا کو تخت وتاج کا حوالہ کیا اور راجہ جیسوا نے اپنے ماموں سوموںجی کو اپنا ماتحتی دیا جگہ اور راجہ بنا کر ارکان بھیجا مگر تاریخ ارکان بتاتی ہے کہ ملک ارکان کی بہت سالوں تک ابتر حالت رہی اور اسکے بعد دیگرے غاصب رہتے ارکان کے حکمران بنتے بالآخر نرا منکھلا (من

Marfat.com

سموم، راجہ بنا جس کو راجہ منکھاؤں (یعنی منگسوا، راجہ برہما نے ارکان سے خارج کر دیا تو وہ (من سموم) بنگال کو بھاگ گیا۔

من سموم بنگال جانے کے بعد سے بنگال اور ارکان کے دوستانہ تعلقات دو سو سال سے زیادہ عرصہ تک قائم رہے۔ اُس وقت بنگال کے مسلمان بادشاہ خود مختار تھے اور شہنشاہ دہلی کے تابع اور محکوم نہ تھے اور اُن کا دارالحکومت شہر غور رہا۔ اس لئے ارکان اور بنگال کے تاریخی حالات اور واقعات اس کے بارے میں متفق ہیں تاریخ ارکان بتاتی ہے کہ من سموم چوبیس سال تک بنگال میں رہا تھا اور اسی اثنا میں شاہ دہلی نے سلطان بنگالہ پر حملہ کیا تھا اور اُسی معرکہ میں اس جلاوطن راجہ من سموم نے اپنا جوہر مردانگی بتایا تھا نیز سلطان بنگال کی دیگر بڑی بڑی جنگی خدمات ادا کی تھیں۔ جس کے صلہ میں اُس کا تخت آبائی واپس دے دینے کا وعدہ دیا گیا مگر تاریخ ہند سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس عرصہ میں شاہ دہلی نہیں لڑا بلکہ در حقیقت جونپور کا بادشاہ ابراہیم شاہ نے بنگال پر یورش کی تھی اور بہت سے لوگ قید کر کے اپنے ساتھ لے چلا۔

اور اِس طرف ملک ارکان برہما اور تلائن کا میدان رزم بنا ہوا تھا اور آخر کار راجہ ڈریٹ کے قبضے میں ۱۴۲۳ء تک رہا اور وہ ارکان کا راجہ یا گورنر مقرر کرتا رہا۔ اور اُس طرف بنگال میں احمد شاہ سلطان بنگال ۱۴۲۶ء میں لاولد مرا اور اراکین سلطنت نے نذیر شاہ کو بنگال کے تخت و تاج کا مالک بنا دیا اور نذیر شاہ نے سموم کے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ اُس کو اپنا ملک واپس لے دے گا۔

اور بمطابق تاریخ ارکان من سوموں کی جلاوطنی کے چوبیس سال

احمد شاہ نذیر شاہ

کے بعد سلطان نذیر شاہ نے اپنے وعدے کے مطابق اوّل ایک سپہ سالار ولی خاں نامی کو کثیر التعداد اور قریباً بیس ہزار غوری لشکر جرّار اور من سوموَن کے ساتھ اس مہم کے واسطے روانہ کیا تھا اور جنرل ولی خاں نے ۱۴۳۰ء میں سارے ارکان کو فتح کر لیا اور شہر لنگریٹ پر قابض ہو گیا اور ملائن راجہ کا قائمقام راجہ یا گودیرا اپنی شکست خوردہ فوج کو لے کر دم دبا کے بھاگا اور پھر ارکان کا نام نہیں لیا۔

مگر ولی خاں نے سموم کے کسی مخالف ارکانی رئیس کے مشورے پر عملدر آمد کر کے من سموم کو قید کر کے رکھا تھا اور خود ارکان میں حکومت کرنے لگا۔ راجہ سموم کسی تدبیر سے قید سے بھاگ کر بنگال گیا اور نذیر شاہ کو اس سانحہ وعدہ خلافی اور بدسلوکی کی شکایت گوشگزار کی جو ولی خان نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ اور نذیر شاہ نے حقیقت معاملہ کو سمجھ کر دوسری دفعہ اور کثیر التعداد فوج من سموم کے ساتھ ارکان بھیجدی اور انھوں نے ساری مخالفت کو دور کر کے من سموم کو ۱۴۳۰ء میں اپنے آبا و اجداد کا تخت حوالہ کر دیا اور من سموم نے شہر لنگریٹ کو چھوڑ کر ۱۴۳۳ء میں اپنی نئی راجدھانی شہر میوہاؤنگ کی بنا ڈالی اور یہ شہر تقریباً ساڑھے چار سو سال تک یعنی ۱۷۸۵ء تک ارکان کا دار الصدر بنا رہا۔ اور من سموم کے مسلم جاں نثار رفقائے سفر غوری پٹھانوں نے سندیخان مسجد میوہاؤنگ میں تعمیر کی تھی اور ملک الشعرائے ارکان عدوماتیو نے (شاید اصل مسلم نام عبد المعنی ہوگا) "یکھانگ من تھمی اِیجین" یعنی "ارکانی شہزادی کی مدح" نامی تاریخی نظم اُسکے عہد میں تصنیف کی تھی۔

اور راجہ من سموم نے بھی سلطانِ غور سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ

سلطان بنگالہ کا ماتحت و باجگزار راجہ بن کر رہے گا اور عدل و انصاف کے ساتھ بلا امتیاز قوم و مذہب حکمرانی کرے گا - اگرچہ بظاہر ارکان کا یہ ماتحتی تعلق اور رشتہ عرصہ دراز تک نہ رہا مگر اُسی وقت سے درحقیقت ایک عجیب قسم کی حالت ارکان میں قائم اور جاری رہی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ارکان کے بدھ مذہب والے راجے اپنے ارکانی مگھی نام کے علاوہ اسلامی نام اور خطاب بھی اختیار کرتے رہے بلکہ وہ اپنے سکّے بھی کلمہ شریف اور فارسی حروف کے ٹھپّے مار کر جاری کرتے تھے - شاید یہ دستور العمل مِن سموم کے حسب وعدہ اور ارکان اور چاٹگام کی ساری مسلم رعایا کی دلجوئی اور تسلی خاطر کے لئے عمل میں لائی گئی تھی"۔ (۱) اسی سبب سے عموماً ارکانی مسلمان اسلامی نام کو چھوڑ کر برما نام رکھنا پسند نہیں کرتے ہیں -

مذکورہ بالا تاریخی بیان اور مقامی حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب غوری غوج زیر کمان جنرل ولی خاں ارکان میں آئی تو وہ شہر چاٹگام میں بھی ضرور اقامت گزیں ہوئی تھی جہاں ایک پختہ مسجد ولی خاں کی بنائی گئی تھی جو اب تک قائم اور ولی خاں مسجد کے نام سے مشہور ہے - معلوم ہوتا ہے کہ شہر چاٹگام کی پٹھان ٹولی بستی اُن غوری پٹھانوں سے منسوب ہے جہاں بعد از اں دوسرے پٹھان لوگ آکر بس گئے تھے - اور ارکان میں غوریوں کی پہلی قیام گاہ بوتھیڈا وُنگ کا شمالی علاقہ ضرور تھا جو گودلنگی کے

نوٹ :- (۱) تاریخ برما از ہیار صفحات ۷۲ تا ۷۷ اور از ہاروے صفحہ ۱۳۹ کہتے ہیں کہ چاٹگام کا درحقیقت شطّ الغم عربی نام تھا جہاں القرن اور مقال اور دحمو (موشخالی اور رامو) بستیاں تھیں اور مغل ٹولی اور پٹھان ٹولی بستیاں مغلوں اور پٹھانوں کی تھیں جہاں انکی اولاد اب تک موجود ہیں -

Marfat.com

نام سے اب تک مشہور ہے اور جس کو ارکانی مگ کلا نجان (مسلمانوں کا تعلق)
بولتے ہیں۔ اور وہاں کے گھنے جنگلات میں اب تک اُن کی قدیم مسجدوں کے
کھنڈرات موجود ہیں جو "توانگی مسجد" کے نام سے مشہور ہیں۔ اور دوسری قیام
گاہ شہر میوہاؤنگ کے مشرقی اور شمالی علاقہ جس کو مسلمان کوالنگ بندرگونگی
بولتے ہیں۔ جہاں علاوہ سندیخان مسجد اور عالم لشکر مسجد اشجاع کی مسجد،
دیگر قدیم مسجدوں کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جنرل ولی خاں نے ارکان کو فتح کرنے کے بعد من سموم
کو قید کر کے ارکان میں اسلامی سلطنت قائم کی تھی اور اپنے غوری سپاہیوں
کو منگڈو سے رامری اور سنڈوے تک مختلف فوجی مرکزوں میں حفاظت
اور امن وامان قائم کرنے کے واسطے مقیم رکھا تھا۔ اور ارکان میں فارسی
کو سررشتے میں داخل کرنا اور مسلمانوں کے انصاف اور عدالت کے لئے
قاضی کا تقرر ضرور اُسی کے عہد سے جاری ہوا تھا جس کو خود من سموم
اور دیگر راجگان ارکان برابر بھی بحال رکھا تھا بلکہ سرکار انگریزی نے
بھی بیس صدی عیسوی کے قبل ارکان کے سررشتوں میں فارسی کو جاری
رکھا اور سررشتہ قضائی کو اب تک قائم رکھا ہے۔ چنانچہ دولت قاضی۔
مالہ قاضی۔ عوض قاضی۔ شجاع قاضی۔ عبدالکریم محمد حسن۔ عثمان قاضی عبدالجبار
قاضی۔ مولوی عبدالغفور محمد یوسف اور مولوی روشن علی و نور محمد وغیرہ مشہور
قاضی گذرے ہیں۔

اور جب من سوجم ملک ارکان کا راجہ ہوا تو اُس نے اپنے غوری سپہ
سالار کے مشورہ سے سنہ ۱۴۳۳ء میں اپنی راجدھانی شہر میوہاؤنگ کی
بنا ڈالی جس کو ارکانی مگ لوگ مروہاؤنگ یا میوہوک ابولتے ہیں اور ارکانی

Marfat.com

مسلمان "پتھری قلعہ" اور روانگ" کہتے ہیں۔ چونکہ شہر لنگریٹ یا لنجیٹ اوس کے لئے منحوس بدشگون اور غیر محفوظ مقام سمجھا گیا جہاں اُس نے اپنی سلطنت کھوئی تھی اور ہر طرح کی مصیبتیں جھیلی تھیں میوہاؤنگ اس کی نسبت زیادہ محفوظ اور مامون مقام خیال کیا گیا اور یہ شہر زمین ٹیسٹ میں بھی ارکانی عقیدہ کے مطابق دکھائی دیئے۔ کیونکہ وہ پہاڑوں کی قدرتی دیوار سے محدود اور شہر پناہ کی پتھری قلعہ اور عمیق نہروں کے ذریعہ سے بہت محفوظ اور مضبوط ثابت ہوا۔ علاوہ اس کے دریائے کلاڈن کے مشرقی کنارے پر واقع ہونے کے سبب سے اچھا خوشنما شہر اور تجارتی منڈی بنا ہوا تھا اور اس کی آبادی ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی اور وہ تقریبا چار سو سال تک بعد ازاں ارکان کا پایہ تخت بن رہا۔ اور قصبہ بندر اوس کی بندرگاہ رہا۔ یہ شہر منڈو کی طرح ارکانی مسلمانوں کا مرکز تھا جہاں عربی غوری اور مغلیہ نسل مسلمانوں کے بڑے بڑے محلے موجود تھے۔ اور امہ احمد بدان پاڑہ معلم پاڑہ۔ سمبھو چھیک (جہاز گھاٹ) اور سیھوسی پاڑہ۔ کمار (لوہار) پاڑہ۔ وغیرہ مسلم بستیاں تھیں جو اب سب کے سب ویرانہ ہوگئی ہیں۔ اور جہاں سات پختہ مسجدوں (علیہ بانگ مسجد۔ شوے بنیا مسجد۔ علاول مسجد (جس کو انک فکنیا بلے یا مغربی مسلمانوں کی مسجد کہتے ہیں) اور حمزہ خواندکار کی مسجد وغیرہ) کے کھنڈرات رہ گئے ہیں۔ میں نے خود دیکھا کہ وہاں اس وقت مسلم قبرستانوں میں مگوں نے مکان بنالئے ہیں اور مسجدوں کے کھنڈرات میں بھی پیخانے اور غلاظت کا ڈھیر بنا رکھا ہے جس کو مقامی مسلمانوں کو عذر کرنے کی ہمت نہ آئی۔

الغرض کہتے ہیں کہ شہر میوہاؤنگ کی حفاظت اور مدافعت کیلئے

۱ موجودہ اٹک اور مردان کی حفاظت کی صورت ۔ غوری بستیاں

بھی ایسی تدبیر کی گئی تھی کہ قدیم عربی بستیوں میں اور منگ بستیوں کے قرب و
جوار میں غوری پٹھان کثیر التعداد بسائے گئے تھے اور وہ بڑی بڑی بستیاں
شہر میوہا ونگ کی چاروں اطراف اور دریائے لیمو ۔ منگان کلاڈن اور
مایو رکلا پنجان کا دریا کے دونوں کنارے اور دریائے ناف کے مشرقی
ساحل پر واقع تھیں جن میں سے بعض ابتک قائم ہیں ۔ جیسا کہ سراد ۔ بندر
کوانگ ۔ راجاریل ۔ بلدی پاڑہ (پارین) نیگڑو ۔ کمباون ۔ شیشاریک
بلیع توٹوائنگ ۔ بٹنگ ۔ شاٹم نگ ۔ پیپاادنگ ۔ داس پاڑہ ۔ میونگبیرے
بو تلوں ہولی خنگ ۔ حلیم پاڑہ ۔ پوران پاڑہ ۔ ستا پاڑہ رستیا پاڑہ) قطبی پاڑہ
بیک پاڑہ ۔ چیلی ۔ قیم اور پارہ بچہ (پارہ تالاب والا) دریائے لیمو کے دونو
کنارے واقع ہیں اور چیچہ ۔ پاڈو ۔ جولہا پاڑہ ۔ منج ۔ کچا ۔ منجو نگ ڈاک ۔
شانجری پرانگ ۔ راجا پاڑہ اور بالوڈونگ دریائے منگان کے قریب وجوار
میں واقع ہیں ۔ جندمہ (سندیمہ) ہمیدرکل ۔ فیتی پرانگ ۔ قائم پرانگ ۔ شولی
پرانگ ۔ ٹنگفرد ۔ اکیاب ۔ ڈبے ۔ آنگ چیجان کرین ۔ قاضی پاڑہ ۔ فیدہ ۔
روانگیہ پاڑہ ۔ رمزو پاڑہ ۔ آمباڑی ۔ قیوقتو ۔ خندق (خندل) ۔ بہار پاڑہ
(علی جون) لکھنو پاڑہ ۔ (خندل بازار) بھلوا ڈی ٹنگ ننگ نیزنگ ۔ پلان
پاڑہ ۔ میوکٹنگ (نیا شہر) وغیرہ بستیاں دریائے کلاڈن کے دونو
کنارے پر ہیں ۔ اور شمال مغربی سرحد کی محافظت کے لئے مضافاتی ۔ اکیاڑ
راجاریل روشن پرانگ ۔ جوبرانگ ۔ سمیلا ۔ روانگیہ ڈنگ ۔ علی خنگ ۔ منجنگ
سوے فرنگ ڈنگ ۔ مروچھنگ ۔ کھواچنگ (سگائن کھواچنگ) اور
گولنگی اور لواڈنگ وغیرہ (جس کو کلاپنجان کا علاقہ کہتے تھے) دریائے مایو
کے سواحل پر واقع ہیں ۔ اور منگڈو تاپ (منگڈو تٹ) ۔ منگڈو کا قلعہ

کے ٹون شپ کو قدیم زمانہ میں ناف کا علاقہ کہتے تھے جس میں ولی ڈنگ۔ قاضی پاڑہ۔ بلی بازار۔ ناگپورہ (ناکھورہ)۔ بڈہا تسقدار۔ پاڑہ۔ گوا بیل۔ نخننگ۔ شجاع پاڑہ (جو شاہ شجاع کی قیام گاہ یا منزل گاہ تھا) تسقدار پاڑہ۔ کا نری پاڑہ۔ حبی پاڑہ۔ راجا ربیل۔ نور اللہ پاڑہ۔ علی سانجو اور باجر وغیرہ قدیم بستیاں اتبک قائم ہیں۔ اور جنوبی ارکان کی محافظت کے لئے ضلع سنڈوے میں شہر سنڈوے (۱) شو نے جون بین۔ چھان بین۔ ننزبع بین۔ چنگڈ اکک۔ تھنڈے (سعدے) اور سایہ ڈوو غیرہ مسلم بستیاں اور ضلع چوکپیو میں امری۔ چوکنیمو۔ سنے۔ چوکپیو کا جالیہ پاڑہ مہر لون (مری بون) وغیرہ قدیم بستیاں اب تک قائم ہیں۔

کہتے ہیں کہ ارکان سے بنگال جانے کی شاہراہ بذریعہ خشکی درہ اکک۔ اور علی خنگ (منگڈو اور بوتھیڈ نگ کے درمیان) گو لکی۔ درہ گزندیہ دگر جینیہ (امو ررحمو) اور چاٹگام تھی۔

بقول مسٹر روبرٹسن (جس نے ۱۸۲۴ء میں ارکان کو فتح کر کے انگریزی سلطنت کی بنا ڈالی تھی) منگڈو یا منگڈوتٹ یاناپ۔ لواڈنگ (درہ علی خنگ کے مشرقی دہانہ پر) چھان کرین یا شانخرین (دریائے کلاڈن کے مشرقی کنارے پر) بالوبڈنگ (شہر ممیا کے مغرب میں) چھیو تنگ سیلا یا چنیلی (دریائے لیمیو کے دہانہ پر) اور مہا کٹھی (لنگر یٹ اور شہر میو ہانگ کے درمیان) ارکان کی فوجی چھاؤنیاں اور مورچے تھے جہاں انگریزوں

نوٹ :- (۱) ۱۸۵۶ء کے غدر کے بعد پٹنہ بہار اور بنگال کے دائم الحبس قیدیاں سنڈوے میں لائے گئے تھے جن کی اولاد گو کہ قلیل التعداد ہے مگر خوشحال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور چاٹگامی اور پنجابی و ہندوستانی کی اولاد بکثرت ہے۔ قدیم زمانے میں سنڈوے اور چڈمبا ارکان کا کالا پانی تھا۔ مگر انگریزوں نے بھی انڈمان سے قبل ان کو ویسا ہی استعمال کیا تھا۔

Marfat.com

کا برہمی فوج کے ساتھ خفیف مقابلہ ہوا تھا (فرسٹ برمیس وار از رڈ ٹسن)

مذکورہ بالا بستیوں میں انیس صدی کے اواخر سے چاٹگام کے کثیر التعداد مسلمان آکر بس گئے ہیں اور غوری اور مغلیہ نسل مسلمانوں (جو عموماً روانیہ کہلاتے ہیں)، کی تعداد گھٹ گئی ہے جن کے اجداد ارکانی مگوں کے دوش بدوش ہر حملہ آور کے ساتھ لڑ کر مادر وطن کی حفاظت کرتے رہے چونکہ غوری پٹھان بڑے قد آور زور آور بہادر تھے جن کی قوت بازو اور وفاداری پر راجگان ارکان نازاں تھے اور جن کے شریک جنگ ہونے کے باعث ارکانی راج بڑا وسیع ہو گیا تھا اور ہر معرکہ میں ارکان کو فتح ملتی رہی حتیٰ کہ شمال مغرب کی طرف چاٹگام اور ڈھاکہ تک اور جنوب میں سیریم تک ارکان کی سلطنت قائم ہو گئی تھی۔ جس طرح ارکانی اور برہما راجے مسلمانوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے برتاؤ کرتے رہے مسلمان رعایا بھی اپنے راجاؤں کے نام و عزت کے لئے بیدریغ اپنی جانیں دینے پر مستعد رہتی تھیں اس لئے بالخصوص ارکان کے ہر حملہ میں بے شمار ارکانی مسلمان مقتول اور مفقود ہو گئے تھے۔ اور بہت سی مسلم بستیاں اوجاڑ ہو گئیں جیسا کہ بارہ بچہ ضلع۔ راجا پاڑہ مشائخ حسن پرانگ اور ڈبے یا بوڈ ٹنگ وغیرہ۔

القصہ غوری مسلمان ارکان کے قدیم عربی نسل مسلمانوں کے ساتھ بذریعہ شادی بیاہ مل جل کر ایک قوم بن گئے ہیں جن کا فرق اور امتیاز کرنا غیر ممکن ہے اور وہ سب اب روانیہ یا روانگیہ وغیرہ کہلاتے ہیں۔ اور اون کا خاندانی شجرہ عربی فارسی یا بنگالی زبانوں میں لکھا ہوا ہر خاندان کے بزرگوں یا ملاجیوں کے پاس ہوتا تھا جو بوقت فاتحہ خوانی برائے ثواب رسانی بر ارواح مردگان۔ شادی بیاہ اور تقسیم میراث وغیرہ سے

کام آتے تھے۔ جن کو اُن کی اولادوں نے بوجہ بے علمی بے پروائی اور کوتہ اندیشی کھو ڈالا یا دیمک کا حوالہ کر دیا یا تو برہما حملہ آوروں نے لوٹ کر برباد کر دیا تھا۔

زبان

غوری پٹھانوں کی زبان فارسی اور بنگالی تھی اس لئے ارکانی مسلمان یہ دونوں زبانیں اچھی جانتے تھے مگر بنگالی کو عربی حروف یا ہندی حروف میں (جس کو روانگیہ بنگلہ کہتے ہیں) لکھتے تھے جس کا استعمال اس وقت معدوم ہو چکا ہے کیونکہ اُردو نے ان کا مقام لے لیا ہے۔ اس لئے ارکانی مسلمان عموماً فارسی عربی اُردو بنگالی اور برمی سے ملی جلی زبان بولا کرتے ہیں اور برمی زبان بھی جانتے اور اسکول میں سیکھتے ہیں۔ جس طرح کہ ہر سرحدی قوم کی بولی اور زبان کا قاعدہ و اصولِ عام ہے۔

بادشاہ

الغرض راجہ من سموم نے شہر میوہاؤنگ میں صرف چار سال حکومت کرنے کے بعد ۱۴۳۴ء میں انتقال کیا اور اس کا بھائی من کھاری معروف بہ علی خاں اُسی سال میں تخت نشین ہوا۔ کہتے ہیں کہ اُس راجے نے بنگال کی اطاعت زیادہ عرصہ تک تک قبول نہیں کی اور اُس نے راموتک سارا علاقہ قبضے میں لایا تھا اور چھبیس سال حکومت کر کے ۱۴۵۹ء میں وفات پائی۔ اُس کے ایام حکومت میں مشرق کے خطرناک دشمنوں (برہما اور طلائن) کے حملہ سے ارکان محفوظ رہا۔ اور اُسی سال میں (۱۴۵۹ء) اُس کا بیٹا باسو پھیو معروف بہ کلمہ شاہ ارکان کا راجہ بنا۔ اُسی عرصہ میں بنگال کا بادشاہ بربک شاہ تھا جس نے اپنی سلطنت کی حالت کو ابتر بنا دیا تھا۔ باسو پھیو نے کلمہ شریف والے سکے ارکان میں جاری کئے تھے اس لئے وہ کلمہ شاہ کے نام سے مشہور ہوا۔ وہ اپنے اہل وطن کا مایۂ ناز تھا اور تئیس سال

حکومت کر کے اپنے بیٹے دولیہ کے ہاتھ میں بحالت بغاوت مارا گیا۔

دولیہ اور دیگر راجے

۱۴۸۲ء میں اس کا بیٹا دولیہ اُس کا جانشین راجہ ہوا۔ گوکہ شاہان بنگال کی کمزوری کے سبب سے چاٹگام ارکان کے ماتحت رہا مگر نصف صدی تک راجگان ارکان کو بغاوت نے ستایا اور متعدد راجے قتل کئے گئے۔ یعنی دولیہ دس سال حکومت کر کے مرگیا اور ۱۴۹۲ء سے ۱۵۳۱ء کے درمیان میں باسوپیو، ینا وُنگ۔ سینگ گا تھو۔ من راژا۔ گتا بدے من سوا و تھاسا یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے تھے۔

من بین (زبک شاہ)

بالآخر ایک بڑا لائق نوجوان منگ بنگ یا من بین تخت جس کو ارکانی زبک شاہ اور منگبا گری کہتے ہیں۔ ۱۵۳۱ء میں عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اُس کے ایام سلطنت میں پہلے پہل فرنگی جہاز ارکان میں پہنچے تھے اور اُن جہازوں نے ساحل بحر کے کنارے کی بستیوں پر لوٹ اور غارت کا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ من بین نے تبین شوتیھی کی فتوحات کی خبریں پاکر اپنے پایہ تخت شہر میوہاؤنگ کی مدافعت کی ایسی عمدہ مدبیر عمل میں لائی کہ علاوہ سات پتھری قلعے کی دیواروں کے بہت گہرے خندقوں اور نہروں کا جال وہاں پھیلا دیا گیا جن کو جوار کے پانی کے ذریعہ ایک لمحہ میں پُر کر دیا جا سکتا تھا۔ اتفاقاً ۱۵۴۴ء میں مشرق کی طرف سے حملہ

تبین شوتیھی کا حملہ ارکان

آور برمی فوج کثیر آکر سنڈوے کو قبضہ کر لیا اور دو سال تک سنڈوے کو قبضے میں رکھا۔ ارکانیوں نے ہر چند جان توڑ کر اُن کی مدافعت کی مگر دشمنوں کو پیچھے نہ ہٹا سکا۔ حملہ آور فوج کی سیل رواں شمال کی طرف اُمنڈ آرہا تھا۔ اُسی اثنا میں تبین شوتیھی بھی بذات خود بھاری فوج کے ساتھ (جس میں برہما ملائن اور مسلمان شامل تھے) میدان جنگ میں

آنمودار ہوا۔ ارکانی تاب مقاومت نہ لاسکے۔ راجہ تبین شوتیھی بسرعت تمام اپنی افواج بری اور بحری کو لے کر شمال کی طرف کوچ کر کے شہر میوہاؤنگ کے سامنے ڈیرا ڈال اور دیکھا کہ حملہ کے ذریعہ شہر کو فتح کرنا از حد دشوار ہوگا کیونکہ شہر کو بہت ہی مضبوط پتھری قلعہ اور عمیق نہروں اور خندقوں سے محفوظ کیا گیا تھا اور ناکہ بندی کے ذریعہ سے بھی فتح کرنے میں بہت دیر لگے گی۔ تبین شوتیھی نے اپنی بربادی اور شکست کی علامت کو محسوس کر کے صلح کے شرائط کو بخوشی قبول کرنا ہی اقرب مصلحت سمجھا تاکہ اس کی پسپائی میں کسی قسم کی مزاحمت نہ ہو۔ اور من بین بھی ایسے زبردست دشمن کے پنجے سے اپنی جان و عزت اور ملک کو بچانے کا آرزو مند تھا اور دشمن کے تعاقب کر کے حیران اور پریشان کرنے سے باز آیا۔

اسی جنگ و جدال کے اثناء میں ٹیپرہ کا راجہ "بجھیک یا ساک" نامی چاٹگام پر فوج کشی کر دی اور رامو تک زیر حراست لا چکا تھا مگر بعد از آں من بین نے اُس کو خارج کر کے اپنا ملک بچا لیا۔ اور چاٹگام میں اُس کے سکے سلطان چاٹگام کے نام سے فارسی میں مضروب ہوتے تھے۔ اُس نے ۱۵۵۳ء تک حکومت کر کے انتقام کیا۔

من بین کے عہد سلطنت میں بابر نے ۱۵۲۶ء میں مغلیہ سلطنت کی بنا ہندوستان میں ڈالی تھی اور اُس وقت سلطان نصرت شاہ پسر سید حسین شاہ بنگال کا بادشاہ تھا جس کو شیر شاہ افغان نے خفیہ قتل کر کے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی اور چھ سال حکومت کی تھی اور تیئیس سال کے بعد شہنشاہ اکبر کے جنرل نے بنگال کو فتح کر لیا۔ اسی عرصہ میں بنگال کی بے پناہ اور ابتر حالت ہی جسکے

Marfat.com

باعث ارکانی لوگ رفتہ رفتہ سو سال تک یعنی سنہ ۱۵۰۰ء کے نصف سے سنہ ۱۶۰۰ء
تک مشرقی بنگال کے مالک بن گئے۔"

القصہ من بین مرنے کے بعد تین راجے گزرے۔ آخر کار سنہ ۱۵۷۱ء
مین من پھالنگ معروف بہ سکندر شاہ ارکان کا نامدار راجہ بنا اور بائیس
سال حکومت کر کے سنہ ۱۵۹۳ء میں راہی ملک عدم ہوا اور اُس نے چاٹگام
نواکھالی اور ٹپرہ کو اپنے قبضہ اقتدار میں رکھا تھا۔ سکندر شاہ

اس کا بیٹا من رازاجی موسوم بہ سلیم شاہ ۱۵۹۳ء سے سنہ ۱۶۱۲ء تک
اُنیس سال حکومت کی تھی۔ اُس کے عہد میں پرتگیزوں کا ارکان میں خوب
دخل تھا۔ اور ارکانیوں نے پیگو کو فتح کی تھی۔ اُس کا بڑا لائق اور عقلمند سلیم شاہ
وزیر اعظم مہاپنیا جو بڑا مشہور علم والا ہے) تھا جس نے عمدہ قوانین بنائے
تھے جو کہ "مہاپنیاجو پیاتھوں" کے نام سے مشہور ہے اور وہ سارے برما
اور ارکان میں مقبول خاص و عام تھا۔ اس راجے کو تھاڈو دھمہ راجہ بھی کہتے ہیں

من کھامنگ جس کا اسلامی نام حسین شاہ تھا راجہ من رازاجی کا بیٹا حسین شاہ
تھا اور سنہ ۱۶۱۲ء میں وہ سریر آرائے تخت ارکان ہوا۔ اور یہ نوجوان راجہ
ارکانیوں کا ہیرو بنا ہوا تھا۔ اُس نے باقر گنج اور ڈھاکہ کو فتح کی تھی۔
جس پر ارکانی لوگ "وسطی دنیا کی فتح" ہونے کا فخر کرتے ہیں۔ اس فتح
کا سبب یہ تھا کہ شاہ جہاں نے اپنے والد جہانگیر کے خلاف بغاوت
برپا کر کے ابراہیم خاں حاکم بنگالہ کو مار ڈالا اور یوں گویا بنگال کا جنوب مشرقی
حصہ کسی کا محکوم اور تابع نہ تھا اور اس موقع کو غنیمت جان کر منکھامنگ
نے بلا توقف اُس علاقہ کو اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور وہ دس سال حکومت
کر کے سنہ ۱۶۲۲ء میں راہی ملک عدم ہوا۔ ارکانی لوگ اس راجے کے نام

Marfat.com

کو اب تک پیا یا اور فخر کے ساتھ لیا کرتے ہیں۔

اس راجہ کے ایام حکومت میں پرتگیزی قزاقوں نے جزیرۂ سونڈیپ کو قبضے میں لاکر لوٹ اور غارت کا ہنگامہ سواحل بنگال اور ارکان پر برپا کر رکھا تھا اور کبھی کبھی ارکانی راجوں کے ساتھ مل کر لوٹتے اور مال غنیمت کے شریک ہوتے تھے۔ آخر کار ۱۶۱۵ء میں پرتگیزوں نے گنزالیس کے ماتحت گوا کے پرتگیز وائسرائے کی حمایت سے ارکان پر فوج کشی کی اور دریائے کلادن پر پرتگیزی جہازی بیڑے کو شکست فاش ملی اور امیر البحر ڈون فرانسیس مارا گیا اور گسپرڈی ابریو گرفتار ہوا اور باقی ماندہ جہاز گوا کو بھاگ گئے۔ اور بعد ازاں منکھامنگ نے جزیرۂ سونڈیپ اڈیا نگا کو فتح کرکے پرتگیزوں کا صفاچٹ کر دیا۔ مگر پرتگیز لوگ دریائے منگنا کے قرب وجوار میں سکونت گزیں ہو گئے۔ پرتگیزوں کی قزاقی سے ارکانی مگ سبق آموز ہو کر ساحل خلیج بنگال پر ویسی ہی لوٹ رہے۔ اسی سبب سے سلطنت مغلیہ اور سلطنت ارکان کے سرحد یعنی دریائے مگنا اور برہمپترا کے بیچوں بیچ بس بڑی موٹی اور لمبی زنجیریں بشکل دیوار سلطنت مغلیہ کی طرف سے نصب کی جاتی تھیں۔ جب کسی پرتگیزی قزاق سے بنگال میں پوچھا جاتا کہ تم کو ارکانی راجہ سے کیا تنخواہ ملتی ہے تو وہ فی البدیہہ کہتا تھا کہ سلطنت مغلیہ ہماری تنخواہ ہے۔"

اور ۱۶۲۲ء میں سری سودھمّہ پسر منکھامنگ تخت نشین ہوا مگر اُس کی تاجپوشی نجومیوں کی رائے کے مطابق ۱۶۳۵ء میں قرار پائی۔ اُس کے ساتھ اور بارہ ماتحتی راجاؤں کی تاجپوشی بھی بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہوئی۔ اُس کے محل کے محافظوں میں سے شمالی ہند کے مسلمان

(پٹھان اور مغل) کے علاوہ ملائن برہما فرنگی گولہ انداز اور جاپانی سپاہی بھی تھے۔ اُس راجے نے مولمین اور پیگو پر بھی حملہ کیا تھا اور ۱۶۳۸ء میں انتقال کیا۔

اُس کے مرنے کے بعد اُس کی بیوی ناٹ شین مے کا عاشق نراتی جی نے ۱۶۳۸ء سے ۱۶۴۵ء تک آٹھ سال بادشاہی کر کے رحلت کی۔

اس مقام پر راجگان ارکان کا ذکر ملتوی کر کے دیگر ضروری باتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور باقی مشہور راجاؤں کے حالات فصل ششم اور فہرست راجگان ارکان آخر حصّہ میں ملاحظہ فرمادیں۔

کہتے ہیں کہ غریب کسانوں کو بنگال سے پکڑ کر ارکانی لٹیرے جہاز والے ارکان میں لاتے تھے اور اون قیدیوں میں سے اکثر اعلیٰ شریف خاندانی لوگ اور سادات صحیح النسب بھی شامل تھے اگر معاوضہ کا روپیہ (عموماً بیس سے ستر روپیہ تک) ادا کر سکتا اسے مخلصی ملتی تھی ورنہ بطور شاہی خادموں یا غلاموں کے ارکان میں رکھے جاتے تھے بقول بزرگان ارکان ایسے خدام داس پاڑہ (غلاموں کی بستی) اور پیپا ڈانگ میں بسائے گئے تھے جہاں اُن کی اولاد اب تک "ہائیں" کے نام سے مشہور ہے۔ گو کہ وہ ہرد انگیر کہلاتے ہیں مگر شرفا اُن کے ساتھ بذریعہ شادی بیاہ اختلاط کرنا معیوب سمجھتے ہیں۔

فروری ۱۷۲۷ء میں ایک ہزار آٹھ سو بنگالی گرفتار کر کے ارکان میں لائے گئے تھے جن میں سے ایک چوتھائی کو راجے نے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیا اور باقی لوگوں کو فروخت کر دیا اور اکثر مسلم امرا اور رؤسا اور تجار ایسے بیچاروں پر رحم کر کے معاوضہ دیکر آزاد کر دیتے تھے۔ بعض

قیدی مدّت معینہ تک اپنے مالک کے پاس کام کر کے معاوضہ کے روپئے ادا کر کے اپنے ملک کو واپس ہوتے تھے اور کوئی کوئی تو بخوشی اپنے محسن کے پاس رہ جاتے تھے اور پروردہ بچّوں کی طرح برتاؤ کئے جاتے تھے۔ الغرض ارکانی مگ لٹیرے قیدیوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا کرتے تھے۔ اُنکی ہتھیلیوں کو چھید کر کے بہت سے لوگ اسی حالت میں مارے فاقہ اور سختی کے مرجاتے تھے۔

مخفی نہ رہے کہ جب سے مغلوں نے دہلی اور بنگال کو اپنے قبضے میں لایا تھا۔ پٹھان لوگ اپنی جان اور عزّت بچانے کے لئے اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے اور بہت سے پٹھان ارکان میں آکر سکونت گزیں ہوئے تھے۔ جیسا کہ مسٹر ہاروے اور سر جادو ناتھ سرکار لکھتے ہیں کہ شمالی ہند کے مسلمان (پٹھان) محافظین تخت و محل شاہی و نیز دربار ارکان کے عہدہائے جلیلہ میں متعین تھے جن کی سفارش اور کوشش سے شاہ شجاع معہ اہل و عیال ارکان میں لائے گئے تھے (ہاروے صفحہ ۱۵۵۔ تاریخ امدنگستانہ جیب جلد دوم)

چونکہ تجوری اور مغلیہ علما و فضلا اور مشائخین کرام رفتہ رفتہ ارکان میں آبسے تھے ارکان کی ہر بڑی مسلم بستی میں عربی اور فارسی کے مکتب اور مدرسے قائم کئے گئے تھے جہاں علاوہ مسلم طلبا کے ارکانی مگوں۔ (بدھ مذہب والے) کے بچّے بھی فارسی اور عربی سیکھا کرتے تھے۔ اور اچھے لائق فارسی داں بن جاتے تھے جیسا کہ "سکے تھا دو سے منصف" اور "آ دنگر ہی" وکیل وغیرہ اچھے فارسی داں مگ گزرے ہیں۔ کیونکہ اُنیسویں صدی عیسوی کے اواخر تک ارکانی سرشتوں میں فارسی

Marfat.com

زبان مستعمل ہوتی تھی جو قدیم اسناد اور پٹے وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ مسٹر روبرٹسن لکھتا ہے کہ "پروانجات یا احکام بابت رہائی گورد (یعنی برہما راجہ کا بڑا ٹھاکر جس کو انگریزوں نے کلکتہ میں نظر بند کر رکھا تھا) دو کالم یا خانے میں لکھے جاتے تھے۔ پہلے خانے میں اصل عبارت برہمی زبان میں لکھی جاتی تھی۔ اور دوسرے خانے میں اُس کا ترجمہ فارسی زبان میں لکھا جاتا تھا۔ کیونکہ یہ زبان ہم کو آتی ہے۔ بلکہ شہر آوا کے دربار شاہی میں بھی بعضوں کو معلوم ہے اور فارسی کا مترجم دربار آوا میں ایک ایرانی تھا جو راجہ کو فارسی خانہ کی عبارت کا مطلب برہمی زبان میں سناتا تھا۔

اور ارکان کے برہما گورنر یا حاکم اعلیٰ کے پاس کوئی درخواست پیش کرنی پڑتی تو اول فارسی میں مضمون لکھا جاتا تھا اور بعد ازاں کسی مگ منشی کے ذریعہ اُس کا ترجمہ برہمی زبان میں کرا کر درخواست پیش کیجاتی تھی۔

(فرسٹ برمیس وار از روبرٹسن صفحہ ۱۵۹)

اور اسی طرح راجہ برہما اور وائسرائے ہند کے درمیان جو خط و کتابت ہوئے تھے اُن میں ہر یہ برہمی سن اور تاریخ کے ساتھ ساتھ اسلامی سنہ ہجری اور تاریخ بھی برہما راجے کے خطوط میں دیئے گئے تھے۔

(سفارت آوا)

قومی یادگاریں

علاوہ بدر مقامات کے مسلمانان برہما کی قومی یادگاریں اُن مسجدوں کے کھنڈرات ہیں جو تناسرم سے ارکان کے درمیان جابجا پائے جاتے

Marfat.com

ہیں اُن میں سے بعض عربوں کی بنائی ہوئی بعض غوری پٹھانوں اور مغلوں کی تعمیر کردہ پتھروں اور اینٹوں سے بنائی ہوئی ہیں۔ سوائے پانچسو تیرہ سالہ سندنجان مسجد میوہاؤنگ جو غوریوں کی بنائی ہوئی ہے اور اکیاب کے بدرمقام کی مسجد کے جو عربوں کی تعمیر کردہ اور حال میں مرمت کی گئی ہے دیگر مسجدیں اچھی حالت میں نہیں ہیں اور ٹوٹ پھوٹ کر پتھروں کا ڈھیر بن گئی ہیں۔

سندنجان مسجد:۔ قریباً ۱۴۳۳ء میں من سموم کے ہمراہی غوری پٹھانوں کا سپہ سالار سندنجان نے ایک پختہ پتھری مسجد شہر میوہاؤنگ کے مشرقی کنارے محلہ اندرکوالنگ میں تعمیر کی تھی۔ جو سندنجاں (شاید صمدخاں ہوگا) مسجد کے نام سے مشہور ہے اور اب تک بلا مرمت اور بلا حفاظت اچھی حالت میں قائم ہے۔ قریباً سو دو سو سال تک یہ مسجد گھنے جنگل کے اندر بلا استعمال پڑی رہی مگر بیسویں صدی کے اوائل سے چاٹگام کے کثیر التعداد مسلمان وہاں آکر بس گئے ہیں اور ایک سخی دل چاٹگامی سوداگر نے مسجد کی گنبدوں کے اوپر سے ٹین کی چھت دیکر برسات کے پانی گرنے سے بچالیا اور نماز پڑھنے کے قابل بنادیا۔ اس مسجد کی دیواریں چھ ہاتھ چوڑی ستائیس ہاتھ لمبی اور دس ہاتھ اونچی ہیں اور گنبد کی بناوٹ اور صنعت عجیب ڈھنگ کی ہے۔ اس مسجد کے جنوب مشرقی گوشے میں ایک پختہ چلہ خانہ ہے اور احاطہ کے چاروں طرف پختہ دیوار ہے۔ جس کے گرد اگرد کچی کھائی ہے۔ چلہ خانہ کے سمت جنوب میں پانچ چھ گز لمبی ایک پختہ قبر اچھی حالت میں موجود ہے۔ اور مسجد کے احاطے کی مشرقی جانب ایک بڑا عمیق تالاب ہے جس میں ایک پختہ سیڑھی وضو بنانے کیلئے

Marfat.com

موجود ہے۔ اور تالاب کے اندر سے مسجد کی بنیادی دیوار تک لوہے کی دو زنجیریں بڑی موٹی اور لمبی مضبوطی کے ساتھ لگائی گئی تھیں جو کسی حالت میں نہیں نکالی جاسکتی تھیں اور جس کا راز سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہے مگر وہ زنجیریں اب کئے سال سے گم ہوگئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسجد اور تالاب کی مرمت کے لئے بہت سا دفینہ مال اُس تالاب میں ہے جس کا پانی اب تک اراکانی مسلمان برائے تبرک و دفع امراض پیا کرتے ہیں۔ اور بیل بھینس ہرگز خراب نہیں کرتے ہیں۔ اُس مسجد کے خطیب صاحب نے مجھ سے کہا کہ "اگر بیل بھینس یا بکری اس مسجد کے اندر جانے کی کوشش کرتا تو کوئی شیر اچانک آکر اُس کو مار ڈالتا ہے بلکہ بلا وضو مسجد میں داخل ہونے اور سونے کی کسی کو مجال نہیں ہے اور مارے خوف کے اب تک وہاں کوئی رات کو نہیں رہتا ہے"۔ اب یہ پانچسو سولہ سالہ مسجد جو دہلی کی شاہجہانی جامع مسجد سے قریباً سو سال قبل تعمیر کردہ اور الحمرہ کا ہمعصر ہے اُس اسلامی عملداری کے فخر دستان کی زندہ تاریخی یادگار رہے جس پہ اراکانی مسلمان بطور قومی یادگار کے نازاں ہیں۔

اور قریباً دو میل سمت مشرق میں سید عالم اور دیگر رفقائے شاہ شجاع کی بنائی ہوئی پختہ مسجد کا کھنڈر ہے جو عالم لشکر مسجد کے نام مشہور ہے۔ اور اُس کے متصل ایک پختہ چلہ خانہ بھی ہے۔ اس مسجد کے لئے بڑا قطعہ اراضی وقف کیا گیا تھا جو سرکاری فضول زمین (WASTE LAND) میں شامل ہوگیا ہے(۱)۔

نوٹ:-(۱) بہار ریسارچ سوسائٹی جنرل جلد اوّل۔
ستی مینا از علاول دولت قاضی ص ۵۔

افسوس ہے کہ مسلمان برما اور ارکان مذکورہ دونوں مسجدوں کی مرمت
اور حفاظت اور آباد کرنے کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے ہیں۔ گو کہ نو وارد
چاٹگامی مسلمان اس کے کوشاں ہیں۔

علاوہ اُن مسجدوں کے جو صفحات ۴۸، ۴۹، ۵۴، ۵۵، ۶۸ و
۳۰۱ بالا میں کی گئی ہیں۔ دریائے لیمیو کے کنارے پوران پاڑہ میں دو نجتہ
غوری مسجدوں کے کھنڈر ہیں اور دریائے کالاڈن کے مغربی ساحل پر
دھنیہ ڈبے کی مسلم بستی کے کنارے ایک نجتہ مسجد کا کھنڈر ہے اور خندل
میں ایک نجتہ ویرانہ مسجد ہے۔ یہ سب مسجدیں ضرور سولھویں صدی
علیسوی کی ہیں۔ اور دیوان پاڑہ اکیاب کی مسجد بھونگی چونگ کے احاطے
میں شامل کی گئی تھی (۱)۔ اور شہر اکیاب کے ناظر پاڑہ میں موسیٰ دیوان نے
۱۲۵۶ھ ہجری میں بنائی تھی اور وہ اچھی حالت میں ہے۔ علاوہ یہ میاہ
بدھنا کی نجتہ مسجد بمقام جالیہ کھالی اور سرحن کی نجتہ مسجد بمقام تسوے
برا۔ پولیس لائن مسجد بمقام باڈری چھیک اور بدیع الدین منشی کی نجتہ
مسجد بمقام عملہ پاڑہ اور بلٹن کی نجتہ مسجد جس کو حاجی عبد الحمید میاں نے
بنائی ہے یا انیسویں صدی علیسوی کی عمارتیں ہیں۔ اور شہر اکیاب کے
بیچ میں محمد بخش نامی ہندوستانی کی جامع مسجد سنہ ۱۳۶۹ھ میں بنائی ہوئی ہے جس میں
سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ فرش پر بچھائے گئے ہیں اور وہ اچھی بارونق
حالت میں ہے جیسا کہ بنگوں کی سورتی مسجد۔ بنگالی مسجد چولیہ مسجد اور زیر بادی
مسجد وغیرہ مگر ان میں سب سے قدیم نجتہ ارکانی مسجد فٹ بال گراؤنڈ
کے مشرقی ٹیلے پر واقع ہے جو اب مرمت کی گئی ہے۔ اور یہ ارکانی

نوٹ:۔ (۱) انی گڈ سٹیز آف ارکان۔

مسلمانوں کی بنائی ہوئی مسجدوں میں سے ضرور ہے۔
اگر ہمارے مسلم کمیونٹی کے نمایندگان اس امر کی طرف التفات کرتے تو قدیم قومی یادگار کے قابل ان ہونہار عمارات کے لئے کافی رقم سرکار سے طلب کرکے ان کو اچھی حالت میں رکھنے کی بندوبست کرسکتے۔ جس طرح "انشنٹ منومنٹ پریزرویشن ایکٹ" یعنی قدیم قابل یادگار عمارات کی حفاظت کے قانون کی رو سے رقم کثیر بدھ مذہب والوں کو قدیم تیمجانوں اور عمارات وغیرہ کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ سے ملتی ہے۔ اور اگر ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان بغور تفتیش بار بار ریسارچ کریں تو امید ہے کہ عرصہ قلیل میں ایسی بہت سی قومی یادگاری کے لائق اشیا ملک برہما میں نکالی جاسکتی ہیں جن سے عوام الناس کے ذخیرہ معلومات میں کافی اضافہ ہوگا۔

لباس

بیس صدی عیسوی کے قبل عربی نسل مسلمانوں کے علاوہ غوری نسل ارکانی مسلمان عموماً بیس بائیس ہاتھ کے سفید ململ کی خانہ دار پگڑیاں اور لمبے کرتے (جو گھٹنے کے نیچے تک لمبے ہوتے تھے) اور ارکانی لنگیاں یا دھوتیاں پہنا کرتے تھے جو ملک برہما اور ارکان کے مسلمانوں کی تبدیلی لباس کا عام اصول رہا ہے یعنی پیر سے سر تک رفتہ رفتہ دیسی لباس اختیار کرنا۔ جو ابتک تا حدے عمل میں لایا جاتا ہے۔ مگر نوجوان مرد تو ارکانی یا برہما لباس اور ریشمی یا سفید ململ کے گھمباؤں اکثر پہنا کرتے تھے جواب تک دیہاتوں میں رائج ہے۔ اور عورتیں عموماً ارکانی یا برہما لباس پہنتا

مسلمانوں کا عام اصول

کرتی تھیں یعنی پانچ ضروری کپڑے ۱۔ تھامی۔ ۲ کرتہ۔ ۳۔ سربند رومال ۴۔ سینہ بند کپڑا۔ ۵۔ اور ایک بڑی اوڑھنی ساڑھے بدن ڈھانکنے کے لیے علاوہ ازیں ایک دیسی کمربند پہننا لازم دلمزدم ہے اور گاؤں کی عورتیں کم وبیش اب تک یہی لباس پہنتی ہیں مگر شہری عورتیں تو روز مرّہ فیشن بدلنے کی مرض میں مبتلا ہیں کیونکہ جس قدر باریک مہین ٹمہ یا ململ کے کرتے ریڈ ایک اور رانجیک، وہ پہن سکیں جس سے اپنے بدن کے ریشے بلا خوردبین ایک فرلانگ کی فاصلے سے دکھائی دیں اسی قدر وہ اپنی عزت اور شرافت سمجھتی ہیں۔ بلکہ ایک فرقہ نسواں نے سر پہ رومال چڑھانا بھی ترک کردیا ہے اور اس پر طرّہ یہ ہے کہ ترکی کا مجتہد دوران مصطفٰے کمال کی بے پردگی کی آئین پاس ہونے کی خبر بے بنیاد کو سن کر اکثر تعلیم یافتہ عورتیں بے پردہ ہونے کی جرأت کرتی ہیں کیونکہ مرد لوگ خود حکم خدائی اور محمدی کو چھوڑ کر فتوائے کمالی کے شیدائی بن رہے ہیں۔ مگر ان کو یہ نہیں معلوم ہے کہ مصطفٰے کمال نہ ہمارا دینی امام یا مجتہد تھا نہ خلیفۃ المسلمین تھا۔ اور اُن کا آئین خود مختار قوم عام ترک کے سیاسی فوائد کے لئے ہے۔ اور ہم تو بہر حال قلیل التعداد محتاج قوم ہے ہم کو اس سے کیا واسطہ۔ کیا پردہ کے پیروی کرنیوالے مسلمانوں نے مشرق سے مغرب تک فتح نہیں کی؟

قطعہ:۔
کیا ہم نے نہ کیا سر مشرق سے تا بہ مغرب؟
خاکِ یگان دارکان ہے قصہ خواں ہمارا

(از مولف)

رسوماتِ نکاح وشادی

عموماً ارکانی اور پرہیز مسلمان مسلم عورتوں کے سوا غیر مسلم عورتوں سے شادی کرنا سخت معیوب سمجھتے اور شرفا ایسی شادی کو اب تک حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں "و اس لئے ماں باپ پر فرض ہوتا ہے کہ اپنی بیٹی کیلئے ایک قابل شوہر اپنی ہم قوم میں سے تلاش کریں۔" (۱) اگر کوئی جوان لڑکا کسی جوان لڑکی کو پھسلا کر اپنے قابو میں لاکر اُس لڑکی کے والدین یا مربّی کی بلااجازت شادی کرنا چاہتے تو بستی کے روسا ایسے جوان نیز اُس کے والدین کو عام مجلس میں بطور سزا جرمانہ لگاتے اور توبہ کراتے تھے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور ایسے فعل بد سے باز آئیں۔ تاوقتیکہ وہ سزا قبول نہ کریں اور توبہ نہ کریں تو بستی کے قاضی مولوی یا میانجی صاحب اون کا نکاح نہیں پڑھاتے اور ان کے ساتھ ترک موالات کیا کرتے۔

غالباً بزرگانِ قدیم نے غربا کی حمایت اور تونگروں کی سینہ زوری کو روکنے کے لئے یہ رسمی دیہاتی آئین ایجاد کی تھی جسکی پابندی ابتک قدیم ارکانی بستیوں میں تاحدے کی جاتی ہے مگر شہروں میں بہت کم بلکہ آجکل عورت چوری کرکے شادی کرنا فخر خیال کیا جاتا ہے۔

علاوہ کپڑے اور چاندی اور سونے کے زیورات کے جو حسب حیثیت فریقین دیے جاتے ہیں۔ ناکتخدا لڑکی کے نکاح کے وقت دو تولہ سونا بطور مہر مقرر کئے جاتے ہیں اور بیاہ شدہ عورت کے لئے ایک تولہ

نوٹ :- (۱) برٹش برہما گزیٹیا حصہ دوم جلد سوم صفحہ ۲۴۶ اور قول بزرگان۔

سونا بطور مہر نقد یا عند الطلب دیا جاتا ہے۔ مگر شہروں میں آج کل اس قاعدے کی پابندی نہیں ہوتی ہے۔ اور اپنا فخر جتانے کے لئے دولہن کے والدین کابین نامہ میں سینکڑوں یا ہزاروں روپے مہر نقد یا عند الطلب لکھواتے ہیں جس کو دولہا دینے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ اور سوائے شہر کے دیہاتوں میں کابین کا استعمال بہت کم ہے۔ حریص لوگ کابین میں بیہودہ شرائط لکھواکر اپنے داماددوں کو تنگ کیا کرتے ہیں۔ لیکن علما اور عربی خواں طالب علموں کو اکثر ارکانی مسلمان اپنی بیٹیاں للہ مفت دیدیتے ہیں۔

آداب کابین

قدیم مسلمانوں کی یہ بھی لازمی رسم تھی کہ حسب حیثیت دعوت ولیمہ میں تین وقت بڑی ضیافت کر کے کھانا کھلایا جاتا تھا اگر بسبب تنگدستی بستی والوں سے معافی چاہے تو کم از کم ایک وقت کھانا ضرور دینا پڑتا تھا۔ مگر اس زمانے میں لوگوں کی مفلسی اور غریبی کی وجہ سے یہ رسم کم رائج ہے۔ کیونکہ اس سے بہت سے لوگ تباہ ہو چکے ہیں۔ اور خانہ بربادی ہوتی ہے۔ علاوہ برین رواتگ کھا دیوا اور ین کھا یعنی بستی کا ٹیکس محدود رقم۔ پان سپاری اور مٹھائی بھی دینا پڑتا ہے۔

دعوت ولیمہ

خاص ارکانی مسلمانوں کی ضیافت کی جماعت میں علما۔ خواندکار اور عربی خواں طالب علموں کی از حد عزت دی جاتی ہے کیونکہ ان کیلئے عموماً شطرنجی دسترخوان اور گلاس چینی کے برتن کھانے کے لئے علیحدہ دیئے جاتے ہیں۔ اور بے علم عوام الناس کے لئے کیلے کے پتے یا مٹی کے برتن اور مٹی کے گلاس وغیرہ کھانے پینے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر صف کے ایک سرے پر علما اور ان کے متعلقین اور دوسرے سرے پر رؤسا اور بیچ میں عام لوگ بٹھائے جاتے ہیں کھانے کے

[illegible]

Marfat.com

قبل باآواز بلند بسم اللہ جب تک پکارا نہ جائے لقمہ منہ میں نہیں دیا جاتا ہے اور کھانے کے قبل اور بعد اپنی اپنی جگہ میں ہاتھ دھلایا جاتا ہے اور بعد فراغت طعام جب تک کوئی عالم میانجی یا طالب علم فارسی یا عربی نظم میں شکر فاتحہ باآواز بلند اور خوش الحان نہ پڑھ لے پان تمباکو وغیرہ کھانے پینے کی اجازت نہیں ملتی ہے اگر کوئی اس کے خلاف ورزی کرے تو اس کی لعنت و ملامت ہوتی ہے۔ یہ رسم بجز دیہاتوں کے شہروں میں اس عمدہ رسم ادب کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے۔

ہر ضیافت کے کھانے کے قبل اور بعد عام مجلس میں جنگ حیدر جنگ خیبر۔ فتوح الشام شب معراج۔ روشنگ پنجالی (تاریخ ارکان) داستان امیر حمزہ۔ سکندر نامہ۔ شاہنامہ وغیرہ پنڈت تک پڑھا کرتے ہیں اور معنی سناتے اور سب حاضرین مرد اور عورتیں (جو پردے میں بٹھائی جاتی ہیں) گوشِ دل سے سنتے اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر علم بے علم مرد و زن کو مذہبی اور اسلامی قومی حالات سے واقف کرائے جاتے ہیں۔ مگر آج کل اردو دانوں نے قوالی خوانی اور ہارمونیم کا بھی دھوم مچا رکھا ہے۔ و نیز گراموفون کا بھی جابجا شور مچ رہا ہے اور نئی تہذیب کا کرشمہ دکھا رہا ہے۔

تعلیم و تربیت کی صورت

الغرض متقدمین نے بڑی دور اندیشی سے عوام الناس کے ادب و تربیت اور تہذیب اور ہدایت کے لئے ایسی بہت سی رسومات ایجاد کی تھیں جن کو بیسویں صدی کے پردیسی حضرات اور اُن کے تابعین نے بلا انجام سوچے بگاڑ دیا ہے۔ اور لوگوں کو مفلس اور گمراہ بنا دیا ہے کیونکہ اگلے زمانے میں دیسی تیار کردہ مٹھائی بتقریب شادی دی جاتی تھی اور اس زمانے میں گاؤں میں تو ہندو کی بنائی ہوئی خلیلی بتاسہ اور شہروں میں

کیک ولائتی بسکٹ۔ چنابرہ اور گھی کی جلیبی وغیرہ ہندو کی مٹھائیوں کے علاوہ لیمونیڈ۔ وِمٹو۔ لیمن کراش کی کھٹراک بنی ہوئی ہے۔

چونکہ فی زمانہ عام دیسی مسلمانوں کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے ہمیں اپنے دیگر برادرانِ وطن سے سبق آموز ہو کر اپنی شوشل حالت کو سدھارنا لازم ہے اور تقریب شادی صرف ایک پیالہ چائے یا ایک گلاس شربت پر اکتفا کرنا اور رسوماتِ کو بالکل دور کرنا چاہئیے۔ اور موجودہ برہما کی شادی کے قانون (مِکس میرج ایکٹ) کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اسلام کی حمایت کرتے ہوئے ہمارے مسلم نوجوان مردوں پر فرض اولین ہونا چاہئیے کہ وہ اپنی مسلم خواتین سے شادی کریں اور غیر مسلم چھوکریوں کے پھندے میں نہ پھنسیں اور مسلم کنواری لڑکیوں کو غیر مسلموں کے پنجے میں جانے نہ دیں۔ اور متمول والدین یا مربی پر بھی لازم ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرح ہونہار غریب لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم یافتہ بنا کر اپنی بیٹیاں دلائیں۔

پیشے اور جائداد وغیرہ کی بابت برہما گورنمنٹ کی پالیسی

چونکہ ارکانی اور زیربادی مسلمانوں کو جن میں عموماً ہر قسم کی صنعت و حرفت۔ تجارت اور زراعت وغیرہ کے ماہرین کامل موجود تھے اپنے آبا و اجداد سے بطور وراثت بڑے بڑے قطعات اراضی اپنی رہائش اور خورد و نوش کے لئے ملے تھے گو کہ غریبوں نے کاشتکاری اور ماہی گیری کے پیشے بھی اختیار کر لیے تھے۔ مگر سب کے سب انیسویں صدی عیسوی کے قبل اپنی حیثیت کے مطابق خوشحال اور فارغ البال تھے اور مہمان نوازی

اور سادہ مزاجی میں بھی شہرۂ آفاق رہے۔ حتیٰ کہ ہر غریب بیوہ عورت کی ملکیت میں چند میکل سونے گائے بھینس یا کچھ نہ کچھ جائداد ہوتی تھی۔ سود پر زمین کو رہن دنبد ھک، دیکھا اور اندمن پرامیسری نوٹ دیکھ روپیہ قرض لینا دینا وہ نہ جانتے تھے جس کو ہوشیار اور دولتمند بنئیں اور کفایت شعار قوم مدراسی چٹی، مرواڑی یا بنگالی ہندوؤں نے آکر ان کو سکھایا اور آخر کار سود در سود تھوڑی اصل رقم پر دعویٰ کر کے ان کی ساری جائداد کے مالک بن گئے ہیں۔ اور انھوں نے اُن مسلمانوں کی تجارت بھی رفتہ رفتہ چھین لی ہے۔ اسی سبب سے ارکانی اور زیر بادی مسلمان اکثر تنگ حال بیکار اور بے خانماں ہو چکے ہیں۔ قریباً نوے فی صدی مسلمان غیر مسلم مہاجنوں کے ہاتھ میں مقروض بنے ہوئے ہیں بلکہ ہمارے دیگر برادران وطن کی بھی یہی گت ہو رہی ہے۔ اس لئے ان ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر باموسابق وزیر اعظم برہمانے اوّل اپنی "مین لے تھا پالیسی" کا غربا کی حمایت کے لئے ۱۹۴۳ء میں اعلان کیا تھا علاوہ اس کے موجودہ برہما گورنمنٹ کی پالیسی کا بیان مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۸ء کرتے ہوئے آنریبل اُسو وزیر اعظم حال نے اٹھارہ باتوں کے اصلاح کی تجاویز مجلس واضع قوانین میں پیش کی ہیں اور اُمید ہے کہ اُن کی یہ پالیسی بلاتاخیر عمل میں لاکر اہل برہما کو دوبارہ خوشحال اور مالا مال بنا دے گی۔ اور برہما میں کسی قسم کے قومی مذہبی یا سیاسی فتنہ و فسادات ہرگز نہ ہونے پادیں گے جیسا کہ مذکمبری ۱۵ اور ۱۷ میں آپ نے اقرار فرمایا۔

شہر اکیاب کی بنیاد

بقول بزرگان اکیاب کا معنی ایک آب ہے اور مراد ایک دریا کلاڈن کے دہانہ پر آباد شہر ہے۔ اور انگریزی فوج نے جس میں ہندوستانی اور پنجابی سپاہی بھی شامل تھے یہ نام رکھا تھا جو کہ پنجاب کے غلاف نسبت ہے۔

قدیم زمانے میں یہ صرف ماہیگیروں کی بستی تھی جو کہ مسلمان تھے۔ اور سرکار انگریزی نے ارکان کو قبضہ کرنے کے بعد کلکٹر چاٹگام کے ماتحت کچھ عرصہ تک رکھا تھا اور بعد ازاں اکیاب کو میوہاؤنگ کی بجائے ارکان ڈویژن کا بڑا شہر بنایا۔ اس لئے اول اول بندر میو کہوے۔ قیم قیو قیو۔ ختدل و نیز میوہاؤنگ وغیرہ کے اہل علوم و فنون خصوصاً روانگیہ مسلمان آکر یہیں سکونت گزیں ہوئے تھے۔ اور دفاتر میں اعلیٰ عہدیدار بن گئے تھے اور بنگال اور ہندوستان سے بھی بہت سے فارسی انگریزی داں مسلمان حکام عدالت دیوانی اور افسران پولیس اور ملٹری فوج کے لئے لائے گئے تھے۔ اور آخر کار رنگ لوگ رفتہ رفتہ اپنے ہر دلعزیز شہر میوہاؤنگ کو چھوڑ کر آ بسے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ اکیاب کی کورٹ کچہری پولیس اور فوج مسلمانوں کے قبضہ اقتدار میں تھے اور قریباً سارا شہر مسلمانوں سے آباد تھا اور سارے محلے یا بستیاں اسلامی نام سے ابتک بلائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ناظر پاڑہ۔ بدر مقام۔ باصرہ۔ آم باڑی۔ دیوان پاڑہ۔ عملہ پاڑہ۔ پیشکار پاڑہ (پیشی کا چھیک مولوی پاڑہ۔ خواندکار پاڑہ۔ بندر پاڑہ۔ (بندوے زو) بخشی پاڑہ (بخشی زو) روپا پاڑہ۔ سونا پاڑہ۔ مولمین زویا۔ ڈانگیہ پاڑہ۔ قصائی پاڑہ۔ میانجان پاڑہ

(میزان ۱۰۰۱) چالیہ کھاڑی یا خالی۔ چالیہ پاڑہ۔ چانڈلی۔ وغیرہ۔ کہتے ہیں کہ سوائے اونتا مین بستی کے کہیں مگ بستی نہیں تھی۔ مگر آج کل مگھوں اور ہندوؤں نے شہر کے دو تہائی حصّے قبضے کر لیا ہے اور روز مرّہ اُن کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور مسلمان نسبتًا بہت غریب و محتاج ہو چکے ہیں۔

خزانۂ دفینہ

کہتے ہیں کہ علاوہ مگ بستیوں کے اکثر قدیم ارکانی مسلم بستیوں میں جن کا ذکر اوپر کے صفحات ۷۲ اور ۸۲ میں کیا جا چکا ہے دفینہ مال پایا جاتا ہے جس کو اٹھارہویں صدی کی ہجرت کے ایام میں مہاجرین نے گاڑ رکھا تھا۔ اور اُس زمانے کو یہاں "دوسری ہجرت" یا "مبر ہما کی ڈاڈائی" کا عرصہ کہتے ہیں جس کا خلاصہ بیان صفحہ ۱۴۳ میں کیا جائے گا۔

کہیں پرانے تالاب کے اندر یا کنارے اور کہیں قدیم درخت کی جڑ کے نیچے اور کہیں مکان اور ہل کی زمین میں یا پتھر کے اندر وہ دفینہ سیم و زر یا قدیم سکے۔ برتن پیالے اور دیگچیاں وغیرہ بعض خوش قسمتوں کو مل بھی گئے ہیں۔

ایسے خزانوں کی مکمل فہرست جو اکثر برہمی اور ارکانی لکھی کتاب میں دی ہوئی ہے بعض مگوں اور برہموں کے پاس موجود ہے جو تار کے پتوں پہ لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اُس کتاب میں خزانے کے مخصوص مقامات اور اشیاء اور جانور قابل نذر وغیرہ کا خلاصہ بیان بھی دیا گیا ہے۔ کہیں بکری یا کبوتر وغیرہ کی قربانی اور کہیں سوکھی مچھلی اور انڈے وغیرہ نذر

چڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر اکثر خزانہ طلسماتی ہوتا ہے جس کا کوئی اوستاد زماں حل کرنے کا قابل نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ بریں بعض مقامات کا ٹھیک پتہ نشان لگانا بھی دشوار ہوگیا ہے کیونکہ ان کے نشان ذادہ درخت پتھر یا قریب کے تالاب وغیرہ اپنی جگہ میں قائم یا موجود نہیں ہیں اور زمین نشیب و فراز ہو چکی ہے۔

قریباً چار یا پانچ سال گزر چکے کہ " علاقہ رامری کے ایک برہمانیے اکیاب کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس آکر بدیں غرض ایک درخواست دی تھی کہ جزیرہ پرونگا میں دفینہ خزانہ کھودنے کی اُسے اجازت دی جائے۔ جب ہم نے اُس سے واقعہ کا سبب پوچھا تو اس نے یوں بیان کیا کہ پرانے نوشتے کے ذریعہ اُسے یہ پتہ چلا کہ قدیم زمانے میں چین کے کسی ملک التجار کا جہاز ساحل کلاڈن پر تباہ ہو کر جزیرہ پرونگا رسنڈ ہمو میں مدفون کیا گیا جس میں کثیر الرقم سیم و زر موجود تھا جو اب تک گاڑا ہوا ہے۔ چونکہ وہ مخصوص مقام سرکاری نہیں ہے اور اب کسی شخص کے بیع کی ہے اُسے کھودنے کی اجازت نہیں ملی۔ علاوہ اس کے اُس نے کہا کہ کسی سفید چھپکلی کے پیر میں سوت باندھ کر چھوڑ دیا جائے وہ ضرور خزانہ دفینہ کی جگہ میں جا بیٹھے گی۔"

فصل ششم

مغلیہ مسلمان

یعنی شاہ شجاع اور اسکے اہل و عیال اور مغلیہ فوج کا ارکان میں آنے کا بیان

القصہ راجہ سری سودھمہؒ کے انتقال کے بعد تین راجے من ثانی - نراتی جی اور تھاڈو کے بعد دیگرے ارکان کے حکمران ہوئے تھے اور آخر کار سنہ ۱۶۵۲ء میں راجہ سنڈ ھد سودھمہ (چندر سودھرم) سریر آرائے تخت ارکان بنا۔ اُس کے دربار میں مسلمانوں کا بڑا زور تھا اور فوج میں علاوہ مسلمانوں کے فرنگی (پرتگیزی) اگو لہ انداز سپاہی بھی قلیل التعداد متعین تھے۔ اُس وقت چاٹگام ارکان کے ماتحت رہا۔

اس راجہ کے دوران حکومت سنہ ۱۶۶۰ء میں شہزادہ شجاع حاکم بنگال پسر شاہجہاں شہنشاہِ دہلی نے اپنے بھائی اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ تخت دہلی وراثت کے لئے لڑنے میں بمقام بکسر شکست کھائی۔ چونکہ اورنگ زیب کا سپہ سالار میر جملہ شجاع کا جابجا تعاقب کر رہا تھا اورنگ زیب سے رحم اور جان کی پناہ ملنے کی کوئی اُمید نہ دیکھ کر شجاع نے اپنے بیٹے کو ارکانی راجے کے پاس بھیجا تاکہ ارکان میں پناہ لینے اور مکہ شریف

جانے کی اجازت اسے دے اور خاطر خواہ جواب ملنے پر شجاع معہ اپنے اہل وعیال اور تین ہزار مغلیہ فوج جرار کے اول ڈھاکے سے چاٹگام آیا کیونکہ ارکانی راجے نے اُن کو ارکان میں پناہ لینے کی اجازت دی تھی اور یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ شجاع کو حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ جانے کا انتظام کر دے گا۔

الغرض ۱۲ مئی ۱۶۶۰ء کو شاہ شجاع اپنے اہل وعیال اور دو سو ہمراہیوں کے ساتھ جن میں بائیس سادات اور علماء و فضلا تھے چالیس باڈی گارڈ اور باقی ملازمان خاص تھے بڑی کشتیاں (جلبہ یا جالی بوٹ) پر سوار ہو کر اور سات آٹھ اونٹوں کی بوجھ کے سیم و زر اور جواہرات کثیر کشتیوں میں لاد کر چاٹگام سے روانہ ہوا۔ اور قصبہ شجاع پاڑہ منگڈو میں آ کر اول قیام کیا جو اس کے نام سے اب تک مشہور ہے اور وہاں اس کے باقی ہمراہی رفتہ رفتہ بذریعہ خشکی آ ٹھہرے تھے۔ بعد ازاں وہاں سے بذریعہ خشکی و تری شجاع ارکان کے پایہ تخت شہر میو ہاؤنگ میں آ پہونچا اور اُس کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اور وہ معہ اہل وعیال پتھری قلعہ کے اندر بمقام منتھا ڈنگ (شہزادہ کی پہاڑی) سکونت گزیں ہوا اور اُس کے ہمراہیوں کو قرب وجوار کی بستیوں میں بسائے گئے جیسا کہ قوالان (کوالنگ) اور بندرا اور قیم کا کاونسی پاڑہ (کمانچی بستی)، اور قیوقتو کا کاونسی پاڑہ میں رفتہ رفتہ اقامت کے لئے بسائے گئے تھے۔ قصبہ قوالان میں سید عالم (جو قصبہ [illegible] کے دس سادات کا پیشوا اور شجاع کا خیر خواہ اور رفیق سپہ سالار دستگیر تھا) کی بنائی ہوئی پختہ مسجد کا کھنڈر ہے جس بیان صفحہ ۹۳ میں کیا جا چکا ہے۔

شاہ شجاع کی ایک بیوی تھی اور دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام بلند اختر

Marfat.com

سولہ سالہ نوجوان تھا جس کو ارکانی تاریخ میں محمد بیگ یا محمد بخش کے نام سے نامزد کیا گیا تھا اور چھوٹے کا نام زین العابدین جو شیر خوار بچہ تھا۔ اور تین حسینہ جمیلہ کنواری بیٹیاں تھیں۔ ایک کا نام گل رخ بانو تھا جو پیاری بانو بھی بلائی جاتی تھی۔ دوسری کا نام روشن آرا اور تیسری کا نام آمنہ۔

شجاع کی بڑی بیگم نوجوان شہزادیوں اور دولت گنجینہ کی آمد کی خبر پاکر ارکانی راجہ سندھ سودھمّہ کو ان کی حرص دامنگیر ہوئی اور ان کے حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی بری تدبیریں سوچنے لگا۔ علاوہ اس کے میر جملہ نے شجاع کے حوالہ کرنے کے لئے اپنے ایلچی کے ذریعہ ارکان کے راجے کو بہت سا سیم و زر نذر کرنا چاہا تھا اور شجاع نے مکہ شریف جانے کے لئے جہاز حسب وعدہ چاہا تو راجے نے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ آٹھ مہینے کا عرصہ توقف بگذرا۔ اسی اثنا میں راجے نے شجاع کی ایک بیٹی کے لئے شادی کا پیغام بھیجا جس کو شجاع کے مغلیہ خون نے اپنی ہتک عزت سمجھ کر بڑی حقارت آمیز اور غرور کے الفاظ سے انکار کر دیا یعنی کہ کس طرح مغلیہ شہزادی کی شادی کافر مردود کے ساتھ ہو سکے گی اس پر راجہ بڑا خفا ہوا اور شجاع کو فوراً ارکان سے چلے جانے کا حکم دیدیا اور شجاع کا اور کوئی عذر نہ سنا۔

(قصیدہ۔ از مؤلف)

خونِ دل پیتا رہا یوں شہ شجاع خستہ جاں
گردشِ چرخِ کہن نے جب کیا بے خانماں
وہ غریب الوطن تھا ہائے! اس پہ کیوں اتنا ستم!

کھو چکا تھا تختِ دہلی کو اور جو تھی عزّ و شاں
باعثِ انکارِ شادی پر غضب راجہ ہوا
غیظ و حیلے سے شجاع کا وہ بنا اندازِ ساں
خونِ مغلیہ نے ہرگز نہ قبول اُس کو کیا
اور ہوا آمادہ کرنے پر نثارِ مال و جاں
شہ شجاع نے چاہا اپنا انتقام ظلم لے
فتح ارکاں کو کرے وہ لڑکے با راجہ مکاں
جو مسلمان عربی و غوری نسل کے تھے یہاں
تھے شجاع کے حال پر وہ سب پریشاں بیگماں
رحم و ہمدردی سے وہ متعد لڑنے پہ تھے
مع چندہ مغلیہ فوج شجاع کے ناگہاں
ہو گیا روپوش عرصہ تک شجاعِ بے نوا
بے کسی و بے بسی سے وہ پھرا ہر جا یہاں
جب ہوا آخر گرفتار شہ شجاع جاں گداز
ساتھ اہلِ بیت کے وہ گیا مارا یہاں
کوئی کہتا ہے "شجاع دریا میں ڈبویا گیا
کوئی کہتا ہے کہ جلّاد نے بچائی اُس کی جاں
لیک اُس کی قبر کا یاں ہے نہیں چلتا پتہ
نہ کوئی یاں اب بتا سکتا ہے تو کہاں؟
حسرتا واحسرتا! بر آلِ آن شاہِ جہاں
ہو گئے مقتول معصوم بچے اور مرد و زناں

Marfat.com

کچھ رفیقانِ شجاع جان توڑ کر مرے
اور محمد بیگ بھی لڑ مرا وہ نوجوان ٭٭٭
تختِ ارکان کو کیا مغلوں نے تھا زیر و زبر
کر دیا تاکوں میں دم ارکانی راجاؤں کی یہاں
رامری سنڈوے سرا گون ارکان میں جا بجا
اور ٹنگو سے تا میڈ وتھیں اُنھوں کی بستیاں

الغرض شجاع کی تباہی اور خانہ بربادی کی چار وجوہات ہیں۔ اوّل اپنی بیٹی کو شادی دینے سے انکار کرنا۔ دوم شاہ عالمگیر نے شجاع کے حوالہ کر دینے کے لئے کثیر الرقم سیم و زر ارکانی راجے کو نذر کرنا چاہا تھا۔ سوم شاہ شجاع نے راجہ کے خلاف لڑنے کی سازش کی تھی تاکہ ارکان کو قبضہ کرنے کے بعد تختِ دہلی کے لئے دوبارہ قسمت آزمائی کرے اور چہارم برسات کے موسم کے سبب سے بہت سے وفادار و جانباز سپاہی اپنے اہل و عیال کو لے کر بروقت اُس کے ہمراہ نہ آسکے جو پیچھے آپہونچے۔

چونکہ شجاع اور اُس کے رفیقوں اور مشیروں کا یہ خیال تھا کہ قلیل التعداد اسلامی فوج (عرب) نے ہند یعنی رملایا اور جزائر شرق الہند) کو فتح کر لیا تھا۔ تاتاری مغلوں نے برہما کو (یونن سے زر دندان پگان اور سیگوتنگ) اور غوری پٹھانوں نے اس ملک ارکان کو تسخیر کی تھی بلکہ قریب اسی عرصہ میں یونلے کی تاتاری فوج سارے آپر برہما کو اپنے قبضۂ اقتدار میں لا چکی ہے تو ہماری کثیر التعداد و چنیدہ مغلیہ فوج کے ذریعہ ارکان کو فتح کر لینا محال نہ ہوگا جبکہ ارکان کے

سارے مسلمان عربی اور غوری نسل کے از روئے ہمدردی اُن کے ساتھ لڑنے پر کمربستہ تھے کیونکہ علماو فضلا ارکان خصوصًا سید شاہ علاول رحمہ اور سید عالم (جو قصبہ برہہ کے دس سادات کا پیشوا تھا) اور سید قوالی (رحمہ) کرما تحت بارہ سادات [illegible] میں گویا سارے مسلمان آچلے تھے۔ اور خفیہ طیاری جنگ ہورہی تھی۔

مگر شجاع کا ستارہ نحوست پر آیا ہوا تھا۔ باوجودیکہ اس قدر طیاری کے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا۔ کیونکہ ارکان کی خفیہ پولس اور جاسوسی کا عمدہ انتظام تھا۔ آخرکار کسی جاسوس نے اس سازش بغاوت کی خبر راجہ کو پہونچائی تو راجہ آگ بگولہ ہوگیا۔ ادہر راجہ نے شجاع کی گرفتاری اور قتل کا پروانہ جاری کردیا ادہر شجاع کا نوجوان اور بہادر بیٹا محمد بیگ نے لڑنے جاں نثار مغلیہ فوج کے ساتھ شہر پر گولہ باری شروع کردی اور وہ جان توڑ کر لڑے مگر بالآخر مغلوب اور مقتول ہوئے۔ اوّل اوّل شجاع ہمعون [illegible] تھا مگر آخر انجام گرفتار ہوگیا۔

چونکہ ارکانی قانون کی رو سے کسی راجہ یا بادشاہ کا خون گرانا جائز نہ تھا۔ اس لیے شجاع کو بورے میں بھر کر دریائے ارکان میں ۱۶۶۱ء میں ڈبو دیا گیا۔ کہتے ہیں۔ کہ جب شاہ شجاع غرق آب ہوا تو دریا کا پانی ابل چڑھا تھا اور دریا اس کی قبر بن گیا الغرض شجاع کے دو نوں بیٹے قتل کئے گئے اور اس کی پارسا بیوی اور دو بیٹیوں نے خودکشی کرلی اور ایک ہی بیٹی ماندہ بچی آمنہ شاہی حرم میں جبراً لائی گئی مگر وہ بھی مارے غم کے جلد فوت ہوگئی یا فاقہ سے

Marfat.com

ماری گئی تھی۔ اور راجہ سندھ سودھمہ شجاع کے ذخیرۂ سیم و زر پر قابض ہو گیا جس کو اس نے اس کے قبل کبھی خواب میں نہیں دیکھا تھا۔
بعد ازاں اس بغاوت کے شبہ پر بہت سے لوگ (ارکانی مسلمان اور رفقائے شجاع) مرتکب سزا اور جرمانہ ہوئے۔ جیساکہ شاہ علاؤل رحمہ کو ایک ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرنے پر مخلصی ملی تھی۔ اور شجاع کی باقی ماندہ فوج جو موت کے پنجے سے بچ گئی تھی ارکانی راجہ کی خدمت میں بطور باڈی گارڈ یا تیر انداز و گولہ انداز سپاہیوں کے مبلغ چار روپیہ ارکانی سکے پر (جو انگریزی سکے کا قریباً دس گنا تھا) مقرر کئے گئے تھے اور ان کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھتی گئی کیونکہ شمالی ہند سے بہت سے لوگ (باقی مغلیہ فوج۔ رشتہ دار اور قرابت والے) آئے تھے اور وہ لوگ قریباً پچاس سال تک گویا ارکان کے حقیقی مالک اور مختار بنے ہوئے تھے کیونکہ ارکانی مگ راجاؤں کو تخت پر چڑھانا اور اتارنا اُن کے قبضۂ اقتدار میں تھا۔[1] اُن مغلیہ فوج کی ہیبت اور رعب ارکانی مگوں کے دلوں میں انیسویں صدی عیسوی کے اواخر تک بیٹھا رہا کیونکہ اگر کوئی ارکانی مسلمان غصے کی حالت میں تلوار یا ڈاؤ پکڑتا ہوا چلتا دیکھتے تو سارے بستی والے بھاگ جاتے اور پناہ چاہتے تھے مگر اُن کی اس رعب کو نووارد چاٹگامی مسلمانوں کی بزدلی اور پست ہمتی نے گھٹا دیا ہے۔

سلطنت ارکان کا مغربی حصہ یعنی چاٹگام کا اسلامی فتح

چونکہ ارکانی اور فرنگی قزاقوں کی لوٹ مار سے سلطنت مغلیہ تنگ آچکی تھی بلکہ اسی اثنا میں راجہ سندھ سودھمہ بذریعہ پرتگیز اور دیگر فرنگی

نوٹ:۔ (۱) برٹش برما گزٹیا جلد اول صفحہ ۲۹۲۔ اور جلد دوم صفحہ ۱۲۳۔ تاریخ اورنگ زیب جلد دوم از سرکار۔

لٹیروں کے ذریعہ دریائے میگنا کے مغربی ساحل پر بلکہ ڈھاکہ تک ہنگامہ
لوٹ اور غارت کا برپا کر رکھا۔ علاوہ اس کے شجاع کے معصوم بال بچوں
اور بیوی کے قتل کیے جانے کی خبر دردناک معتبر ذرائع سے شہنشاہ
اورنگ زیب کو معلوم ہو چکی تھی۔ اس لیے اس کے انتقام لینے کے لیے اورنگ
زیب نے اپنے صوبیدار بنگال شائستہ خاں کو جو میر جملہ کا جانشین
ہوا تھا حکم دیا کہ ارکان پر حملہ کر دے (۱)۔ اور شائستہ خاں نے اُن
حملہ آوروں کو بنگال سے خارج کرنے کا مصمم ارادہ کر کے اپنی تدبیر
اور حکمت عملی کے ذریعہ پرتگیزوں کو ارکانی راجے کی طرف سے ہٹا کر
اپنی قابو میں لایا اور ڈھاکہ کی جنوبی سمت میں ان کو قطعات اراضی دلوا کر
بسایا تھا جو فرنگی بازار کے نام سے اب تک مشہور ہے اور ۱۶۶۶ء میں
جزیرہ سوندیپ کو قبضہ میں لا کر ۱۶۶۶ء میں چھ ہزار پانسو چنیدہ مغلیہ
فوج جرار اور دو سو اٹھاسی جنگی بیڑے کے ذریعہ سپہ سالار امید خاں
نے چاٹگام کو فتح کی اور بعد ازاں رامو سے دریائے ناف تک چھین
لیا۔ اس جنگ میں دو ہزار مگ سپاہی گرفتار ہوئے تھے جو بطور غلاموں
کے فروخت کیے گئے اور ایک ہزار چھبیس توپیں اور بندوقیں بطور مال
غنیمت ہاتھ آئیں۔ توپیں اکثر ایک پونڈ گولہ انداز اور ایک صدی کی مستعمل
تھیں۔ اسی وقت سے مگ اور فرنگی قزاقوں کی ستم رانی سے سلطنت
مغلیہ کو چھٹکارا ملا اور بنگال کے رعایا برایا کو امن و چین نصیب ہوا اور
مگ راجے کی وسیع سلطنت پر تنزل آ گیا۔ اور فرنگی لٹیرے سب

نوٹ (۱) "اورنگ زیب کا زمانہ" از ظہیر الدین علیگ۔ فیاد کی تاریخ برہما صفحہ ۱۷۸
۱۷۹۔ قول بزرگان ارکان۔ شہر ملوک اربع الجمال از شاہ علال ح

بھی جاٹ گام اور ڈھاکے میں سکونت گزیں ہو گئے۔

ادھر ارکانی راجہ سندھو سودھمہ مارے خوف کے کانپ رہا تھا کہ کہیں نواب شائستہ خاں کا جنرل دریائے ناف کے مشرقی جانب پار نہ ہو جائے کہ اُس کے سارے خاندان پاماں اور تاشت وتاراج ہو جائیگا۔ اور ادھر شجاع کے رفیقان اور دیگر مسلمان چشم براہ تھے کہ ذرا امید خاں اس پار تو آجائے کہ وہ ارکانی راج کو صفحۂ ہستی سے یکقلم مٹادے اور ارکان میں دوبارہ اسلامی حکومت قائم کر دے۔ مگر قضا نے انہی دیکھی کہ امید خاں بیٹ گیا یا اسے چلا جائے اور آگے نہ بڑھے تاکہ ارکانی مگ راج کی شمع سحری اپنی خانہ بربادی کے چند دن منتظر رہے۔

راجگان ارکان مغلیہ سپاہیوں یعنی کمانچیوں کے رحم پر حکومت کرنا

۳۶ راجہ سندھو سودھمہ ... سال حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوا تو اُس کا بیٹا ملقب

بہ سری تریا راجہ سنہ ۱۶۸۴ء میں تخت نشین ہوا سو سال تک بیرونی حملے سے ارکان محفوظ رہا مگر اندرونی فتنہ وفساد اور بغاوت نے ملک کو ستایا۔ مغل محافظان تخت یعنی کمانچیوں یا کمانوں کی تعداد شمالی ہند کے مغلوں کے ہردم آتے رہنے کے سبب سے بڑھتی گئی۔ اور وہ اپنی اعلیٰ قوت بتلاتے ہوئے رفتہ رفتہ اپنے مدعا پورا کرتے رہے۔ راجہ سری تریا معہ بیگم اور حرم کی رذیل عورتیں قتل کی گئیں۔ اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔ اور اس کا بھائی ورادھمہ راجہ تخت وتاج کا مالک بنادیا گیا کیونکہ اُس نے وعدہ کیا تھا کہ چار رنگل چاندی یعنی بیس روپیہ انگریزی ہندوستانی سکے کے برابر ہے بطور انعام تنخواہ ہر مغل محافظ سپاہی

یا کمانچی کو دے گا۔ جب وہ اپنے وعدے کو پورا نہ کر سکا تو اُن مغلوں نے بغاوت کی محل شاہی کو جلا کر خاک میں ملا دیا اور شہر کو لوٹ کر جھوڑا اور راجہ بڑی کوشش سے اپنی جان بچا کر کہیں جا کر چھپ رہا۔ آخر کار جب صلح ہوا تو راجہ اپنے پایہ تخت میں واپس آ سکا مگر پھر بڑی ذلت کے ساتھ اُسے شہر سے خارج کر دیا اور اُس کا بھائی موتی سودھمہ راجہ کے خطاب سے راجہ بنایا گیا مگر کچھ دنوں کے بعد وہ قتل کیا گیا اور اسی طرح اس کے چھوٹے بھائی کی بھی دگرگت ہوئی۔ القصہ بیس سال تک اُن مغلیہ سپاہیوں کی مرضی کے مطابق ارکانی راجے چڑھائے اور اتارے گئے۔

کمانچیوں کا شہر بدر کرنا اور ارکانی راج کی تباہی

بالآخر ایک مستقل مزاج ارکانی "مہا دنڈ الو" نامی نے جو سندہ وزیر یہ کے نام سے ارکان کا راجہ ہوا۔ ایک گروہ ارکانی فدایان قوم اور حب الوطنوں کا جمع کیا اور اُن مغلوں کے زور کو توڑا اور محافظانِ تخت اور محل شاہی کے عہدہائے جلیلہ سے اُن کو خارج کر کے شہر بدر کر دیا۔ اور ارکان کے مختلف مقامات میں اُن کو بسایا۔ جیسا کہ رامری سے۔ لیڈ نگ۔ سنڈوے کی جھیلیں ہیں اور نزع ہین بستیوں اور اکیاب کی تھنگمنت۔ سر آگون اور سکّے ہین بستیوں میں وہ عموماً بسائے گئے تھے تاکہ اُن کی متفقہ قوت ارکانی راج کے خلاف عمل میں نہ لائی جا سکے۔ اور وہاں اُن کی اولاد اب تک موجود ہے اور کمانچی یا کمان کہلاتی ہے گوکہ وہ لوگ ارکانی یا مگھی زبان بولتے اور برہما لباس پہنتے اور برہما نام رکھتے ہیں مگر شکل و شباہت تاتار مغل یا افغان کی رکھتے ہیں۔ اور ارکانیوں کی ضرب المثل اُن کی بابت یہ

نوٹ:۔ (۱) فیاد صفحات ۱۷۸ اور ۱۷۹

Marfat.com

مشہور ہے کہ :۔ "لوتھے مھا کمان + نہہٹ تھے مھا چیگان"۔ یعنی بنی آدم میں کمان اور پرندوں میں کوّا" بڑا جھگڑالو ہے۔ اور بہت سے مغلیہ سپاہی راجگانِ ارکان کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے مختلف اوقات میں اور مختلف مقامات سے برہما کی طرف چل کر سکونت گزیں ہوئے تھے جس کا مفصل بیان پیچھے کیا جائیگا۔ لیکن ہمیں بہت افسوس ہے کہ لیڈ ننگ سے اور قیوقتو کے کمان لوگ بدھ مذہب اختیار کر چکے ہیں رامری کے کمان بڑے تعلیم یافتہ اور خوشحال ہیں جیسا کہ مسٹر حسین آئی سی ایس اور مسٹر مھوکھائن وکیل درجہ اوّل۔ اب تجارت زمینداری اور کاشتکاری کمانوں کے خاص پیشے ہیں۔ کمان عورتیں اکثر محنتی جفاکش اور تجارت پیشہ ہوتی ہیں اور مرد لوگ کاہل اور فضول خرچ بن گئے ہیں۔ شہر اکیاب اور سنڈوے کے بازاروں میں ہر قسم کی ترکاریاں پھل پھلاڑی اور چاول وغیرہ کمان عورتیں لاکر بیچتی ہیں جو سر پر رومال باندھ کر برہما لباس پہنی ہوئی نظر آتی ہیں۔

قریباً تین سو سال تک یہ لوگ ارکان میں رہنے سہنے کے سبب سے بذریعہ شادی بیاہ کے رونگیہ لوگوں (قدیم عربی اور غوری مسلمانوں کی اولاد) سے مل گئے ہیں۔ مگر جو لوگ کمان بستیوں میں رہتے ہیں وہ کمان کہلاتے ہیں اور جو رشتہ دار رونگیہ بستیوں میں رہتے ہیں وہ رونگیہ۔ یہ اختلاط شہر اکیاب اور مِمبیا کے لوگوں میں زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ تم کو کیوں کمان بولتے ہیں وہ فوراً یوں جواب دیگا یہ "ہمارے اجداد شہنشاہ دہلی کے کمانڈر تھے۔ اس لیے ہم کمانچی یا کمان کہلاتے ہیں"۔

بالتتمہ ستمبر ... یہ ذکر ارکانی امراء اور رؤسا کی تائید ملی تھی۔

Marfat.com

اور اُس نے سلطنت ارکان کو روبہ ترقی لایا تھا۔ اور شہنشاہ اورنگ کی وفات
کے بعد مغلیہ سلطنت کی کمزوری کے سبب سے اُس نے شمال کی طرف سونڈیپ
ہٹایہ اور ٹیپرہ تک یورش کی تھی مگر رامو تک اپنے قبضے میں رکھ سکا۔ اور
مشرق کی طرف کوہ ارکان یوما کو عبور کر کے اُس کی فوج نے پرومہ بالون
تک چڑھائی کی تھی اور وہ بذات خود مندون میں خیمہ زن رہا۔ کیونکہ اسی
عرصہ میں زندہ نہ رہا گو اور اس کے جانشین بیمار اور کمزور تھے مگر اس
یورش سے اُسے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ کیونکہ وہ ارکان میں واپس آنے
کے بعد معزول کیا گیا اور اُس کے داماد کے ہاتھ میں مارا گیا جو سندہ تُھریا
راجہ کے خطاب سے ارکان کا راجہ بنا اور اُس کے بعد متعدد غاصب راجے
تخت ارکان کے مالک بنتے رہے بلکہ سنہ ۱۷۳۱ء میں ختّا ریا قطرہ (قطبیہ) نامی
ایک مسلمان (جس کو کلا یا پردیسی کہتے ہیں) کچھ دنوں تک ارکان کا حکمران
ہوا تھا۔ اور سنہ ۱۷۴۲ء میں نرا اپیا راجہ تخت نشین ہوا اور اُس کی اُنیس سال
تک حکومت کے زمانے میں ارکان کے مغربی کنارے پر انگریزی فتوحات
کا ڈنکا بج رہا تھا اور مشرقی جانب میں عالمگیر یعنی اور آنگ کے خاندان کے
فتوحات اور عروج کی شہرت ہو رہی تھی اور سنہ ۱۷۶۱ء میں ارکان میں ایک
زلزلہ غضبناک واقع ہوا جس سے تباہی سلطنت کی پیشین گوئی کی گئی تھی
مگر اس سے زیادہ سخت زور کا زلزلہ قیامت تمثال دوسرے سال
سنہ ۱۷۶۲ء میں ظہور میں آیا جب پرآمہ راجہ سریر آرائے ارکان ہوا۔
اور اس زلزلے سے ارکان کا ساحلی سمندر تین فٹ سے زیادہ بلند ہو گیا
اور بہت قدیم نخیتہ مسجدیں جیسا کہ شجاع قاضی کی مسجد سیقاء قیم اور تیجا تت
منہدم ہو گئے تھے۔ اور ملک میں بڑا فتنہ و فساد اور خانہ جنگیاں برپا ہو کر

ابتر حالت جاری رہی جس کو بلا زبردست قوت کے مداخلت کے کوئی دبلائے اور سدھارنے کے قابل نہ تھا۔ اور اسی اثنا میں بہت سے حب الوطن امرائے ارکان نے شہر آوا کے راجہ سینگوسا کے پاس درخواست کی تھی کہ ارکان میں امن وامان قائم کرنے میں اُن کی تائید کرے مگر سینگوسا کو ہمت نہ آئی کہ ان کی آرزو پوری کرے۔ خطرناک زلزلہ کے بعد ارکانی راجہ سندھ پرامہ یا پامہ معزول کیا گیا اور آپیا مہاراجہ حکمران ہوا۔ اور وہ بھی اپنے ایک افسر کے ہاتھ میں مارا گیا۔ جو سندھ سومنہ کے نام سے راجہ بنا۔ اسی اثنا میں راجہ بودو پھیہ نے حالت ارکان کی تحقیقات کے لئے سفرا بھیجے جن کو بذریعہ خط مطلع کیا گیا کہ "ارکان میں کسی قسم کا گڑبڑ اب نہیں ہے اور امن وامان قائم ہے"۔ مگر بعد ازاں بغاوت برپا ہوئی اور راجہ سندھ سومنہ تخت چھوڑ کر بھونجی بن گیا اور مقتول ہوا۔ باغیوں کے ایک سردار نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر وہ بھی مارے خوف کے تخت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ آخر کار (امری) کا ایک زبردست امیر آونگزون نامی کو لوگوں نے بلا کر تخت وتاج حوالہ کیا جو سندھ تھڈیا دھماریٹ راجہ کے خطاب سے ارکان کا حکمران ہوا۔ معلوم ہو کہ ڈامنائنگ نامی ایک زبردست ارکانی جنرل نے آونگزون کے خلاف کچھ عرصہ تک لڑا۔ اس جنگ میں ایک فقیر حسین شاہ یا منعم حسین شاہ صاحب نے ارکانی مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج لے کر ڈامنائنگ کی طرفداری کرتے ہوئے آونگزون کے خلاف سخت لڑا کیونکہ ڈامنائنگ شاہ صاحب موصوف کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن اس لڑائی میں ڈامنائنگ مارا گیا اور شاہ صاحب موصوف شہید ہوئے۔ (روشنگ پنجالی اور مگھی تاریخ ارکان اور قول بزرگان)

بعض مفسد امرا و ارکین سلطنت نے اُس کو راجہ بنانے کا بھی غدر کیا مگر اُس نے اُن مفسدوں کو ملک سے خارج کر دیا جو برہما میں جا کر پناہ گزین ہو رہے۔ اور اُن میں سے ایک شہزادہ ہری نامی بھی تھا جو ارکان کا راجہ ایسا مہاراجہ کا بیٹا تھا۔ انھوں نے راجہ برہما بودو پھیہ کو ارکان قبضہ کرنے کے لئے بلایا تھا۔ گو کہ دھمّاریٹ راجہ نے تنگ دلی سے ملک کا انتظام کرتے ہوئے امن و امان قائم کرنے کی کوشش کی تھیں مگر بے سود۔ ایک بستی دوسری بستی کے ساتھ لڑتی جھگڑتی رہی اور بعد کشت و خون ہوتا رہا علاوہ بریں قزّاقوں اور ڈاکوؤں نے جا بجا قتل و غارت اور لوٹ مار کا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ اسی اثنا میں وہ راجہ فوت ہو گیا اور اُس کی بھتیجی کا داماد مہا تھماڈا کے نام سے ارکان کا آخیر راجہ بنا (تھماڈا کے معنی حامی دین بدھ ہے) جس کے ایام حکومت میں بودو پھیہ نے ارکان پر یورش کی تھی۔(۱)

برہما کا ارکان کو فتح کرنا اکتوبر ۱۷۸۴ عیسوی میں

چونکہ راجہ بودو پھیہ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا تھا کہ اب ارکان کو بآسانی قبضہ میں لا سکے گا۔ اس غرض سے ارکان پر حملہ کرنے کے لئے اُس نے بیس ہزار فوج اور دو ہزار پانسو گھوڑے اور دو سو ہاتھی آمرہ پورہ کے قریب جمع کر کے چار ڈویژن یا حصوں میں تقسیم کر دے۔ تین ڈویژن فوج بری زیر کمان اُس کے تین شہزادے اِنشی من (ولیعہد) جو سپہ سالار تھا۔ تھاڈو من زوا اور کاما من خشکی کی راہ سے روانہ کر دی اور چوتھی ڈویژن فوج بحری بھاری جنگی بیڑے میں دریائے ایراودی اور نسیق کی راہ سے زیر کمان نمیو چو تھین

نوٹ:۔ (۱) تیار صفحات ۱۷۱ تا ۲۱۲۔

اور ترآبیہ زلائن افسر بھیجدی ولیعہد درۂ تلاک یا ڈلاک سے روانہ ہوا اور اُس کے دونوں بھائی پروم سے ڈاونگ کی راہ سے درۂ ٹنگوپ میں سے گزرے۔ اور چوتھی ڈویژن ساحل بحر کے کنارے سے آئی۔ سب فوج میدان سنڈوے میں جمع ہوئی۔ اول سنڈوے کو بلا ردک ٹوک قبضے میں لے لیا اور رامری کو بھی جو اُس وقت دھمّاریٹ راجہ کے بیٹے کے ماتحت تھا بآسانی چھین لیا اور وہاں سے شمال کی جانب برہمی فوج بسرعت آگے بڑھتی گئی اور جنگی بیڑے کے ذریعہ ارکان کے دریائے عظیم میں نقل وحرکت کرتی رہی۔ اور پہلے پہل دو امراء معہ اُن کی رعایا نے اطاعت قبول کی مگر بمقام لنگریٹ ارکانی جنگی بیڑے کے ساتھ برہموں کو سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ اور ارکانی بیڑے کو شکست فاش ملی تو اراکین سلطنت اور بھوبجیوں نے راجہ تھماڈا کو مشورہ دیا کہ برہموں کی اطاعت قبول کرنی ہی مصلحت ہوگی مگر راجہ نے اُن کا نہ سُنا اور تخت کو چھوڑ کر روپوش ہو رہا مگر بعد ازاں گرفتار ہو گیا۔ اسی طرح سارا ارکان ۱۷۸۴ء میں برہما کے ماتحت چلا گیا۔ اور بودوپھیہ نے ساری فوج کو واپس بلا لیا اور صرف دس ہزار فوج کو "منکھاؤن جو" کو ارکان کا گورنر مقرر کر کے ارکان میں مقیم رکھا اور مہامُنی نگوڈا کو جو ارکان کا قدیم بت گوتم بدھ کے عین حیات میں بنایا ہوا تھا شہر آمرہ پورہ میں لے گیا اور ارکانی راجہ تھماڈا معہ اُس کی بیوی برہمن نجومی اور بیشمار قیدیوں کے درۂ ٹنگوپ سے آوا بھیجا گیا علاوہ بریں بہت سے آلات حرب بندوقیں اور توپیں ایک توپ تیس فٹ لمبی تھی تری کی راہ سے بھیجی گئیں۔ (۱)

نوٹ:۔ (۱) فیار صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۵۔ ہاروے صفحہ ۲۸۰ تا ۔ دھنیاودی

ارکان کی ابتر حالت بسبب برہمی افسروں کی ستم رانی کے اور ارکانی مسلمانوں اعدہ ملکوں کی ہجرت

ارکانیوں کی پوری اُمید تھی کہ برہما کا زبردست راجہ ارکان میں امن و امان قائم رکھ سکے گا اور نیک عدالت گستری کرے گا تاکہ رعایا برایا چین اور آرام کی زندگی بسر کر سکیں مگر اُن کی اُمیدوں کو راجگان برہما کے جبر اً خراج وصول کرنے اور کثیر التعداد ارکانیوں کو طلب خدمات کی پالیسی و نیز برہما افسروں کی ستم رانی نے خاک میں مٹا دیا۔ اور ارکان میں پھر بغاوت برپا کر دی۔ کیونکہ جو برہمی افسران ارکان میں مقیم رہے اُنھوں نے ارکانیوں سے بہت سختی سے خراج وصول کیا بلکہ اس قدر ظلم و ستم ارکانیوں پر روا رکھا کہ اُسکے ذکر سے زبانِ قلم حیران اور عقل پریشان ہے اور آنکھوں سے خون کا آنسو کیوں نہ بہے کہتے ہیں کہ سینکڑوں معصوم بچوں کو سیم و زر کی طلب پر ماں باپ کے سامنے قتل کئے گئے اور عورتوں کی بےحرمتی اور بستیاں اوجاڑ کی گئیں۔ علاوہ بریں خود ارکانی امراء اور رؤسا اپنی اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ایک دوسرے سے برسر پرخاش تھے اور سیم و زر کی حرص سے قتل و غارت کرتے رہے۔

۱۷۸۵ء میں ہزاروں ارکانیوں کو جبراً پکڑ کے منگون پگوڈا کی تعمیر کے لئے برہما میں لے گیا اور سنہ ۱۷۹۰ء میں چھ ہزار ارکانی علاقہ

راجبین صفحات ۲۵۳ تا ۲۶۰- کہتے ہیں کہ محمد حسن قاضی ارکانی نے اپنے چچا ادہم شم تاجر آوا کا خط ولی عبد الغنی من کو بتا کر بہت سے ارکانی مسلمانوں کو برہمی کے قید سے چھڑا لیا۔ کیونکہ ادہم شم بودھ پیہ کے مشیروں میں سے تھا جو بغرض تجارت اور رشتہ داروں کی زیارت کے لئے بنگال میں گیا تھا جہاں سے وہ خط قاضی صاحب ممدوح ساکن بندر کو بھیج گیا جب ظلم و ستم کی خبر اوس کو ملی تھی۔

جنگ میں لڑنے کو بلالے گئے جن میں سے کثیر التعداد بیماری سے مر گئے۔ اور کوئی واپس نہ آیا اور تین ہزار ارکانی مکٹیلا کی جھیل کھودنے کے کام کے واسطے بھی بلالے گئے جن میں سے کوئی ارکان کو لوٹ کر نہ آیا۔ اور پھر جب ۱۷۹۷ء میں اور دو ہزار ارکانی طلب کیے گئے تو تین ارکانی امرا چھین برین۔ ناپولون کا لارڈ۔ ناپولون رامری کا لارڈ اور علیہ بانگ بندر کا مسلم جنرل نے زور سے صدائے احتجاج بلند کی اور برہما کے خلاف بغاوت شروع کردی۔ الغرض اُن حب الوطن امرا باغیوں کے سردار قرار دیئے گئے اور وہ علاقہ چاٹ گام میں (انگریزی عملداری میں) جاکر برہما کے ساتھ عرصہ تک لڑتے رہے۔ اور برہموں کے ظلم و ستم سے بچنے کے لئے بہت سے اعلیٰ درجے کے ارکانی مسلمانوں اور مگوں نے جن کی تعداد پچاس ہزار تھی علاقہ چاٹ گام میں ہجرت کی (جس کو ارکانی مسلمانوں کی دوسری ہجرت کہتے ہیں) اور سرکار انگریزی نے مسٹر کاکس کی رائے کے مطابق اُن پناہ گزینوں کے رہنے سہنے اور خورد و نوش کا عمدہ انتظام کردیا تھا اور قطعات اراضی دلوا کر اُن کو راموکا کسبازار اور ہربانگ وغیرہ بستیوں میں بسایا گیا (۱) جہاں اُن کی اولاد اب تک ارکانی یا روانگیہ کہلاتی ہے۔ چنانچہ راموکا حبّان چودھری۔ کاکسبازار کا فتح علی سوداگر اور ہاربانگ کا مولوی عبدالعلی ذریّ اُن مہاجرین کی اولاد میں سے تھے۔ جن کے خاندان اب تک بجبرہ اور قیم میں ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو جبراً برہما میں پکڑ کے لیجانے اور چاٹگام میں بھاگ جانے کے سبب سے بندر قیم کو النگ پارہ بچہ۔ شبا تنخری برانگ۔ راجاپارہ بالوڈنگ منبع۔ ڈپے۔ چھنکرین گجّا۔ منچو نگڈاک وغیرہ

نوٹ:۔ (۱) ہاروے صفحہ ۲۸۰۔ قیار صفحہ ۲۲۰۔ چاٹگانگ ڈسٹرکٹ گزیٹیئر ۱۹۰۸ء اور تعل بزنگن

Marfat.com

بڑی بڑی مسلم بستیاں علاقہ میو ہا ڈنگ اور ممبیا میں ویرانہ ہو گئیں۔

انگریزوں کا ارکان کو قبضہ کرنا ۱۸۲۵ عیسوی میں

القصہ قریباً چالیس سال تک راجگان برہما بودو بھیہ اور اُس کے پوتے باجیڈو نے ارکان کو اپنے قبضے میں رکھا تھا مگر اسی اثنا میں مذکورِ بالا تین ارکانی امرائے برہموں کو ارکان سے خارج کرنے کے ہمہ تن کوشاں رہے جن کی حمایت اور تائید گویا پناہ دہی سرکار انگریزی سے اُن کو ملتی رہی اس لئے ۱۷۹۰ء میں برہمی جنرل "نندا چزا" نامی با نجہزار برہما فوج لیکر علاقہ چاٹگام کے قصبہ رتنا پالنگ تک مورچہ بندی کرکے خیمہ زن ہوا۔ اور انگریزی فوج زیر کمان جنرل آرسکن کلکتہ سے مدافعت کے لئے آیا۔ اور آخر کار دونوں جنرل کے مابین اس شرط پر صلح ہوئی کہ تینوں ارکانی باغیوں کو بعد تحقیقات کے برہموں کا حوالہ کیا جائیگا۔ جو بعد ازاں عمل میں لایا گیا۔ اور دو سردار باغی تو فوراً قتل کیے گئے اور تیسرا بھاگ کر پھر چاٹگام پہونچا اور پھر ارکان پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس کا پتہ کسی کو نہیں چل سکتا تھا۔ اسی طرح برہموں کی فوج نے پھر چاٹ گام پر چڑھائی کی۔ برہموں کے فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے انگریزوں نے ہر چند کوشش کی وائسرائے ہند سر جان شور وغیرہ نے کپتان سائم اور مسٹر کاکس کو دربار آوا میں بطور سفیر بھیجے مگر بے سود۔ آخر کار مسٹر کاکس کی تجویز اور ارکانی رؤسا وامرا چنانچہ شجاع قاضی وغیرہ کی خفیہ تائید پر سرکار انگریزی نے ارکان پر حملہ کر دیا۔ اور جنرل مارین اور کرنل کیم کو بنگالی فوج نمبری ۴۴ کے ساتھ بھیجدیا اور کپتان فرنچ نمبر ۱۱۶ اور ۴۴ کی مدراسی فوج اور سپاہی کے ساتھ اور کرنل گارڈینز کو شمالی ہند کے شریف خاندان کے

بیقاعدہ فوج کے ساتھ ارکان روانہ کر دیا۔ اور جاٹ گام ہیڈ کوارٹر سے نکلکر راموپولیس اسٹیشن کو جہاں برہمی فوجی قلعہ تھا اول قبضہ کر لیا بعد ازاں ٹیک ناف اور جزیرہ شاہ پری منگڈو کا قلعہ۔ لواڈنگ کا قلعہ چھان کرین (شانخرین) کا مورچہ (دریائے کلاڈن پر) اور بابوڈنگ کا قلعہ (ممیاہیں) جنبلی کا مورچہ (دریائے لیمبو کے دہانے پر) اور مہاتھی کا قلعہ (شہر میوہاونگ کے قریب) تک فتح کرتے ہوئے بذریعہ جہاز ارکانی روساؤں کی رہنمائی کرکے لائے گئے۔ اور ۳۱ مارچ ۱۸۲۵ء کو شام کے دس بجے میوہاونگ کے پتھری قلعہ کو توڑپھوڑ کر انگریزی فوج بسرعت تمام میوہاونگ کو فتح کرلیا اور برہمی فوج جان بچاکر خفیہ راستے سے بھاگ گئی۔ اور انگریزی فوج وہیں مقیم رہی۔ اسی طرح رفتہ رفتہ سارا ارکان باآسانی انگریزی حکومت میں آگیا۔

(جنگ اول برہما کے سیاسی حالات از رو برٹسن صفحہ ۸۹ تا ۹۸)

تناسیرم اور آسام بھی انگریزوں کو ملنا

اور اسی اثنا میں سرکار کمپنی کی فوج زگون کو فتح کرکے رفتہ رفتہ آوا تک پہونچی اس لئے والی برہما نے آسام۔ ارکان اور تناسرم کے صوبے سرکار کمپنی بہادر کے حوالہ کئے اور ایک کروڑ روپیہ نقد دیا تب بمقام ینڈابو بتاریخ ۲۴ فروری ۱۹۲۶ء صلح سرکار کمپنی سے ہوئی۔ اور یہ لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل ہند کے زمانے میں واقع ہوا۔ اور اس جنگ میں سر آرکیبالڈ کیمبل انگریزی سپہ سالار کے ماتحت گیارہ ہزار فوج انگریزی اور ہندی بھیجی گئی۔ اور مشہور برہمی جنرل بندولہ مارا گیا۔

(مختصر تاریخ برہما از کاکس صفحہ ۱۸۳۔ واقعات ہند از عبدالکریم صفحہ ۱۸۳)

Marfat.com

شاہ شجاع کے آخری انجام کی بابت مختلف روایات

عموماً کہا جاتا ہے کہ شاہ شجاع کا آخری انجام بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہے اور یہ بات تا حدے درست ہے کہ اس کی بابت ارکانی ہندی اور فرنگی مورخین ایک دوسرے سے متفق نہیں ہیں بلکہ ارکانی مسلمانوں کی خاندانی روایات بھی مختلف ہیں۔ پس اس مقام پر چند مشہور مورخین کے بیانات بطور حوالے اور آگاہی کے ایک جگہ قلمبند کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ہمارے مسلم قوموں (ہندی ارکانی اور برہما مسلموں) کو معلوم ہو جو شاہ شجاع اور اس کے ہمراہیوں کے حالات میں دلچسپی لینا چاہتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) مسٹر ظہیر الدین بی اے (علیگ) بارسٹرایٹ لا" اپنی تاریخ اورنگ زیب اور اس کا زمانہ" صفحہ ۷۰ میں بابت جنگ فتح پور یوں لکھتا ہے کہ:-

"شجاع فوراً میدان جنگ سے بھاگ گیا اور اورنگ زیب کے لوگوں نے ہر جگہ اس کا تعاقب کیا مگر شجاع نے ارکان کے جنگلی ملک میں جا کر پناہ لی اور وہاں وہ اپنے سارے اہل و عیال سمیت بدیں وجہ قتل کیا گیا کہ اس نے برہما (ارکانی) راجہ کے خلاف بغاوت کی سازش کی تھی"

(۱) ۔ برٹش برہما گزیٹیار جلد دوم صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ ۱۸۷۹ء میں آئی جی اسکاٹ بیان کرتا ہے کہ :-

"اول اول شجاع کے ساتھ نیک برتاؤ کیا گیا تھا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ارکانی راجہ شجاع کی بیٹی کا خواستگار ہوا۔ شاید اس کو اورنگ زیب کے ورغلانے پر کیا ہو گا یا واقعی شجاع کی بیٹی کے حسن و صورت کی

خبر نے راجہ کو اکسایا ہوگا۔ شجاع کے غرور کے ساتھ انکاری جواب دینا ہی اُس کی تباہی کا باعث ہوا۔ اور اُس کی پارٹی پر حملہ کیا گیا اور خود مقید ہو کر غرقِ آب ہوا۔ اُس کے گھر کی ساری عورتیں گرفتار ہو کر شاہی محل میں لیجائی گئیں۔ اور جب شہزادی کے سبب سے باپ کا خاتمہ ہوا اس نے راجہ کے ہم آغوش ہونے کے قبل فوراً خنجر مار کر اپنی جان دیدی۔ اور اس کے دو بھائی (ایک کا نام بلند اختر سولہ سالہ نوجوان اور دوسرا زین العابدین تیسیر نجواد بچہ) قتل کئے گئے اور باقی دو بہنوں نے بھی زہر سے اپنی جانیں دیدیں اور تیسرے کو راجہ نے جبراً شادی کی مگر مارے رنج و غم کے جلد فوت ہوگئی اور شجاع کے اہل وعیال میں سے اور کوئی باقی نہ رہا۔"

(۳) برٹش برہما گزنیٹیار جلد اول صفحہ ۲۹۳ میں مصنف مذکور یوں لکھتا ہے کہ "جب ۱۶۶۰ء میں شجاع کو اورنگ زیب کا جنرل میر جملہ کے ہاتھ میں شکست ملی وہ ارکان بھاگا اور دریائے ناف پر ارکانی افسر نے شجاع سے ملاقات کر کے کہا کہ اُس کی ہر طرح حفاظت کی جائے گی۔ ارکان زمیو ہاؤنگ سے کچھ فاصلے پر ایک رہنما آکر شجاع کو معہ اہل وعیال رہائشگاہ کی طرف لے چلا۔ کچھ عرصہ تک اُن پناہ گزینوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا۔ مگر راجہ کا دل فوراً بدل گیا اور شجاع کی ایک بیٹی کے لئے یہ کہہ کر شادی کا پیغام بھیجا کہ اگر بیٹی دینے سے شجاع انکار کرے تو فوراً وہ ارکان چھوڑ کر چلا جائے۔ شجاع نے بھی گستاخانہ جواب دیا کہ "کافر مردود کو اپنی بیٹی نہ دوں گا اور منسون ہوا بدلنے پر اگر جہاز ملے تو فوراً چلا جاؤں گا۔" مگر پھر راجہ نے بلا خیر چلے جانے کا حکم دیدیا تو اس حکم کی تعمیل کر سکنے کے قبل شجاع پر حملہ کر دیا گیا۔ شجاع نے اپنے تئیں دریا کا حوالہ کیا اور اس کے

حرم کی عورتیں گرفتار کر کے شہر (میو ہاؤنگ) میں لے گئے۔ جس شہزادی کے" غضب انگیز حسن نے ارکانی راجے کو عاشق زار بنایا تھا اُس نے خود کا فر راجہ کے سامنے خنجر سے اپنی جان لے لی۔ دو بیٹیوں نے زہر سیکر جانیں دیدیں اور سب سے چھوٹی بیٹی کو جبراً راجہ نے شادی کی مگر جلد مر گئی اور دو بیٹے پانی میں ڈبو کر مارے گئے۔

(۴۴) مسٹر آرتھر فیار اپنی تاریخ برما صفحات ۱۷۸ اور ۱۷۹ میں سفرنامہ برنیار جلد اوّل صفحات ۱۲۰ اور ۱۲۷ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

"مسلمان۔ پرتگیز اور ہالینڈ والے (ڈچ) جو اُس وقت ارکان اور چاٹگام میں مقیم تھے اُن کی زبانی شاہ شجاع کے حالات جانکاہ برنیار کو ملی تھی۔ مگر ارکانی مورخین اپنے راجے کی مظلمانہ حرکت کو چھپانے کے خیال سے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ شہزادہ شجاع نے محل شاہی کو قبضہ کرنا چاہا تھا۔ اس لئے اُس کے ساتھ یوں سلوک کیا گیا۔ مگر وہ اس امر حقیقی کو دریافت نہیں کرتے ہیں کہ شجاع کو اوّل راجے نے کیوں چھیڑا تھا جو واقعی صحیح بات ہے۔ القصّہ شجاع ڈھاکہ سے معہ اہل و عیال بذریعہ کشتی ملکنا سے چل کر ٹیپرہ گیا اور سا اندراہ خشکی چاٹگام آیا اور پھر دریائے ناف تک پہونچا اور دریائے ناف پار ہو کر میو ہاؤنگ آیا۔ جہاں اس کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ میر جملہ کے ایلچی آکر بہت سا روپیہ شجاع کو حوالہ کرنے کے لئے نذر کرنے کا وعدہ کیا۔ جب پر راجہ نے شجاع کی ایک بیٹی کو شادی کرنے کا پیغام دیا تو شجاع نے حقارت سے انکار کر دیا تو راجہ بڑا خفا ہوا شجاع نے راجہ کے تخت کو قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر نا کامیاب ہوا۔ اس پر راجہ کی فوج نے شجاع کی رہائش گاہ پر حملہ کر دیا۔ اوّل

شجاع چھپ رہا بعد ازاں گرفتار ہو کر بورے میں اس کو بھر کر دریا میں ڈال دیا گیا۔ اُس کے بیٹے قتل کیے گئے اور بیوی اور بیٹیوں نے خودکشی کی تھی۔"

(۵) مسٹر ہاروے اپنی تاریخ برہما میں لکھتا ہے:۔ کہ

"الغرض ۱۶۶۱ء میں شاہ شجاع قتل کیا گیا۔ اور اس کی بیوی اور شہزادیاں راجہ کے محل میں لائی گئیں۔ بڑی بیٹی سے راجہ نے جبراً شادی کی مگر ایک سال کی مدت کے بعد راجہ کو خفیہ قتل کرنے کی سازش کے شبہ پر شجاع کی بیوی اور شہزادیاں فاقے سے ماری گئیں۔ اور شہزادے قتل کیے گئے۔"

(۶) سر جادوناتھ سرکار اپنی "تاریخ اورنگ" جلد دوم میں بابت شجاع کے آخر انجام کے یوں تحریر کرتا ہے کہ:۔

"بمقام کھجوا اورنگ زیب کی فوج کے ساتھ لڑنے میں شجاع کو شکست ملی تو وہ بنگال آیا۔ اُس کا خیال تھا کہ وہاں وہ امن و امان سے رہ سکے گا مگر افسوس کہ "من چہ خیالم و فلک در چہ خیال" کا معاملہ گزرا۔ آخر کار ۱۲ اپریل ۱۶۶۰ء میں شجاع ڈھاکہ پہنچا مگر وہاں کے زمینداروں اور رئیسوں کو اپنا خلاف پایا۔ چونکہ میر جملہ مع شہنشاہی لشکر بسرگرمی اُس کا تعاقب کر رہا تھا اُس کو خوف ہوا کہ میر جملہ کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اس لیے ۶ مئی کو وہ اپنے اہل و عیال اور وفادار خدام کے ساتھ ڈھاکہ سے بذریعہ کشتی دھاپہ (جو ڈھاکہ سے آٹھ میل جنوب میں واقع ہے) گیا اور دوسرے روز سری پور (سری رام پور) پہونچا اور ہر منزل پر اس کے بوٹ والے معتبر خدام اور روزرا دمشیران اُسے چھوڑ کر چلے گئے اور ۹ مئی کو لکھی (لکھی پورہ) کے پرگنہ سے آٹھ میل چل کر بمقام

بھلوا (بھالوا) آکر قیام کیا اور قلعہ بھلوا کو قبضے میں لانے کی ہرچند کوشش کی مگر بے سود۔ شجاع کو ارکانی مگ قزاقوں کی تائید بھی بروقت نہ ملی ہاں ۸ رمئی کو کوئی اکتیس مگ جنگی کشتیوں (جلیہ) سے آئے جن کو چاٹ گام کے ارکانی گورنر نے بھیجا تھا۔ اور ۱۱ رمئی کو ایک مگ جنرل تین جہاز لے کر چاٹ گام سے آپہونچا انھوں نے شجاع کی بیکسی اور قوت و اقتدار کی تنزلی کو دیکھ کر مضبوط قلعہ بھلوا پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اُن کے راجے نے حکم دیا کہ اگر شجاع کو اپنی سلطنت ملنے کا کوئی توقع دیکھے تو اُس کی مدد کرنا ورنہ نہیں۔ چونکہ شجاع کے قبضے میں ایک قلعہ بھی نہیں تھا۔ انھوں نے صاف کہہ دیا کہ بھلوا کے قلعہ پر بلا کمک و امداد وہ حملہ نہ کر سکیں گے۔ اور کہ اگر شجاع چاہے تو اُن کی کشتیوں پر سوار ہو کر ارکان روانہ ہو یا تنہا وہیں رہ جائے"

بنگال میں کہیں اپنی جائے پناہ نہ پاکر شجاع نے ارکان جائے بغیر اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اب یہ مقام غور ہے کہ باوجودیکہ ارکان کو بنگال کے ساتھ سیاسی تنازع کے بارے میں قدیم خاطر رنجیدگی تھی تو اسی حالت میں کیوں ارکانیوں نے شجاع کی امداد اور استقبال کے لئے مگ بھیجے اور کیوں مگوں نے اپنے جارحانہ پالیسی کو بدل کر اتحاد اور فیاضی کا ہاتھ بڑھایا۔ اس کے جواب بظاہر دو صورتوں میں نکلتے ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ چاٹگام کو ہمیشہ ارکانیوں کے قبضے میں رکھنے اور مغلوں کی مدافعت کے لئے زیادہ طاقتور لوگوں کو ضرورت تھی اور امید تھی کہ یہ کام شجاع کے ذریعہ اُن کو حاصل ہوگا۔

دوم یہ ہے کہ ارکانی شاہی دربار میں کافی تعداد مسلمانوں کا بڑا

زور اور اثر خاندان شاہی اور ارکین سلطنت پر تھا۔ چونکہ واقعات بنگال کی خبریں برابر ارکان میں پہنچتی تھیں جب شاہ شجاع کے دردناک اور قابل رحم خبر ارکان کی راجدھانی میں آئی تو سارے مسلمانوں نے از روئے ہمدردی صدائے احتجاج بلند کی اور اپنے راجہ کو اس امر کی طرف مائل کیا کہ شجاع کو سیاسی اغراض کے لئے ارکان میں ضرور لانا چاہیئے۔ بالآخر راجہ رضامند ہوا۔ ان دونوں وجوہات میں سے ثانی الذکر زیادہ قابل یقین اور صحیح ہے۔ اب بمقام بھلوا مگوں کی ترغیب و حسرت آمیز بات سن کر شجاع عالم سکتہ میں رہا اور طرح طرح کے خیالات دل میں موج مارنے لگے۔ بعد ازاں خاموشی سے اپنے خادموں اور رفیقوں کو حکم دیا کہ ارکان جانے کے لئے کشتیوں پر سوار ہوں۔ اس بات نے شجاع کے اہل وعیال اور ہمراہیوں کے اندر ہلچل مچادیا۔ کیونکہ انھوں کو مگوں کی قزاقی جور و ستم بدسلوکی وحشیانہ حرکت بے ایمانی ناچیز خوری اور ناشائستہ اوضاع و اطوار کا بخوبی علم تھا۔ جس کو بنگال کے سارے ہندو اور مسلمان خوف اور تحقیر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ علاوہ اس کے مہذب ملک سے دوری ارکان کے جنگلی ملک میں جاکر رہنے کے خوف و خطر نے اُن کے دلوں کو اور بھی گھبرا دیا۔ مگر شجاع کو اورنگ زیب کے ہاتھ میں گرفتار ہوجانے کے عوض ارکان جانا کم خطرہ تھا وجہ یہ تھی کہ اورنگ زیب نے خود اپنے والد شاہجہاں اور اپنے دو بھائیوں دارا شکوہ اور مراد بخش کے ساتھ جو جو بدسلوکیاں کی تھیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ بلکہ اپنا بھتیجا سلیمان شکوہ کو بھی ہندوستان سے خارج کر دیا تھا۔ اس لئے شجاع کے لئے ہندوستان

Marfat.com

مقام رہائش اور نہ رہا۔ آخر کار ۱۲ مئی ۱۶۶۰ء کو اس نے صوبۂ بنگال کو چھوڑا جہاں اس نے بیس سال تک حکومت کی تھی اور اپنے تینتالیس (۴۳) سال کی عمر بسر کی تھی اور وہ اپنے اہل و عیال اور کم از کم چالیس ہمراہیوں کو ساتھ لے کر جہاز پر سوار ہو کر ارکان کی طرف روانہ ہوا اور اُن ہمراہیوں میں سے چوبیس (۲۴) سادات تھے جن میں سے دس سادات قصبہ بارہہ کے سید عالم کے ماتحت آئے تھے اور بارہ سادات مغلیہ جو قوالی کے ماتحت تھے۔ اور باقی خدام۔ (عالمگیر نامہ صفحہ ۵۶۱۔ منتخب خان جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

راجہ ارکان نے ایک ایلچی چاٹ گام بھیجا تاکہ شجاع کو ہر ضروری امداد دے۔ ایلچی نے اس سے سرحد پہ ملاقات کی اور میوہاؤنگ پہنچنے پر اس کا بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا گیا۔ اور اس کی رہائش گاہ کو جلوس کے ساتھ لے گئے۔ کیونکہ شجاع کی آمد سے مگ اور مسلمان دونو قومیں خوش ہوئیں مسلمانوں کے لئے مسرت کی وجہ یہ تھی کہ ان کے ہاں ایک مغلیہ نسل کا مسلم شہزادہ آنے کا فخر حاصل ہوا۔ اور مگوں کے خوش ہونے کا سبب یہ تھا کہ خطرناک مغلوں کی مدافعت میں شجاع بڑا کار آمد ہوگا بلکہ بعض ضروری موقع پر وہ کام میں آئے گا۔ کچھ عرصہ تک شجاع اور اس کے ہمراہی لوگ خوشی سے دن کاٹے اور شاہ عالمگیر کی فوج کے تعاقب کا خوف نہ رہا۔ مگر قضائے الٰہی کو کون بدل سکتا ہے؟ شجاع کے زمانہ عیش و آرام اور امن و امان چند روزہ تھا آخر کار اسے خطرۂ جانکاہ اور مصیبتوں میں مبتلا ہونا پڑا۔"

ڈچ تاجروں اجنھوں کی اس وقت ارکان میں آنا دا نہ آمد و رفت تھی) کی تحریرات کا حوالہ دیتے ہوئے سر جادو ناتھ سرکار لکھتا ہے

کہ ارکان کے مسلم باشندگان مغلیہ اور پٹھان کی توجہ شاہ شجاع کی طرف مائل تھی۔ اُس کا خیال تھا کہ راجہ ارکان کو قتل کر کے ارکان کو قبضے میں لائے اور بعد ازاں بنگال میں چل کر اپنی قسمت آزمائی کرے۔ ارکان کے راجے نے اس سازش کی خبر پا کر شجاع کو خفیہ قتل کروانا چاہا۔ شجاع اپنے چند رفیقوں کے ساتھ جنگل میں جا کر چھپ رہا۔ مگر مگوں نے اُسے گرفتار کر کے جسم کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا"۔

سر جادو ناتھ پھر تحریر کرتا ہے کہ "ڈچ فیکٹری (کارخانہ) کے سرکاری دفتر میں شجاع کے سانحہ جانکاہ کی بابت یوں پہلا بیان کیا گیا تھا کہ "۷ فروری ۱۶۶۱ء میں جب مگوں نے شجاع کے مکان کو گھیر لیا تھا تو شجاع نے اپنے مکان کو آگ لگادی اور اپنے اہل و عیال اور رفیقوں کے ساتھ علاقہ ٹپیرہ کی طرف جا کر جان بچائی"۔

اور اُسی ڈچ فیکٹری کا دوسرا ذکر یہ بھی ہے کہ "اگرچہ یہ کوئی یقینی امر نہیں ہے کہ شجاع بغاوت کی شروع میں مارا گیا اس کے ہمراہیوں نے اس بات کو چھپا کر جھوٹی خبر پھیلائی کہ وہ جنگل میں بھاگ گیا"۔ مذکورہ بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ڈچ کے نوشتے ضرور لوگوں کی زبانی سنی سنائی افواہی باتوں پر مبنی تھے اور چشم دید نہیں تھے۔

اور مورخ مذکور پھر علمی صاحب (۱۶۶۷ء) کا حوالہ دیتا ہے کہ "اس زمانے میں کوئی صحیح طور پر نہیں جانتا تھا کہ شجاع کا آخیر انجام ارکان میں کیا ہوا۔ اور وہ کس ملک میں ہے یا کہ وہ موت کے پنجے میں مبتلا ہوا"۔ اور نیز خفی خان (۱۷۳۱ء) کا حوالہ دیتا ہے کہ "ارکان میں شاہ شجاع کے کل حالات اور پتہ و نشان گم ہو چکے ہیں اور ہندوستان میں بھی بجز

Marfat.com

اُس خبر بے بنیاد کے جو اورنگ زیب کو مختلف ذرائع سے ملی تھی کسی کو اُس کا پتہ و نشان معلوم نہیں مگر بہت سالوں کے بعد شجاع کی ایران میں نزاری کی خبر ہندوستان میں آئی اور اس کا بیٹا بلند اختر ہندوستان کے مختلف مقامات میں اپنے تئیں شجاع بتا کر ظاہر ہوا اور اسی طرح ایک جھوٹا شجاع بمقام الہ آباد سنہ ۱۶۶۹ء میں گرفتار کیا گیا اور پھر دوسرا جھوٹا شجاع نے بمقام ہرانگ سنہ ۱۶۶۹ء میں بغاوت برپا کر دی اور تیسرے نے سنہ ۱۶۷۴ء میں اپنے تئیں شجاع کہلا کر یوسف زئی کے علاقہ میں بغاوت چھیڑی تھی"

(۷) "مہارانی آف ارکان" از جارج کالڈرون صفحات ۳۷ اور ۳۸ میں شجاع کے غرق کیے جانے کی تصدیق کی گئی مگر شجاع کی بیٹی کی شادی کی بابت سوانگ بھری جھوٹی باتیں بطور فسانہ لکھی گئیں اور وہ حسب ذیل ہے

"ایک روز شاہ شجاع اپنی دو شہزادیوں آمنہ اور روشن کے ساتھ ارکان کے راجہ سے ملاقات کرنے کو جا رہا تھا۔ اس وقت شہزادہ دولیہ ولی عہد تخت ارکان کسی جھاڑی کی آڑ میں اکیلا ٹہلتا رہا۔ اتفاقاً اس کی نظر ان شہزادیوں پر پڑی تو وہ عاشق زار ہو گیا۔ راجا اپنے بیٹے کے لئے ایک شہزادی کا خواستگار ہوا جس کو انکار کرنے کے باعث شجاع کو معہ اہل و عیال کشتی میں چڑھا کر دریا میں ڈال دینے کا حکم دیا گیا بجز شہزادیوں کے شجاع اور اس کے بیوی بچے پانی میں غرق کیے گئے۔ شاید دولیہ کی ایما سے جلاد نے اس کی پری پیکر شہزادیوں کی جانیں بچائی تھی۔ اور کسی ماہی گیر کے زیر حمایت کچھ عرصہ تک رہیں مگر دولیہ بھیس بدل کر ہر روز وہاں جاتا تھا اور بہت پیار اور نرمی سے اُن مصیبت زدوں کو مناتا تھا بلکہ رحمت شیخ نامی خادم کو شہزادیوں

کے پاس سفارش کے لئے بھیجتا تھا جس نے پھر طرح سے شہزادی آمنہ کو بہلا پھسلا کر دولیہ کو شادی کرنے پر مائل کیا تھا۔ آخر کار دولیہ نے بہت حیلہ اور بہانہ کر کے اُن دونوں شہزادیوں کو بڑی دھوم دھام سے اپنے محل میں لے گیا اور آمنہ سے شادی کی اور یوں آمنہ ارکان کی مہارانی بن گئی۔"

"شہ شجاع کی بیٹیاں آمنہ و روشن آرا ٭ تھیں حسینہ خوشخصال و رشک حوران جناں
حسن میں تھی آمنہ مشہور یکتائے زماں ٭ دولیہ نہ کیوں فدا ہو جان و دل سے بیگماں"

(۸) بعض ارکانی مسلمانوں خصوصاً کمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شجاع نہ قتل کیا گیا نہ دریا میں ڈوب کر مرا بلکہ وہ کسی صورت سے اپنی جان بچا کر کہیں بھاگ گیا تھا۔

(۹) "مسٹر سان بھاؤ" ہارگریو پلیڈر کیاب ارکانی گم تاریخدان نے بیان کیا کہ اُس کو مدت گزری کلکتہ کے بنگالی اخبار میں مسٹر بار نے نامی فرنگی سیاح کا نوشتہ مضمون کے ذریعہ معلوم ہوا کہ شاہ شجاع کی قبر جزیرہ سولو (مجمع الجزائر شرق الہند میں) موجود ہے۔" اور تاریخ ملیشیا سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ "ایک ہندوستانی شہزادہ وہاں جا کر پناہ گزین ہوا تھا" مگر اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ آیا وہ شجاع تھا یا کوئی اور تھا۔

پیروان شاہ شجاع اور اُنکی اولاد کا برہما کی طرف ہجرت کرنا

شاہ شجاع اور اُس کے اہل و عیال کی اس طرح تباہی اور خانہ بربادی کے بعد اس کے جان نثار مغلیہ ہمراہیوں رفیقوں اور اُن کے اہل و عیال کو ارکان میں رہنا سہنا پُر خطر ہو گیا۔ بہتوں کو تو ارکانی راجہ

کے خلاف بغاوت کرنے کی بنا پر بلا رو رعایت قتل قید اور جرمانہ کی سزا
دی گئی جس کا بیان صفحات بالا ۱۰۸ اور ۱۰۹ میں کیا جا چکا ہے۔ اور بہت
سے لوگ معہ اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں کے راجہ ارکان کے
ظلم و ستم سے بچنے کے لئے ارکان کے مختلف مقامات سے اور مختلف اوقات
میں کوہ ارکان یوما سے چل کر آئے اور لوئر برہما کے مختلف مقامات میں
سکونت گزیں ہوئے تھے یعنی تھنٹنگو سے میڈونک تک وہ بسائے گئے تھے
جس کی بابت مختلف ریکارڈ اور حالات ہیں مگر طوالت کے خوف سے اس
مقام پر صرف دو ایک مثال درج کرنا ضروری اور کافی سمجھتا ہوں اور
وہ حسب ذیل ہے۔

(۱) چنانچہ مسٹر آئی جی اسکاٹ آپر برہما اور شان اسٹیٹ گزیٹیار
جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۳۶۷ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۱ء میں یوں لکھتا ہے کہ اکثر النعداد
ہندی مسلمان مدت دراز سے پشت در پشت بھیدین سب ڈویژن میں برہمی
بستیوں کے قریب قریب بسے ہوئے ہیں اور اُن کے وہاں بسنے کی اصل
وجہ وہ یوں بتاتے ہیں کہ "سنہ ۱۰۲۰ء برہمی (مگھی) بمطابق سنہ ۱۶۵۸ء میں
دہلی میں شاہ عالمگیر حکمران تھا (در حقیقت شاہجہاں ہے) اُس کے دو بیٹے
تھے۔ چھوٹا بیٹا تو اپنے بڑے بھائی ولی عہد سے حسد کرتا تھا بالآخر
اُس نے تخت و تاج کو چھین لیا تھا۔ ولی عہد شہزادہ دہلی سے تین ہزار
فوج اور اہل و عیال کے ساتھ کلکتہ بھاگ آیا اور کلکتہ سے ارکان
جا کر پناہ لی۔ ارکان میں وہ شہزادہ معہ اہل و عیال اور رفقائے سفر
مر گئے یا مارے گئے۔ اُس وقت آوا کا راجہ "بودو سنے منگاؤنگ"
تھا جو حال کے راجہ آوا کا دادا تھا جس کو پیگو کا راجہ راجہ ڈرپیٹ لے

Marfat.com

قید کیا تھا۔ اُس راجہ نے دہلی کے پناہ گزینوں کو ارکان سے آوا آنے کی اجازت دی تھی۔ مگر جب دیکھا کہ اُن پناہ گزینوں کی تعداد بہت زیادہ تھی تو اُس نے حکم دیا کہ بذریعہ "اوسا" یعنی سات خاندان یا گروہ کی ایک ایک جداگانہ بستی کرکے ذیل کے مقامات میں بسیں۔

ڈانگو - یمیدین - نیاونجی - پندو - مکٹیلا - میڈو - ننگے نے (NGE-NE) کو کلفینتھی اور سپاٹ بیا۔

اُن مہاجرین کے ترسٹھ (۶۳) خاندان یا گروہ تھے اور بوجہ امن و امان کے وہ جداگانہ بستیوں میں بسائے گئے تھے۔ ہر بستی میں اُن کی رہائش اور کاشتکاری کے لیے قطعات اراضی جدا جدا حدبندی کر کے دلوائے گئے۔ چنانچہ یمیدین میں بسنے والے کلا پیو مسلمانوں (مراد سفید یا گورے مغلیہ مسلمان ہے) کی رہائش کے لئے ذیل کے حدود مقرر کئے گئے تھے۔ یعنی :۔ شمال میں :۔ واجی بن اور پیتھیک۔

جنوب میں :۔ سیتھما چھاؤن۔

مشرق میں :۔ اُدنبین چھاؤن۔ اور

مغرب میں :۔ لے میاؤن یاونجو۔

اور اُن کو کاشتکاری کے لئے حسب ذیل حدود کے قطعات اراضی دلوائے گئے۔ شمال میں مینی چھاؤن (جوشا دوگان کے قریب ہے) مشرق میں نیوسوگون۔ جنوب میں کُنڈ ریکون اور مغرب میں سکے چیون۔

اُن پناہ گزیں مسلمانوں کو جاگیریں دیتے وقت اُن کے دو نو قطعات اراضی جنگلی اور غیر آباد تھے۔ یہ زمینیں سرکاری (کراؤن لینڈ) شمار نہیں کی جاتی تھیں بلکہ یہ لاخراج جاگیریں تھیں جو راجہ کی طرف

سے دی گئی تھیں اور یہ امھوڈنسا زمین یعنی سرکاری عہدیلا کا وظیفہ یا معاوضہ خدمت والی زمین سے مطلق جدا ہے۔

امھوڈن سے مراد عہدیدار سرکاری ہے اور راجگان برہما کے عہد میں یہ عہدے مختلف اقسام پر مشتمل تھے۔ ایک تو اندرونی اور دوسرا بیرونی۔ اور پھر ان کی چھ قسمیں تھیں۔ پس کلابیو یعنی گھوڑے مغل انکی ایک قسم ہے۔ اور جو زمین ان کے معاوضہ خدمت کے لئے دلوائی گئی تھی وہ امھوڈنسا، کہلاتی تھی۔

کلابیو امھوڈن سپاہی دہلی کے پناہ گزینوں میں سے خصوصاً انتخاب کئے جاتے تھے۔ جن کی تعداد عموماً ایک سو پچاس تھی اور وہ ہمیشہ محل شاہی میں مقیم رہتے تھے اور ماہوار دس روپیہ برمی سکے تنخواہ پاتے تھے اور ان کی اولاد منڈلے کے قلعہ کے گردونواح میں اب تک مقیم ہیں اور قریب کے اضلاع میں بھی پائے جاتے ہیں۔

(۲) چنانچہ ضلع جو کسے کے سنگائین ٹیون شپ کی آٹھ بستیاں جیسا کہ کنلوشن نے (SON-NGE) اور تبت سوے وغیرہ ان مسلمانوں کی ہیں جن کی تعداد تین ہزار تھی۔ اون کو جداگانہ بستیوں میں اس لئے بسائے گئے تھے کہ ان سبھوں کی متفقہ قوت برہما راج کے خلاف عمل میں نہ لائی جاسکے۔" (اپر برہما گزیٹیا جلد سوم صفحہ ۱۷۵)۔

اگر کوئی عہدیدار تنخواہ کے عوض جاگیر لینا چاہتا تو اس کو وہ زمین اس مقام سے دلوائی جاتی تھی جہاں سے وہ آیا تھا اور وہ ڈیڑھ سو عہدیدار سپاہی کا گروہ مختلف اضلاع سے منتخب کیا جاتا تھا۔ اور جو زمین ان کو خدمت کے صلے میں ملتی تھی اس میں ان کے رشتہ دار کاشت کرتے تھے۔

Marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ یمیدین کے کلا یو ہی نے اس قسم کی جاگیریں اپنی تنخواہ کے عوض میں لی تھیں۔ بہر حال اِس وقت کوئی اَمھوڈنسا زمین وہاں موجود نہیں ہے۔ کیونکہ ہر قسم کے اَمھوڈن کا عہدہ اب منسوخ اور معدوم ہو چکا ہے۔ فی زمانہ وہ اَمھوڈن لوگ تھوجی یا بھجی (ہیڈمین) مقرر کئے جا چکے ہیں اور امھوڈنسا زمین بھی اسٹیٹ لینڈ یا سرکاری زمینوں میں شامل ہو گئی ہے مگر وہ اُن کی اولاد کے دخل اور قبضے میں ہیں"۔

علاوہ بریں کثیر التعداد برہما مسلمان سگائینگ۔ آوا۔ یواسٹ جی نیالون وغیرہ بستیوں میں مدت مدید اور عرصہ بعید سے بسے ہوئے ہیں جن میں سے کوئی نہیں بول سکتا ہے کہ اُن کے اجداد کب اور کہاں سے آئے تھے۔ گو کہ وہ برہما لباس پہنتے اور برہمی زبان بولتے ہیں مگر وہ برہما قوم نہیں ہیں۔ وہ اپنے آباو اجداد کی زبان کو نہیں سمجھتے ہیں سوائے چند امام یا مولوی (رشیا) کے۔ جو اُن کو قرآن اور دینیات سکھاتے ہیں۔ اور وہ اپنی ہمقوم سے شادی کرتے ہیں اور شادی کے وقت برہمی ضیافت دی جاتی ہے"۔

(برٹش برہما گزیٹیار حصّہ دوم جلد سوم صفحہ ۲۴۶)

القصّہ وہ مغلیہ مسلمان عربی اور دیگر ہندی نسل مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر ایک قوم ہو گئے ہیں جو میڈو یا زربادی یا زیربادی کہلاتے ہیں۔ گو کہ برہمی تاریخ میں وہ "کلا ہو اور پاسی (فارسی) کے ناموں سے نامزد کئے گئے تھے جو اب متروک ہو چکے ہیں۔ اور اُن میں سے بہت سے مسلم افسران راجگان برہما کے عہد حکومت میں سوتھک یا سو

Marfat.com

تھلکجی کہلاتے تھے ۔ سوے کے معنی خون ہے ۔ تھک بمعنی پینا اور جی بمعنی بڑا ہے جس سے مراد راجہ کا خون پیا ہوا بڑا رشتہ دار اور معتمد افسر ہے۔

چنانچہ راجہ بودو پھیہ نے بتاریخ ۸ ماہ توسلین ۱۱۴۵ھ برمی بمطابق ۸ ستمبر ۱۷۸۶ء میں شہر بیندو کے ارکانی مسلم مہاجرین کو جن کو پکیائنگ کلابیو کہتے تھے ، تھنسٹ اسی بن اسناٹ اچیرانگ یعنی سوتھیلکجی بندوقچی افسروں کے زمرے میں شامل کیا تھا اور وہ حسب ذیل ہیں
(۱) موئنگ تھون فیون روز پیدائش اتوار عمر ۴۰ سال ۔ (۲) موئنگ جیاتن یو ۔ روز تولد جمعہ عمر ۶۳ سال (۳) موئنگ یاقو (یعقوب) روز تولد اتوار عمر ۴۰ سال ۔ (۴) موئنگ نی ۔ روز تولد سنیچر عمر ۵۵ سال (۵) موئنگ میا سی روز پیدائش منگل عمر ۵۶ سال (۶) موئنگ پیا تھون روز تولد جمعرات عمر ۶۵ سال (۷) موئنگجی روز تولد جمعرات عمر ۵۶ سال اور (۸) موئنگ نن روز پیدائش جمعہ اور عمر ۴۰ سال ۔

شہر بمیدین کے سوتھیکلجی مسلم افسران حسب ذیل ہیں۔
(۱) موئنگ موے (۲) شینجون تھون (۳) موئنگ اسی (۴) موئنگ جین (۵) موئنگ لھاکرانی ۔

شہر یاؤن رن کے سوتھیکلجی مسلم افسر ۔ موئنگ تھا تھوے ۔

شہر ٹنگو کے سوتھیکلجی مسلم افسر ۔ (۱) موئنگ ین نیو ۔ (۲) موئنگ تسبوے خو۔

شہر نیڈلے ، ، ، ، موئنگ تھون سا ۔

شہر مکٹیلا ، ، ، ، (۱) موئنگ چو تھون (۲) موئنگ لون ۔

(برہما مسلمانوں کے قدیم حالات صفحات ۶۸ تا ۷۰ ۔ اند سیا پکھوچے)

Marfat.com

سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ کا بیان (۱۸۳۷ء سے ۱۸۵۷ء تک)

سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ خاندان تیموری یعنی مغلیہ ہندوستان کا آخری بادشاہ گذرا تھا جس پر اس خاندان کا نام بھی تمام ہوگیا۔ اُس کی تاریخ پیدائش لفظ ابوظفر سے نکلتی ہے یعنی ۱۱۸۹ ہجری میں وہ پیدا ہوا تھا۔ اس بادشاہ کو شعر گوئی میں بہت دخل تھا چنانچہ اُس کے اکثر اشعار ہندوستان اور برہما میں ہر اُردو داں شخص کی زبان پر جاری ہیں محفل رقص و سرود میں اُس کی غزلیں اکثر گائی جاتی ہیں اور خلل حال و قال صوفیان میں اُس کے شعروں پر رقت آتی ہے۔ اس بادشاہ کی تمام عمر کتب تصوف کے مطالعہ اور شعر گوئی اور عیاشی میں صرف ہوئی۔

یہ بادشاہ علم موسیقی میں مہارت کامل رکھتا تھا اور اپنے بزرگوں یعنی شاہ عالم ثانی (۱۸۰۶-۱۷۵۹ء) اور اکبر شاہ ثانی (۳۷-۱۸۰۶ء) کے مانند برائے نام اور بطور یادگار شاہان سابق دہلی کا بادشاہ رہا۔ کیونکہ انگریزی سرکار کمپنی بہادر[1] اُس وقت درحقیقت ساری مغلیہ سلطنت کا مالک و مختار بن چکا تھا۔ سرکار کمپنی نے اس خاندان کا نام قائم رکھنے کو کئی تجویزیں خوب کی تھیں۔ ایک تجویز یہ تھی کہ اس خاندان میں برابر ایک گدی نشین ہوتا رہے اور علاوہ آمدنی (بیتول)، شاہی کے تنخواہ ایک لاکھ روپیہ

نوٹ:- (۱) انگریزی سرکار کمپنی بہادر سے مراد "یونائٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی" یعنی متحد کمپنی ہند ہے جو ۱۶۱۲ء میں جہانگیر بادشاہ کی اجازت سے سورت احمد آباد اور کمبیئی میں تجارتی کارخانجات کھولے تھے۔ اور پھر قلعہ سنٹ جارج مدراس اور فورٹ ولیم کلکتہ میں بنا کر سارے ہند کا مالک بن گئی۔

ماہواری بھی جاری رکھی جائے بلکہ تجویز تھی کہ چونکہ وہ قرضدار تھا سوا لاکھ روپیہ اُس کو ماہواری دیکر قرض اُس کا ادا کر دیا جائے۔ اور سرکار کا یہ بھی ارادہ تھا کہ بادشاہزادوں کو تعلیم علم کی جاوے چنانچہ ایک مدرسہ شاہی مقرر ہونے والا تھا۔ قسمت نے جو گردش کھائی تو فوج انگریزی (ہندو و مسلم) بسبب تکرار کے جو اُن کے افسروں سے چربی والے کارتوس کاٹنے کی بابت واقع ہوئی منحرف ہو کر اس بادشاہ کے پاس جا کر جمع ہوئی جو صرف دہلی کے قلعے پر قابض رہا۔ اور انگریزی حکومت کے خلاف سخت بغاوت برپا کی اور اس فسادِ بغاوت کا بڑا بانی ناناصاحب والیِ بٹھور تھا۔

اور اس بغاوت کی کیفیت مجمل یہ ہے کہ چونکہ ہندوستانی اہلِ فوج میں رشتہ ہمجنسی بہت مستحکم تھا جن میں علاوہ مدراس بمبئی اور بنگالہ وغیرہ کے سپاہیوں کے چالیس ہزار سپاہی خاص اودھ کے شریک تھے۔ غرض کہ تمام سپاہِ ہند گویا ایک جان دو قالب تھی۔ اگرچہ ہندوستانی سپاہی اپنے معمولی کام برابر کرتے تھے مگر فوجی حکام کا ادنیٰ تغیّر و تبدل انھیں کمال ناگوار ہوتا تھا اور غدر و فساد کی باتیں ظہور میں آتی تھیں چنانچہ اُنھوں نے دریا سے عبور کر کے رنگون پر حملہ کرنے سے صاف انکار کیا تھا۔ آخر مجبور ہو کر سرکار نے پنجابی سکھ فوج کو بھیجنا پڑا۔ یہ اُس نیت فساد کی پہلی علامت تھی جو سپاہِ ہند سے ۱۸۵۵ء میں وقوع میں آئی۔

تیرہواں گورنر جنرل ہند لارڈ کیننگ صاحب بہادر (سنہ ۱۸۵۶-۶۲ء) کے احکام میں سب سے پہلا حکم سپاہ بنگالہ کے بہت خلاف گذرا کیونکہ

Marfat.com

مدراس اور بمبئی کی فوج تو خدمت عام کے واسطے نوکر تھی کہ جہاں لڑائی ہوتی تھی وہاں جانا پڑتا تھا مگر سپاہ بنگالہ فقط ہندوستان کے واسطے تھی۔ اب لارڈ کیننگ صاحب نے حکم دیا کہ خدمت کا قاعدہ سپاہ بنگالہ اور اور تمام فوج میں برابر جاری ہو جائے۔ اس قاعدہ جدید نے نائرہ فساد کو اور زیادہ بھڑکا دیا۔ چونکہ نانا صاحب کی انگریزوں نے پنشن بند کی وہ انگریزوں کا دشمن ہو گیا اور چاہا کہ انگریزوں کو ہندوستان سے خارج کر دے۔ بدیں غرض اُس نے روسیوں سے اور اہلِ فارس اور شاہزادگانِ ہند اور شاہ معزول اودھ سے سازش کی۔ چونکہ مفسد فقیروں نے جا بجا یہ افواہ پھیلا دیا تھا کہ "انگریزی کارتوس میں سور اور گائے کی چربی لگی ہے جس سے ہندو اور مسلمان کی ذات ٹوٹ جائے"۔ نانا صاحب اُسے غنیمت سمجھ کر فوج باغی کا شریک ہوا الغرض ۱۸۵۷ء میں اس مفسد خبر بے بنیاد سے برہم اور آشفتہ خاطر ہو کر سپاہ ہند نے علم بغاوت بلند کر کے ظلم و تعدی شروع کر دیا۔ بارکپور۔ رانی گنج اور برہمپور سے اتفاقاً فساد کی آگ بھڑک اٹھی مگر میرٹھ سے خوب زور و شور سے شروع ہو کر رفتہ رفتہ لکھنؤ دہلی۔ فیروزپور لاہور پشاور نوشہرہ اور مردان۔ انبالہ۔ شملہ۔ مین پوری۔ کانپور کلکتہ اور الہ آباد وغیرہ بلاد ہند تک پھیل گئی۔ اور باغیوں نے بہت سے انگریز مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا اور خزانے لوٹ لئے۔ مگر بہادر انگریزوں نے ہمت نہ ہاری اور بڑی جانفشانی اور بہزار دقت اُس آتش بغاوت کو اپنے خون سے بجھا دیا۔ اور سرداران باغی کو گرفتار کر کے قتل کئے گئے اور پھر شاہ دہلی کو مع اس کی بیوی بیگم زینت محل کے

مقید کیا گیا۔ اور ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو شاہ کے مکر و دغا اور بغاوت و فساد کی تحقیقات افسرانِ جنگی ہڈسن صاحب وغیرہ نے کی۔

القصہ جس دہلی میں خاندانِ مغلیہ نے ۱۵۵۶ء سے قریباً تین سو سال تک سلطنت کی تھی۔ اسی دہلی میں اب رئیس خاندان مغلیہ روبرو سرداران دولت برطانیہ عظمیٰ صفوف مجرمین میں مثل ایک ذلیل دغاباز اور نمک حرام باغی کے کھڑا کیا گیا اور پھر یہ سزا اس پر کہ حبس دوام بعبور دریائے شور ہوئی تھی اور بالآخر اس بادشاہ کو انگریزوں نے ۱۸۵۸ء میں مع اُس کی بیوی زینت محل اور اُس کا چھوٹا بیٹا مرزا جواں بخت اور چند رفقا و ملازمین کے ملک برہما بمقام شہر رنگون ملٹری کوارٹر لاکر مقید رکھا اور حکم کیا کہ اگر پھر ہندوستان آنے کا قصد کرو گے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ شعر

بیک گردش چرخ نیلوفری ؎ نہ نادر بجا ماند نے نادری

اور وہاں چار سال تک شکستہ دلی اور افسردہ حالی کے ساتھ بسر کر کے بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۶۲ء (مطابق ۱۲۷۹ھ) میں فالج کی بیماری سے راہیٔ ملک عدم ہوا۔ اور اس پر خاندانِ تیموری کا خاتمہ ہوا۔ کسی شاعر نے اس بادشاہ کے جلوس اور وفات کی یہ تاریخ کہی۔

سراج دین بوظفر مسافر دہ ؔ سُو سے جنت ہوا روانہ
کہ جس کے باعث مئے خوشی سے چھلک رہا تھا ایاغ دہلی
چراغ دہلی جلوس کا سال ہے سو اب بھی مطابق اُس کے
۱۲۵۳
سروش غیب نے سالِ رحلت کہا بجھا ہے چراغ دہلی
۱۲۷۹

مسلمانان شہر رنگون نے زر کثیر صرف کر کے ان کے مزار پر عالیشان پختہ مکان بنا دیا ہے۔ اور شہزادہ جواں بخت نے کسی برہمنی سے شادی کر لی اور وہیں مقیم رہے۔ اور سرکار انگریزی سے پنشن یا وظیفہ پاتے رہے مگر چند سال گزرے کہ وہ فوت ہو گئے اور ان کی اولاد اب تک وہیں مقیم ہیں۔ (واقعات ہند از عبدالکریم صفحات ۷۰ تا ۳۴۴)

فصل ہفتم

طبقہ پنجم

مخلوط النسل مسلمان

حالاتِ مسلمانانِ طبقہائے بالا پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فی الحال برہما اور ارکان کے نوے فی صدی مسلمان مخلوط النسل ہیں یعنی قدیم عربی ایرانی تاتاری غوری اور مغلیہ نسل کے مسلمان و دیگر اقوام برہما اور ہندوستان سے مل جل کر ایک ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں جن کا فرق اور امتیاز کرنا محال ہے۔ اور خصوصاً انیس صدی عیسوی کے اوائل سے جبکہ انگریزوں نے ارکان اور برہما کو قبضے میں لا چکا تھا۔ آمد و رفت کی سہولتیں زیادہ ہونے کے سبب سے کثیر التعداد مسلم سپاہی تجار اہل علوم

وفنون اور مزدور پیشہ لوگ ہندوستان کے ہر صوبہ سے آکر یہاں بس
گئے جس کے باعث مسلم آبادی میں بہت ترقی ہو چکی ہے۔ برما کے غیر
آباد و جنگلی مقامات آباد ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے گھمباؤں
پہننے والے رواںگیہ زیربادی اور کمان مسلمان ٹوپیاں پہننے لگے ہیں بلکہ
رواںگیہ مسلمانوں نے اپنی زبان بھی نووارد و کثیر التعداد بنگالی بھائیوں کو
لحاظ کر کے بگاڑنے اور بدلنے شروع کر دی اور اچھا خاصہ چاٹگامی
کی طرح بول چال کے عادی بن چکے ہیں۔ جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ لوگ چاٹگامی ہیں نہ کہ رواںگیہ۔ بلکہ نووارد انگریز یا برما مجسٹریٹ
اور جج کا یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ لوگ انڈین ہے نہ کہ ارکانی۔ بجز دیہاتی
رواںگیہ اور کمان مسلمانوں کے باقی ارکانی مسلمانوں کا امتیاز کرنا دشوار ہے

الغرض ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی رو سے سارے برما کے مسلمانوں
کی تعداد چھ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ جس سے برما مسلم یا برمیز مسلم اور
ارکانی مسلم کی خاص تعداد ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ اس غرض سے گورنمنٹ
سے درخواست کی گئی ہے کہ آئندہ مردم شماری میں جو مارچ ۱۹۴۱ء
میں ہونیوالی ہے۔ اُن کی خاص تعداد ظاہر ہونے کے لئے ایک ایک
خاص کالم مردم شماری کی رپورٹ یا رجسٹر میں مقرر کر دے۔ کیونکہ اس
وقت مسلم مدبرین اور لیڈروں نے برما اور ارکان کے سارے مسلمانوں
کے اجماع عام کو غیر قوموں کے نزدیک متفق بتلانے کے خیال سے برما
مسلم یا برمیز مسلم اور ارکانی مسلم کی جدید اصلاح ایجاد کی ہے جس میں
قدیم اور جدید مسلم باشندگانِ ملک برما اور ارکان شامل ہیں اور جس کی
تعریف یا ڈیفینیشن نہ انڈیا ایکٹ میں دی گئی ہے اور نہ برما ایکٹ میں

Marfat.com

چونکہ موجودہ "ریفارم یا اصلاحی قانون" نے قلیل التعداد اقوام کرین فرنگی اور انڈین وغیرہ کو خاص نمائندگی کا حق دیا ہے جو برہما مسلم یا برہمیز مسلم اور ارکانی مسلم باشندگان و فرزندانِ ملک برہما کو نہیں ملا۔ اس لئے ہمارے جدید برہما مسلم برادران جن کے آباؤ اجداد ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں اُس اصلاحی قانون کی رو سے بآسانی انڈین کے زمرے میں شامل ہو کر اپنے حقوق کو محفوظ کرنے کے قابل بن گئے ہیں۔ جدید ریفارم ملنے کے قبل ہم دونوں برہما مسلم اور ہندی مسلمان ایک ہی کشتی پر سوار تھے مگر خضر ریفارم نے ہمارے ہندی بھائیوں کو ساحل مراد پر پہونچا دیا مگر بیچارے برہمیز مسلموں کو منجدھار بحر مواج کے تھپیڑے کھانے کے لئے تنہا چھوڑ دیا ہے۔ اور بقول شاعر۔

"بسانِ نقشِ پائے رہروِ کوئے تمنا میں
نہیں اُٹھنے کی طاقت کیا کریں لاچار بیٹھے ہیں"

اور قدیم مسلمانوں یعنی زیر بادی رو انگیہ اور کمان قوموں کو اپنے تئیں خواہ مخواہ انڈین کہلانا اپنی ضمیر کا خلاف ہوتا ہے اور زہر قاتل گمان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ انڈین سے مراد ہندو اور مسلم باشندگان ہندوستان ہیں جن کے باپ اور دادا ہندوستان میں پیدا ہوئے اور عارضی طور پر برہما میں مقیم ہیں لیکن بیچارے برہمیز مسلمان (زیر بادی روانگیہ میڈو اور کمان)، تو دائمی باشندگان اور فرزندگان برہما ہیں جنھوں نے اپنے وطن پدری سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اس لئے وہ کیونکر انڈین جتا کر اپنے تئیں سیاسی خودکشی کریں۔ اور اب اُن کی یہ نازک حالت ہے جیسا کہ حضرت شیخ سعدی علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ ؎

اگر صد سال گبر آتش فروزد
وگر یکدم درو افتد بسوزد

اس لیئے اُن کا حامی اور مددگار بجز ذات پاک خداوند قدیر۔ قدیم و رحیم کے کوئی نہیں ہے نہ راجگان اور نوابانِ ہند اُن کی حمایت کو آدیں گے اور نہ سلاطین و شاہان عرب ترکی مصر ایران اور افغان ان کی خبر رسی کریں گے اور کریں بھی کیونکر۔ جبکہ انھوں میں سے کوئی یہ بتا نہیں سکتا ہے کہ اُن کے اجداد اُن ملکوں کی کس کس بستی سے یہاں آ بسے تھے۔ اس پر طرّہ یہ ہے کہ کثیر التعداد قوم برہما چاہتی ہے کہ وہ مسلمان جن کی مادری زبان لباس اور نام برہمی نہ ہوں برہمیز یا برہما مسلم اور ارکانیز یا ارکانی مسلم نہ کہلائیں بلکہ وہ انڈین کے زمرے میں شامل کے جائیں۔ لہذا جب تک گورنمنٹ بذر قانونی ڈیفنیشن مسلمانان برہما کے اس معاملے کا تصفیہ نہ کرے تو کوئی اس کا حل نہ کر سکے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کے ناگفتہ بہ حالت کو سدھارنے اور کشتی اسلام کی رہنمائی کے لئے اب اُن میں کوئی ایسا لائق تجربہ کار لیڈر اور رہنما نظر نہیں آتا ہے جس کو سارے مسلمانانِ ملک برہما اپنا کشتیبان تسلیم کر سکیں جس طرح ملک ہندوستان میں مولانا محمد علی شوکت علی۔ محمد علی جناح اور فضل الحق وغیرہ صاحبان ہوئے ہیں۔

فصل ہشتم

طبقۂ ششم

ہندی النسل جدید یا غیر مخلوط النسل مسلمان

غیر مخلوط النسل مسلمان وہ ہیں جو اب تک مذکورہ بالا طبقوں سے
بذریعہ شادی بیاہ کے نہ ملے ہوں اور وہ ہندوستان کے صوبوں اور دیگر
ممالک اسلامیہ سے یعنی عرب مصر ایران اور افغانستان وغیرہ سے
بغرض تجارت زراعت صنعت وحرفت یا نوکری وغیرہ پیشے کے یہاں
آبسے ہیں۔ اور اُن کو اپنے وطن پدری سے خاص تعلقات ہیں اور
انھوں نے ملک پدری سے قطع تعلق نہیں کیا ہے اور اپنی کمائی کا کچھ
حصّہ اپنے مکان بھیجا کرتے ہیں اور یہاں کو گویا عارضی قیام گاہ خیال
کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ بہ نسبت قدیم ارکانی اور برہمیز مسلمانوں کے
زیادہ خوشحال اور فارغ البال ہیں کیونکہ یہ زیادہ محنتی ہوشیار
اور لائق اور تجربہ کار ہوتے ہیں اور اپنے آباواجداد کے کاروبار
اور طرز عشرت کو اب تک نہیں بھلایا ہے بلکہ احکام وارکان شرع
کی پابندی کا خوب پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔ اور اس طبقہ کے کثیر التعداد
مسلمان بنگالی۔ چولیہ سورتی میمن مالاباری (ملیبار) ہندوستانی
پنجابی وغیرہ ہیں۔ جن کی کوشش اور مالی امداد سے ہزار ہا

Marfat.com

مدرسے اسکول اور مکاتب اس صوبہ میں قائم ہو چکے ہیں اور مسجدیں آباد ہیں اور اسلام کو قوت اور فخر حاصل ہے۔ گویا کہ انھوں نے کفرستان برہما کو جنت نشان بنا دیا ہے۔

سینکڑوں علما و فضلائے دین۔ حافظانِ قرآں۔ مشائخین کرام۔ اساتذہ اور ماہرینِ علم و فن صنعت و حرفت اور تجارت ہر دم تازہ بتازہ وارد ہو کر اسلام کو تقویت پہونچا رہے ہیں۔ چاٹگام کلکتہ اور مدراس کے ہر ہفتہ وار جہاز کے ذریعہ ہزارہا لوگ برہما میں آتے اور برہما سے واپس جاتے ہیں۔ جن میں سے ننانوے فی صدی مزدور پیشہ ہوتے ہیں۔

اس مقام پر چند فدایانِ قوم و ملّت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے برہما مسلم بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی زندگی اور مال کو نثار کیا ہے۔ چنانچہ جناب محمد ابراہیم یوسف کا کا صاحب سورتی مرحوم نے مسلمانان رنگون کی تائید سے سب سے پہلے مدرسۂ اسلامیہ اینگلو ورنیکولر اسکول اور یتیم خانہ شہر رنگون میں قائم کر کے ہزارہا غریب دلا وارث یتیم بچوں کو علوم دینی اور دنیاوی سے مستفیض کیا ہے جیساکہ یہ خاکسار آپ کی ظلِ حمایت میں مدرسہ مذکور سے جماعت ہفتم انگریزی پاس کر کے نکلا تھا۔ اور اُس کے لائق مدرسین خصوصًا مولوی خورشید علی جونپوری سلیمان صغیر بی اے۔ مولوی شہباز خاں اور منشی محمد عظیم صاحبان کی نیک صحبت اور تعلیم و تربیت سے فیضیاب ہوا۔

اور جناب مولانا سلطان احمد صاحب پنجابی کی جانفشانی اور مسلمانان رنگون کی سخاوت اور تائید سے زینت اسلام اور شوکت

اسلام اُردو مدرسے رنگون میں قائم کیے گئے تھے۔ اور جناب دانش علی صاحب کی عرق ریزی سے اور مسلمانان برہما کی مدد سے مدرسہ رونق اسلام اور یتیم خانہ معہ مسجد کا بمقام کنڈوگلے شہر رنگون میں بنا ڈالا گیا۔ جہاں سینکڑوں لاوارث مسلم طلبا تعلیم پاتے ہیں۔ اور اس کے متصل اب چند سال سے اردو ایلیمینٹری ٹریننگ کلاس بھی قائم ہے۔ اور مسٹر محمد یوسف بھائی میاں صاحب سورتی نے اپنے سارے جائداد قوم وملت کی بہبودی کے لئے نثار کر کے "بھائی میاں ہائی اسکول" بمقام لوٹا ٹنگ شہر رنگون میں قائم کیا تھا جو اب "مدرسہ اسلامیہ ہائی اسکول" کے نام سے چلتا ہے۔ اور بی بی مریم صاحبہ اور مسٹر ٹیلی صاحب کی فیاضی اور حمایت اور مسلمانان رنگون کی تائید سے راؤنڈ یرا اینگلو ورنیکولر ہائی اسکول شہر رنگون مغل اسٹریٹ میں قائم ہوا۔ اور جناب سر عبدالکریم جمال صاحب مرحوم (میمن) کی سخاوت فیاضی اور عالی ہمتی سے ملک برہما اور ہندوستان میں سینکڑوں اسلامی مدرسے جاری ہوئے اور سب سے پہلے برہما ایجوکیشنل کانفرنس ۱۹۱۰ء میں رنگون میں قائم ہوا جس میں بہت سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ حضرات ہندوستان کے شریک ہوئے تھے۔ اور اس کانفرنس نے مسلمانان برہما کو خواب غفلت سے جگا دیا ہے۔ اور مسٹر رفیقی صاحب نے سب سے پہلے الرفیق پرچہ رنگون میں شائع کیا تھا۔

علاوہ ازیں جناب اسماعیل مارکن صاحب (مدراسی) کی فیاضی اور عالی دماغی سے شہر اکیاب میں سب سے پہلے اینگلو اُردو ورنیکولر مڈل اسکول قائم ہوا تھا مگر انگریزی ڈیپارٹمنٹ کو گورنمنٹ ہائی اسکول

اکیاب کے ساتھ ملحق کیا گیا اور اب صرف فری اُردو مڈل اسکول آپ کے نام میں آپ کے لائق فرزندان ارجمند نے قائم رکھا ہے۔

اور جناب امام اسماعیل صاحب ثاقب قیمی کی کوشش اور حمایت سے اُردو مڈل اسکول بمقام قیم ممبیا میں ۱۸۹۵ء میں قائم ہوا تھا جہاں اس کمترین نے جماعت ہفتم اُردو ۱۹۰۷ء میں پاس کیا تھا۔

اور جناب اومیا ئک اور بھوکھائن صاحبان شڈدی کی جانفشانی اور سر عبدالکریم صاحب کی تائید سے مدرسہ سنت جماعت سوسائٹی اور مڈل اسکول سنڈوے کا بنا ڈالا گیا۔ جس کا یہ کمترین عرصہ پانچ سال تک ہیڈ ماسٹر رہا۔ اور جہاں سے سکنڈری گریڈ مدرسی کا امتحان پاس کرنے کے بعد اُردو ایلیمنٹری ٹریننگ کلاس اکیاب کی ہیڈ ماسٹری کے عہدہ پر سنہ ۱۹۱۹ء میں گورنمنٹ نارمل اسکول اکیاب میں لایا گیا اور قریباً سات سال تک کے بعد پھر اپنے عہدۂ قدیمی پر مقرر ہو کر سنڈوے جانا پڑا جہاں سے ۱۹۲۶ء میں تھرڈ گریڈ پلیڈر شپ (وکالتی) کے امتحان میں شریک ہوا تھا۔

جناب اُ دباؤ صاحب اور دیگر برہما مسلموں کی تائید سے مسلم اینگلو ورنیکولر ہائی اسکول بمقام کنڈ کلے رنگون میں قائم ہوا ہے علاوہ بریں مسلمانان رنگون کی کوشش اور حمایت سے اُردو اخبارات جیسا کہ "برہما مسلم" "شیر اور مجاہد" اور برہمی زبان میں "نیو لائٹ آف برہما" جاری ہوئے۔

اسلامی تعلیم کی ترقی کے باعث وہ مسلمان ڈپٹی انسپکٹران مدارس اُردو ہیں جنھوں نے بہزار دقت و کوشش ملک برہما کے

ہر گوشے میں جاکر عوام الناس کو تعلیم و تربیت کی ترغیب دلاکر کثیر التعداد اُردو مدارس اور مکاتب قرآن خوانی اور دینیات کے لیے قائم کروائے چنانچہ مسٹر محمد یوسف چھائینا صاحب ٹنگوئی سب سے پہلے ڈپٹی انسپکٹر محمڈن اسکولز برہما ۱۹۰۰ء میں مقرر ہو کر برہما مسلموں کو خواب سے بیدار کیا تھا اور اُن کا جانشین ۱۹۰۷ء میں جناب استاذی مولوی عبد الغفار صاحب سالک اسلام آبادی سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ رنگون ہوا۔ بعد ازاں ۱۹۱۱ء میں حلقہ ارکان کے لئے دوسرا ڈپٹی انسپکٹر مسٹر اسد اللہ اسلام آبادی مقرر ہوا جن کی کوشش سے ارکان میں بہت سے اُردو پرائمری اور مڈل قائم ہوئے اور اُردو ویلمنٹری تجربہ ٹریننگ کلاس گورنمنٹ نارمل اسکول اکیاب میں کھولا گیا جو ۱۹۲۶ء میں بند ہو گیا۔ اور ۱۹۲۴ء میں مسٹر احسان الحق صاحب بی اے الہ آبادی تیسرا ڈپٹی انسپکٹر مقرر کیا گیا۔ اب مذکورہ ڈپٹی انسپکٹروں کے پنشن پر جانے کے سبب سے انھوں کے جانشین لائق فرزندان برہما ہوئے ہیں یعنی مسٹر عبد الغفار صاحب ارکانی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی (علیگ)، مسٹر فیاض الدین صاحب ارکانی بی اے۔ بی ٹی (علیگ) اور مسٹر ہارون تواکی۔ بی اے بی ٹی

مشائخین زمان

فی الحال مشائخین کرام اور علمائے عظام کی تعداد جو بغرض ارشاد و تبلیغ ملک برہما میں تشریف لایا کرتے ہیں بیشمار ہے مگر خصوصاً ذیل کے ہستیاں قابل ذکر ہیں جنھوں نے بہت سے گمراہوں کو راہ حق پر لایا ہے اور تیرہ دلوں کو فیض روحانی بخشا ہے اور کفرستان برہما سے کفر و ضلالت کی گھٹا دور کر رہے ہیں۔

(۱) ۱۹۲۲ء سے آنحضور فیضگنجور عمدۃ السالکین و زبدۃ العارفین و

Marfat.com

قطب ارشاد پیرنا و مرشدنا جناب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کھلوی دام فیوضہٗ نقشبندی و مجددی خلیفہ اعظم شیخ المشائخ امام العارفین غوث زماں و قطب دوراں جناب حضرت مولانا شاہ محی الدین عبد اللہ ابو الخیر صاحب دہلوی فاروقی مجددی رحمتہ اللہ علیہ (جو کہ اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی تھے) ضلع اکیاب بنگال اور آسام سے سرہند شریف تک برہما اور رنگون میں کثیر التعداد مسلمانوں کو فیوض و برکاتِ روحانی سے مستفیض فرما رہے ہیں اور اکثر علما و فضلا ارکان بنگال آسام اور الٰہ آباد وغیرہ آپ کے حلقہ بگوشاں ہیں۔ چنانچہ جناب مولوی عبد الشکور صاحب ارکانی (میوہ کلی) جو جو مولانا شاہ صاحب ممدوح کے خلیفہ اعظم ہیں۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب ارکانی تاجر۔ مولوی عبد الحکیم صاحب ٹنگفروی۔ مولوی عبد الجلیل و مولوی مخلص الرحمٰن صاحبان چاند ماہی اور مولوی فضل الکریم و مولوی قاضی فضل احمد صاحبان میوہ ہنگی اور مولوی حبداللہ الحسین و مولوی محمد اسلام صاحبان بنگالی اور مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب الٰہ آبادی اور مولوی ظہیر الدین صاحب بہاری وغیرہ آپ کے حلقہ بگوشاں میں سے ہیں۔

(۲) علاوہ بریں جناب حافظ حامد حسین صاحب نقشبندی مجددی اعظم گڑہی اور جناب سید عبد القادر صاحب مدنی قادری بھی یہاں آکر بہت سے لوگوں کو مرید کر رہے ہیں۔

(۳) اور خاندانِ عطاسیہ کے مشائخ کرام و پیران عظام نے شہر رنگون اکیاب۔ پیگو۔ منڈلے اور دیگر بلاد برہما میں اپنے

Marfat.com

زاویے یا خانقاہیں قائم کئے اور ذکر جلی راتب اور عربی میلاد شریف پڑھنا اس طریقۂ جدیدۂ عربیہ کا لازمی امر ہے۔ سینکڑوں کمجرو ارکانی اور برہما مسلمان اس طریقت جدیدہ کے پیرو اور عاملان احکام شریعت بن چکے ہیں۔ اور برہما کا فرقۂ امرا قیام زاویہ اور اس کی ترقی کے لئے کثیر رقم روپئے نثار کر چکا ہے۔

فصل نہم

ضروری باتیں

(۱) ارکانی اور برہما مسلموں کے قومی نام اور اُن کی وجہ تسمیہ

قومی ترانہ

برہما ہی کیا پیارا اِک گلستاں ہمارا — ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ بوستاں ہمارا
ہر سو سے مار رہے ہیں بانگِ مرغانِ سحری — باغِ عدن بنا یہ کفرستاں ہمارا
خونِ جگر سے ہمنے کی اس کی آبیاشی — ہر برگ و گل ہے اس کا رطب اللساں ہمارا
اے زرد آباد برہما ہی تجھکو یاد وہ دن ؟ — اترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

Marfat.com

دکھن سے عرب آئے پورب سے آئے تاتار
پچھم سے آیا ہندی سیلِ رواں ہمارا

کیا ہمنے نہ کیا ہے مشرق سے تا بہ مغرب
خاکِ مگان و ارکان وہ قصہ خواں ہمارا

تاتاری تیر باری غوری کی گرز بازی
عربوں کی تیغ بازی قومی نشاں ہمارا

چشمِ فلک نے دیکھا کیا تھی ہماری قوت
تاریخ کے صفحوں میں بھی ہے بیاں ہمارا

سکہ ہمارا جاری تھا ارکان میں سلے
سکوں پہ بھی تھا روشن کلمۂ ایماں ہمارا

کھنڈر ہیں تیرے بت کے جالے تو پوچھ اُنے برہمنا
اسلام نے ہے چھوڑا کیا کیا نشاں ہمارا

اسلام و اہلِ اسلام ہرگز نہ مٹنے والے
سینے میں جب ہے قرآں کہ حرزِ جاں ہمارا

میڈو کمان کیا ہے؟ زربادی رخامی کیا!
برہما کا یہ ہے قومی نام و نشاں ہمارا

برہما کے ہم مکیں ہیں برہما مسلم تو ہم ہیں
پیارا خلیل کو ہے ہر ہر جواں ہمارا

واضح ہو کہ ملک برہما کے قدیم مسلمانوں میں سے جو قسمت ارکان میں رہتے ہیں وہ عموماً رونیہ یا رونگیہ۔ رخامی رخنگی یا روشنگی اور کمان کہلاتے ہیں اور جو لوگ شہر شنڈوے اور ارکان یوما کے مشرقی حصے میں سکونت گزیں ہیں وہ عموماً زربادی یا زیربادی۔ انوا (آوا یا ہوا مسلمان) اور میڈو مسلمان کے نام سے مشہور ہیں۔ درحقیقت ارکانی اور برہما مسلموں کے قدیم قومی نام یہی ہیں جو صدیوں سے بولے جارہے ہیں مگر افسوس اون کا ذکر نہ انڈیا ایکٹ میں کیا گیا ہے نہ برہما ایکٹ میں اور نہ مردم شماری کی رپورٹ میں بکمال صحت اور بوضاحت بتایا گیا ہے۔ لہذا واقفیت عام کے لئے اس مقام پر اون ناموں کی قدامت اور وجہ تسمیہ یکجا قلمبند کرنا ضروری ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) روانیہ یا رونگیہ | اب ہمیں بنظر امعان اس امر کی تحقیق و تفتیش کرنا لازم ہے کہ کیوں ارکانی مسلمانوں کو علاوہ رخامی رخنگی

اور بروشنگی کے روانیہ۔ رذنگیہ یا رفنگی بولتے ہیں اور ان الفاظ کا مادہ اور وجہ تسمیہ اور تاریخی ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضرور کسی پرانے عمدہ لذیذ پھل کی گھٹلی ہے جو مدت مدید اور عرصہ نامعلوم تک مختلف صورتوں سے چبائے جانے کے سبب سے حال کی مبدّل شکلوں میں نظر آتی ہے یعنی یہ الفاظ روانیہ یا روانگیہ یا روانگی درحقیقت عربی الفاظ رحمہ رحمیہ یا رحمی کے بگاڑے ہوئے ہیں جو نام اہل عرب نے لوئر برہما یا خلیج بنگال کے کنارے ملک کے لیے آٹھویں صدی عیسوی میں نامزد کئے تھے۔

(ہاروے صفحہ ۱۔ نیا رصفحات ۲۶۹ و ۲۷۰)

لیکن بمطابق مسٹر فاتیچ انگریز سیّاح کا تذکرہ بابت ارکان یوں ہے کہ "۱۵۸۵ء میں چاٹ گام راجہ روان (RUON) کا ماتحت تھا......"۔

علاوہ ازیں فی الحال چاٹ گام والے ارکان کو روحام۔ روان یا روانگ بولا کرتے ہیں اور شہر مونگ کو بھی روانگ بولتے ہیں اور کبھی ضلع اکیاب کی چند مسلم بستیاں جیسا کہ روانگیہ باڑہ قیوقتو اور شہر اکیاب میں) روانگیہ ڈنگہ (بوتھیڈنگ اور منگڈو میں) یوں مشہور ہیں اور دریائے تیسو کے چوڑے دہانہ کو (جو جنیلی کے کنارے واقع ہے) دریائے رحمو یا رحمّوان بولتے ہیں۔ اب اس سے عیاں ہے کہ روحام۔ رحمو رمّو روانگ اور روان مبدّل صورتیں ہیں لفظ رحمہ کی جس کا معنی رحم کیا گیا ہے اور جو عربی مصدر رحم سے آیا ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ بقول بزرگان یہ ہے کہ قدیم زمانے میں راجگان برہما اور ارکان نے مسلمانوں سے رحم کے ساتھ برتاؤ کیا تھا اس لئے متقدمین نے یوں نام دیا۔ اور اس کے باشندے رحمی

Marfat.com

یا رحمیہ کہلاتے تھے۔ مگر اس اصل نام رحمہ۔ رحمی یا رحمیہ کو خاصکر ارکانی مگوں اور جاٹ گام کے عوام الناس نے بگاڑ دیا ہے کیونکہ وہ لوگ "عبدالرحمٰن" کو بگاڑ کر عدو روانگ یا۔ دانیہ بولنے کے عادی ہیں۔

اور دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمانہ سلف میں امری کو "راما ددی" بکو کو "رامانیہ" اور رنگون کے قرب وجوار کے کسی مقام کو راما نگر بلائے جاتے تھے۔ اور عربوں کی سماعت میں "رام یا راما" کا لفظ "رحمہ" معلوم ہوتا ہوگا اس لئے وہ یوں معرب کیا گیا۔

الغرض غالباً برہما مسلموں کا قومی نام تیرھویں صدی عیسوی کے قبل (یعنی تاتاری فاتحوں اور ایرانی تجار کے برہما میں آنے کے قبل) اور ارکانی مسلمانوں کا پندرھویں صدی عیسوی کے قبل (یعنی غوری فاتحوں اور شاہ شجاع کی مغلیہ فوج کی آمد کے قبل) ضرور یہی واحد نام رحمہ یا رحمی تھا جس کو ہمارے برہما مسلم بھائیوں نے ترک کر کے فارسی نام زریادی یا زیر بادی اور برہمی نام اُتوا اور میڈو وغیرہ نام اختیار کر لیا ہے اور ارکانی مسلمانوں نے حال کی بگڑی ہوئی صورت "روانگیہ" وغیرہ میں اب تک قائم رکھا ہے تاکہ اون کا اصل عربی نسل ہونے کا پتہ چل سکے۔

۲۔ رُخامی یا رُخنگی اور روشنگی

رُخام اور رُخنگ ضرور رکھائینگ یا رکھا پورہ سے مشتق ہیں جس سے مراد ارکان ہے اور ارکان کی وجہ تسمیہ صفحہ ۲۵ بالا میں دی گئی ہے۔ اور رخامی اور رخنگی سے ارکانی مراد ہے۔ کیونکہ ارکانی مگھی زبان میں "رکھائنگ برے" اور برہمی زبان میں "یکھائنگ پیے" ملک ارکان کو کہتے ہیں اور "رکھائنگ یا یکھائنگ۔ رکھائنگی یا یکھائنجی" ارکانی کو بولتے ہیں۔ رکھا کا معنی کوئی مردم خور بولتا ہے

اور کوئی محافظ بتاتا ہے۔

مگر زمانۂ سابق میں ارکان کو "دھنیاودی" (یعنی دھان کی وادی یا دھان پیدا ہونے والا دیس) بھی بولا جاتا تھا جو ابتک ادبی و مذہبی کتاب میں مستعمل ہوتا ہے۔ اور تاریخ ارکان روشنگ پنجالی اور سید شاہ علاؤل رحمہ اور دیگر مسلم مصنفین کی کتب میں ارکان کے نام "روشنگ اور رو خام" دیئے گئے ہیں۔ بقولِ بزرگان ارکان کا رخام پڑنے کا سبب یہ بھی ہے کہ یہاں ایک قسم کی سفید دھات ملتی تھی جس سے چاندی نکلتی تھی۔ اور ارکان میں اس کو رخام بولا جاتا تھا۔ اور یہ بمطابق لغت کشوری عربی لفظ ہے جس کے معنی پتھر سفید اور نرم ہے اس لئے ارکان کو رخام یعنی چاندی کا دیس بولا جاتا تھا اور برہما کو زرآیا دیا سونے کا دیس کیونکہ وہاں سونا بکثرت ملتا تھا۔

چونکہ چاٹگام اور ارکان میں بعض بستیاں روشنگری اور روشنگیر اگر یا روشن ہیں کے نام سے موسوم ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بنگال نے سلطان نصرت شاہ کے عہد سے ارکان کو روشن یا روشنگ نام دیا ہوگا جس کے باعث تاریخ ارکان "روشنگ پنجالی" (یعنی ارکان کی تاریخ منظوم) کے نام سے موسوم ہوا۔ کیونکہ نصرت شاہ کی یادگار تالاب وغیرہ چاٹگام کی روشنگری بستی میں موجود ہیں اور ارکان کے شہر میوہاؤنگ میں اوسی کا نام کندہ ایک پتھر ہے۔ اس کا سبب بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہے۔

لیکن سرکار انگریزی نے انیسویں صدی عیسوی کے فارسی اسناد (سرٹیفکیٹ) اور پٹے جس سے کیونگ یعنی گاؤں کا تحصیلدار اور زمیندار

مقرر کیا جاتا تھا، اور فارسی خط و کتابت میں ارکان کو رخنگ استعمال کیا ہے اور مسٹر روبرٹسن کے مصنفہ "فرسٹ برہمیں وار کے سیاسی واقعات" میں ریکان (RECON) ارکان کو اور "رخنگی" ارکانی کو نامزد کیا گیا ہے۔

مذکورہ بیانوں سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جب پندرھویں صدی عیسوی سے ہندی مسلمان رفتہ رفتہ ارکان میں سکونت گزیں ہوتے گئے تو انھوں نے لفظ رکھائنگ پر فارسیت کے رنگ چڑھا کر اسے مختلف صورتوں سے ضرور استعمال کیا تھا جن کی پیروی کرتے ہوئے ارکانی مسلم شعرا اور علما نے اپنی تصانیف میں رخام، رخنگ اور روشنگ کا زمانہ کے تغیر و تبدل کے مطابق استعمال کیا ہے۔ مگر باوجود اس قدر انقلابات اور حوادث زمانہ کے لفظ "رحمی" نے اپنی قدرتی قوت کو بگڑی ہوئی صورت حالی "روانیہ یا روانگیہ" میں قائم رکھا ہے کیونکہ عوام الناس کے روز مرہ بول چال میں یہی لفظ مستعمل ہوتا ہے۔

(۳) زربادی

فی الحال برہمی زبان بولنے والے مسلمانوں کو کوئی زربادی بولتا ہے اور کوئی زیربادی۔ اور برہمی زبان کی تواریخ "کونبنگ سیٹ" اور "مہاراجوین" میں کلا بیو۔ پاسی (فارسی) ابرہما مسلموں کے نام دیئے گئے ہیں۔ مگر عوام الناس تو عموماً زیربادی ہی بولا کرتے ہیں۔ بلکہ سرکاری دفاتر میں بھی یہ لفظ رفتہ رفتہ جگہ پا رہا ہے۔ مگر ہمیں اس امر کی تفتیش کرنی لازم ہے کہ تاریخی حیثیت سے کونسا نام اصل قدیم فصیح اور صحیح تر ہے اور اس بارے میں اس کمترین ناقص الفہم کی ذاتی رائے حسب ذیل ہے۔

درحقیقت زربادی اور زیربادی یہ دونوں فارسی الفاظ ہیں۔

اوّل الذکر زرآباد سے نکلا ہے جو زر (سونا) اور آباد (دیس) سے مرکب ہے اور تخفیف کے لحاظ سے آ محذوف پڑا ہے اور اس سے سونے کا دیس "برہما" مراد ہے۔ اور ثانی الذکر زیرآباد سے آیا ہے جو زیر (نیچے) اور آباد (دیس) سے مرکب ہے اور تخفیف کی رو سے آ محذوف ہوا ہے۔ اور اس سے مراد "لوئر برہما" یا نیچے برہما کا دیس ہے۔ جس کو برہمی زبان میں آوک پیئے" یا "آوک میاسمہ پیئے" بولا جاتا ہے۔ اصول کی رو سے اول الذکر سارے برہما کو کلیتہً حاوی کرتا ہے اور ثانی الذکر جز ہے جو کل پر حاوی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور لوئر برہما ہی تک محدود ہے۔

اگر ہم بغور تعمق مقابلہ اور مواخذہ کے ساتھ تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں بیشک یہ پتہ چلتا ہے کہ درحقیقت زرآباد یا زرباد صحیح ترجمہ ہے سنسکرت اور پالی لفظ سُوَرْن بھومی یا سُبرن بھومی کا۔ سورن یا سبرن بمعنی سونا اور بھومی بمعنی زمین یا دیس ہے جس سے "میامہ شوے پیئے ڈو" یعنی زرآباد ملک برہما مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سبرن بھومی کا ذکر گوتم بدھ کے حالاتِ زندگی اور دیگر بدھ مذہب کی کتب جتا کا وغیرہ میں کیا گیا ہے اور برہمی تاریخ۔ ادب اور راجگان برہما کے خط و کتابت اور اخبارات میں بھی پایا جاتا ہے (دیکھو راجہ برہما کے خطوط۔ سفارت آوا میں)

علاوہ ازیں لاسن نامی فرنگی جغرافیہ داں نے ٹولیمی کے نامزدہ "خریسے" کو ٹھاٹھوں اور پیگو کا علاقہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ لغت میں خریسے کا معنی سونا ہے اور ٹھاٹھوں تلائن زبان میں سونے کو کہتے ہیں۔ جو خریسے کا ہم معنی لفظ ہے اگلے زمانے میں ٹھاٹھوں اور پیگو بڑے بندر شہر تھے جہاں سے سونا دساور کو جاتا تھا اور عرب ایرانی اور فرنگی تجار۔ اور

سیاح وہاں آتے تھے بلکہ وہاں بغرض تجارت بستے تھے۔ جنہوں نے اپنی اپنی زبان میں ضرور اس ملک کا نام یوں صحیح ترجمانی کر کے دیا تھا۔ مگر وہ سونا یہاں نہیں ملتا تھا بلکہ چین کے مغربی علاقہ یونن وغیرہ سے یہاں آتا تھا اور خود اپر برہما کے بعض مقامات میں سونا ملنا جغرافیہ سے بھی ثابت ہے۔ و نیز سفرنامہ سر مارکو پولو جلد دوم صفحہ ۱۰۱ میں ملک "زرد ندان" کا ذکر ہے جس کا محل وقوع بمطابق نقشہ مارکو پولو یونن اور بھامو کے درمیان ہے اور جس کو تاتاریوں نے ۱۲۷۲ء میں برہما سے چھین لیا تھا (دیکھو صفحہ ۵۸ بالا میں) اور صوبہ زرد ندان کی وجہ تسمیہ مسلم اور فرنگی مؤرخین رشید الدین اور ہارو وغیرہ یوں بتاتے ہیں کہ یہاں سونا بکثرت ملتا ہے اور یہاں کے لوگ اپنے دانتوں پر سونے کے خول بطور زینت لگاتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ چونا اور کتھا کو پان کے ساتھ چبا کر یہاں کے لوگ اپنے دانتوں کو سرخ یا سنہرے رنگ کے بناتے ہیں جو رواج ہند چینی میں عام ہے۔ اس لئے اس ملک کا نام "زرد ندان" پڑا ہے"۔

مزید برآں فی زمانہ برہما لوگ لفظ شوے یعنی زر کا استعمال محبت پیار اور عزت کے موقع پر کرنا کمال فصاحت بلاغت اور فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ منڈلے شوے میوڈو (سنہری شہر منڈلے) شوے نندو (تخت زریں) اور شوے ڈگوں (سنہرا بتخانہ) وغیرہ۔ اس لئے زر بادی سے سنہرے دیس والا مراد ہے۔

اب امور مذکورہ بالا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی سے فارسی زبان بولنے والے مسلمانوں یعنی تاتاری مغل وغیرہ

کے برہما میں آنے کے سبب سے زرباد اور زرباری کا استعمال ملک برہما اور اہل برہما کے شان میں ضرور کیا تھا بلکہ راجگان برہما اور ارکان کے دربار میں برہمی مگھی فارسی اور عربی زبانوں سے ماہر و کامل مترجمان موجود تھے جنہوں نے مسلم فرزندان برہما کے صحیح نام زرباری کی ترجمانی میں ضرور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا جو سبرن بھومی کا ہم معنی تاریخی نام سے منسوب ہے۔ اس لئے برہما مسلموں کو اکثر لوگ زرباری بولتے ہیں مگر قریباً چھ سو سال کی مدت ورانہ میں لفظ زرباری نے اپنی اصلی صورت بدل کر زیرباری کی شکل پکڑلی ہے جو غلط عام فصیح الکلام بن رہا ہے۔

اب اس سے عیاں ہے کہ لفظ "زرباری" برہما مسلموں کا زیادہ قدیم اصل اور فصیح نام ہے بہ نسبت زیرباری وغیرہ کے۔

(۴) زیرباری اوپر میں بیان کیا جاچکا ہے کہ درحقیقت زیرباد سے لوئر برہما مراد ہے اور زیرباری سے لوئر برہما والا۔ جو سارے برہما اور اہل برہما کو کلیۃً ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ اب ہمیں دوسرے پہلو سے تحقیق و تفتیش اور مواخذہ دیکھنا لازمی امر ہے کہ تاریخ کے رو سے اس کا مادہ اور وجہ تسمیہ کیا ہے اور کس حد تک اس کی صحت ہو سکتی ہے؟

یوں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ زیرباد موسمی ہوا کا نام ہے جس کے ذریعہ سے تجارتی جہاز برہما میں آتے جاتے تھے۔ اور ایرانی مسلمان سوداگروں نے یہ نام رکھا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ زیرباد بگاڑا ہوا لفظ "زباہ" یا زباج کا ہے جو ملایا کا ایک مقام ہے جہاں سے عربی نسل مسلمان برہما میں آکر بسے تھے۔ مگر بجز کتب نصائص کے ملک زیرباد کا ذکر کسی

Marfat.com

تاریخ برہما میں پایا نہیں جاتا ہے۔ ہاں بیشک ارکان کی لکھی تاریخ اور رونسنگ بنجالی نامی بنگالی تاریخ میں اس لفظ زیر بادی کا ہم معنی نام آوک تھا۔ دیا گیا ہے جس سے مراد برہما قوم ہے یعنی برہمی زبان بولنے والے لوگ جن میں مسلمان اور بدھ دونوں شامل ہیں۔ آوک بمعنی زیر اور بھا بمعنی آبادی ہے اور ارکانی لوگ اب تک ان کو یوں پکارتے ہیں۔ کیونکہ برہما کے بہت پرانے راجدھانیاں بھارا، پکھتر ا اور رنگان وغیرہ کی محل وقوع ارکان کے دارالحکومتوں کے نیچے کے عرض البلد پر واقع تھیں جہاں سے برہما قوم نے رفتہ رفتہ شمال کی جانب چل کر آوا منڈلے اور امرپورہ میں پایہ تخت بنایا تھا جو دراصل قوم شان کے مقبوضات تھے۔

علاوہ ازیں اوسط زمانے کے تلائن اور مسلمان لوگ جو پیگو، ٹھٹون اور مرتبان وغیرہ میں رہتے تھے وہ بہ نسبت برہما قوم کے زیادہ تہذیب یافتہ اور علوم وفنون میں اعلیٰ پایہ کے تھے جب برہموں نے ملک تلائن کو فتح کیا تھا تو ان تلائن اور مسلمانوں کو جبراً پکڑ کے اپر برہما میں لاکر بسائے گئے جو اوپر کے صفحہ ۲۲، ۵۳ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ بیشک وہ لوگ وہیں جاکر اپنی شرافت اور تہذیب کے امتیاز کے لئے فخریہ اپنے تئیں زیر بادی (نیچے دیس والا) ضرور جتاتے تھے۔ جو کہ ان کا شایان شان تھا۔ مگر بعض لوگ اپنی نئی بستی کے نام سے بھی موسوم ہوئے جیسا کہ انوا (آوا) اور میبے ڈو مسلمان۔

اس وقت لفظ زیر بادی کو بعض لوگ تحقیر آمیز خیال کرتے ہیں خصوصاً ارکان کے مگ لوگ اپنی پڑوسی فاتح قوم برہما کو اپنے قدیمی بغض وعناد کے سبب سے یوں بلایا کرتے ہیں۔

Marfat.com

لہٰذا اوپر کے بیانوں سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ تاریخی حیثیت سے لفظ زیربادی اصل قدیم اور فصیح تر ہے اور زیربادی نسبتاً جدید اور غیر فصیح ہے۔

میڈو

میے ڈو یا میڈو در حقیقت ضلع شویبو (اپر برہما) کا ایک بڑا شہر ہے جو یونن منی پور اور ارکان کے درمیان واقع ہونے کے سبب سے بڑی فوجی چھاؤنی بنا ہوا تھا جس کو قبلہ خاں کے سپہ سالار نصیر الدین نے ۱۲۷۷ء میں فتح کر لیا تھا۔ اس لئے وہاں رفتہ رفتہ مختلف اوقات میں مختلف مقامات کے مسلمان (عرب ترکی ایرانی ہندی اور ارکانی) جا کر بسے تھے یا بسائے گئے تھے جو اوپر کے صفحات ۵۳ و ۵۴ اور ۱۸۳ کے بیانوں سے ثابت ہوتا ہے۔ اس شہر کی قوت بازو پر عالم پھیرا اور دیگر راجگان برہما نازاں تھے۔ کیونکہ ہر مشکل مہم اور نازک وقت میں یہاں کے مسلمان بڑے کارآمد اور فتحیاب ثابت ہوئے تھے۔ اس لئے یہاں کے قدیم مسلمان اپنے تئیں فخر کے ساتھ "میے ڈو" کہلاتے تھے اور ان کی اولاد اب تک اسی نام سے مشہور ہیں۔ گو کہ برہمی تاریخ میں وہ کلابیو وغیرہ نامزد کئے گئے ہیں۔ جو اب متروک ہو چکے ہیں۔ اس لئے "میڈو" برہما مسلموں کا ایک معزز قومی نام ہے جو شہر میڈو کی مسلم جنگی قوم سے منسوب ہے۔

بمطابق برہما مسلموں کے قدیم حالات کے اس خاندان کے بزرگ بانیانِ شہر میڈو قاضی شوے وا۔ قاضی شوے ڈون۔ قاضی پنتھوا۔ قاضی میاٹچا۔ من سیبھارا من نیمیو گونڈریٹ۔ من نواہیرہ اور من نانورہ تھے جو سنہ ۹۰۰ برہمی بمطابق سنہ ۱۵۳۸ عیسوی میں شہر

آوا کے راجہ سنے کے عہد میں تین ہزار ارکانی مسلم مہاجرین کے ساتھ یہاں بسے تھے۔ معلوم ہو کہ ملک برہما کے پچیس شہروں میں سے بارہ مقامات میں وہ ارکانی مہاجرین بسائے گئے تھے۔ یعنی ٹنگو یمیدین۔ ینگرن۔ تنگڈو۔ پنگڈلے۔ یومی۔ سین تھا۔ شینتر ا۔ میڈو۔ ڈپیرن اور تنگسوے۔ (برہما مسلموں کے قدیم حالات از سیا پھو چے صفحہ ۳۸ تا ۴۲) جس کا بیان صفحہ ۱۵۷ بالا میں کیا گیا ہے۔

(۴) ملک برہما کی حکومت

(۱) راجگانِ برہما کے طرزِ حکومت

علاوہ "اِنشے مِن" ولیعہد سلطنت، "اَمَتْ جی"۔ (وزیر اعظم)، "وُدن یا وُنجی" (وزرا یا اعلیٰ افسران) وغیرہ کے راجگانِ برہما کی حکومت کے لئے حسب ذیل افسران مقرر کئے جاتے تھے۔

(۱) بوئیں (Bo. BIN) نوا ضلاع کا گورنر یا حاکم اعلیٰ ہوتا تھا جس کو راجہ مِندون کے عہد حکومت میں "شے وُنڈ و مھو تنا تھنگا میودون منجی مہا وُنگا ڈنگ چوسوا" شاہی خطاب یا اعزازی نام ملتا تھا۔ اور وہ ایک ڈویژن کا اعلیٰ حاکم عدالت دیوانی اور فوجی افسر ہوتا تھا۔

(ب) اُس کا رکن یا مددگار ایک سکریٹری یا ناظم ہوتا تھا جس کو "کیا ئنگ سَاپے جی" کہتے تھے۔ وہ سارے احکام وُنڈو مھو کی اجازت سے نافذ کرتا تھا اور عدالت اور فوجداری مقدمے کی سماعت کرتا تھا۔

(ج) وُنھتو ایک افسر ہوتا تھا جو وُون اور سَوبَوا کے ماتحت مقرر کیا جاتا تھا

(د) میووُن کسی خاص شہر کے حاکم اعلیٰ کو کہتے تھے جس کا رتبہ وُنڈو وُمھو کے نیچے ہوتا تھا۔ شہر کے باہر اس کا حکم نہیں چلتا تھا اور وہ عدالت اور فوجداری مقدمے کا فیصلہ کرتا تھا اور خراج شاہی بھی وصول کرتا تھا۔

(ہ) مِن تَتھو اعلیٰ فوجی افسر (سپہ سالار) کو کہتے تھے جو وُنڈو وُمھو کے ماتحت ہوتا تھا۔

(و) یمِن سَایئے مُنشی سے ذرا اعلیٰ رتبہ کا اور مِن تَتھو کے نیچے درجہ کا افسر تھا جس کو عدالت و فوجداری اور وصول خراج اور محصولات کا اختیار یا مجاز کیا گیا۔

(ز) مِن گاؤنگ نیچے درجے کے افسران ہوتے تھے جن کو عدالت دیوانی اور فوجداری اور وصول خراج کا مجاز تھا۔

(ح) میو تھوجی۔ شہر کے حاکم کو کہتے تھے۔

(ط) تھوجی۔ کھجی یا یوا اُتجی (ارکانی رواسوگری کہتے ہیں) یا اُجی تھاجی بستی کے حاکم کو کہتے تھے۔" (آپر برہا گزیٹیار حصہ دوم جلد سوم صفحہ ۱۳۰)

(۲) انگریزی حکومت

۱۸۲۶ء سے سارا ملک برہما سرکار انگریزی کے قبضے میں آ گیا اور ۱۹۱۹ء کے قبل اس کی حکومت کے لئے ایک حاکم اعلیٰ وائسرائے ہند کے ماتحت مقرر کیا جاتا تھا جس کو لفٹنٹ گورنر کہتے تھے۔ اور اس کی مدد اور مشورہ کے لیے ایک کارکن کونسل (مجلس قانون ساز) ہوتا تھا۔ لیکن ۱۹۱۹ء سے ڈائرکی حکومت قائم کی گئی اور بجائے لفٹنٹ گورنر کے ایک گورنر حاکم اعلیٰ وائسرائے ہند کے ماتحت متعین کیا گیا جسکی تائید اور مشورہ کے لیے ایک سو تین ممبروں کا ایک کونسل (مجلس واضع قوانین) منتخب کیا جاتا تھا اور دو وزرا محکمہ

جنگلات اور سررشتہ تعلیم وغیرہ کی نگرانی کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ گورنر کے ماتحت آٹھ کمشنر (جو ہر ڈویژن کا حاکم اعلیٰ ہے جس کو وون شِنڈ ومنجی کہتے ہیں) اور بیاکیس ڈپٹی کمشنر یعنی نائب کمشنر یا جج (جس کو ہر ضلع کا حاکم اعلیٰ یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا "ایرے بائغگ" رہنا کہتے ہیں) مقرر کئے گئے ہیں علاوہ بریں ہر سب ڈویژن کی حکومت کے لیے ایک سب ڈویژنل افسر یا مجسٹریٹ (جس کو نئے بانگ ویرن تھک من" کہتے ہیں) اور ہر ٹوون شپ کے لئے ایک ٹوون شپ افسر یا مجسٹریٹ (جس کو "میوک" کہتے ہیں) اور ہر بڑی بستی یا چند چھوٹی بستیوں کی حکومت کے لئے ایک ایک ہیڈ مین (جس کو تھجی یا تھوجی یا روا سوگری کہتے ہیں) منتخب کئے جاتے ہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، سب ڈویژنل مجسٹریٹ، ٹوون شپ مجسٹریٹ اور ہیڈ مین حسب قانون علاوہ خراج یا محصولات وصول کرنے کے فوجداری اور عدالت کے بعض مقدموں کی سماعت کرتے ہیں۔ مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کمشنر اپیل کے مقدمے بھی فیصلہ کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے عدالت گستری کے لئے ۱۹۲۲ء میں شہر رنگون میں ہائی کورٹ قائم کیا گیا ہے جس میں جج مقرر کئے جاتے ہیں اور ہائی کورٹ کے ماتحت ڈسٹرکٹ اور سیشن جج ہر ڈویژن میں متعین ہیں۔ جن کے ماتحت اڈیشنل یا اسسٹنٹ سیشن جج۔ سب ڈویژنل جج اور ٹوون شپ جج مقرر کئے جاتے ہیں۔

لیکن گول میز کانفرنس لندن اور سائمن کمیشن کی سفارشی رپورٹ پر برٹش پارلیمنٹ نے ۱۹۳۶ء سے برہما کو ہندوستان سے علیحدہ دسپاریشن کیا ہے اس لئے موجودہ حکومت برہما کے لئے ایک گورنر مقرر

Marfat.com

کیا گیا ہے جس کے ماتحت اٹھانوے محکمے حوالہ کئے گئے ہیں۔ اور دو مجلس قانون ساز منتخب ہوتے ہیں۔ اور اُن میں سے سات محکمے خاص گورنر کے اختیار میں اور باقی اکیانوے محکمے اہل برہما کے اختیار میں دیئے گئے ہیں یعنی ایک سو تیس منتخب شدہ اناسی ممبروں (لوگوں کے نمائندوں) کے ماتحت ہیں۔ اور اُن ممبروں میں نو وزراء جن میں سے ایک وزیر اعظم ہوتا ہے، اور نو سکریٹری تنخواہ پر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور ان اناسی ممبروں کی جماعت کو لوئر ہاؤس (خانۂ زیرین) کہتے ہیں۔ علاوہ اس کے گورنر کی تائید اور مشورہ کے لئے ایک ہوم ممبر اور چھتیس ممبران اپر ہاؤس (خانۂ بالا) کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔

محکمے جو گورنر کے خاص اختیار میں ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) محکمہ جنگ (۲) محکمہ دینی عیسائیت (۳) محکمہ ریاستہائے دیسی اور سرحدی صوبجات (۴) محکمہ کرنسی اور سکہ جات (روپیہ پیسہ اور نوٹ کاغذ وغیرہ بنانا) اور تبادلہ سکہ جات (اکسچینج) (۵) محکمہ تقرر افسران اور (۶) محکمات تعلقاتِ غیر ملکی۔ بنک۔ ریلوے تار برقی تجارت اور مدافعت فوجی (بری بحری اور ہوائی)

مگر معلوم ہو کہ جب اہل برہما خوب لائق سلطنت کے بن جائیں گے یہ محکمے بھی رفتہ رفتہ اُن کو حوالہ کر دیئے جائیں گے۔ مگر اس مقام پر ہم سارے ارکانی اور برہما مسلم فرزندانِ برہما کو بہت حسرت حیرت اور غیرت کی نگاہ سے دیکھنا پڑتا ہے کہ قلیل التعداد اقوام۔ یعنی کرین کے لئے بارہ ۱۲ نمائندے اہل ہند (انڈین) کے واسطے آٹھ ۸۔ اینگلو برہمن کے لئے دو ۲ اور یورپین (فرنگی) کے واسطے تین نمائندے مخصوص

کیے گئے ہیں اور باقی ایک سو سات جنرل کنسٹی ٹیونسی کے لیے جس میں کثیر التعداد قوم برما ہے۔ اور برما مسلموں اور سارگانی مسلموں کو خاص نمائندگی کا حق نہیں ملا ہے۔ اور وہ گویا فٹ بال کے گیند بنے ہوئے ہیں۔ گو کہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی رو سے اُن کی تعداد قریباً چھ لاکھ تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء میں بھی قریباً یہی ہے۔ یعنی وہ برما میں پہلے درجے کی قلیل التعداد قوم ہیں۔ (۱)

(۳) مادر برہما کو فریادِ برہما مسلم

برہما ماتا! اے ہماری جانِ جاں!
خوبصورت پاک طینت تو تو ہے
دلربائی میں تو یکتا ہے زماں
تھے ترے شیدائیاں خاقانِ چیں
مہر و انجم بھی ترے حلقہ بگوش
کیا حفاظت تیری ہے قدرت نے کی!
کیا پہاڑ تیری بنے ہیں اوڑھنیاں!
زیب تن تیرے ہیں گل اور سبزہ زار
کرتی ہے پنکھا تجھے بادِ نسیم

چھوڑ کر تجھ کو چلیں ہم تو کہاں
چشمۂ فیض اور برکت تو تو ہے
ہے محبت تجھ سے سب کو بیکراں
اور شہنشہ ہند و انگلینڈ بالیقیں
پاسبانی کرتے ہیں وہ تو ریوش
سر بفلک کوہ و سمندر سے کی
یوم رہا ہے بحر تیری ایڑیاں
کیوں نہ ہو خلق اللہ تجھ پر جاں نثار
کرتی ہے دلشاد بھی بادِ شمیم

نوٹ:۔ سنہ ۱۹۴۱ھ کی مردم شماری کی سرکاری رپورٹ شائع نہیں کی گئی ہے

ابرِ رحمت تجھ پہ لاتا ہے خدا — سیر وہ عالم کو کرتا ہے سدا
ہیں وہ لبریز ندیاں تیری رنگیں — کہ ازل سے گاتی تیرے گیت ہیں
کیا مقدس نہر ہے ایراودی — ہے رواں تیرے جگر میں وہ ندی
شکم میں تیرے نہاں ہیں سیم و زر — اور یاقوت لعل و گوہر سر بسر
گود میں تیری پلے صدیوں سے ہم — ساتھ تیرے دوسرے بچوں کے ہم
تیرے بچے ہیں مسلماں بھی کوئی — کوئی تو بدھ اور کرسٹان بھی کوئی
مسلم و بدھ ہیں تیری دو پتلیاں — جن سے دیکھی تھی صواب و غلطیاں
یا وہ دونوں ہیں ترے دو دست و پا — کر رہے ہیں بندگی تیری سدا
پر "انا الموجود لاغیری" کا دم — بھر رہے ہیں اہلِ بدھ اب بیش و کم
کہہ رہا مسلم ہم ہیں تجھ سے باوفا — کیوں بلائے جاتے ہیں اب ہم گدا؟
برہما مسلم بندگانِ خستہ حال — پی رہے ہیں خونِ دل ہو پُر ملال
پیار سے پالتی تھی تو ہم کو یہاں — وہ ہماری قدر و عزت ہے کہاں؟
تجھے ہمارے قدرداں خرد و کلاں — راجگانِ برہما و ارکان بھی یاں
ہم تناصرین سے تو تا ارکان بسے — اور پیگو سے تا ذردتدال بسے
چپے چپے پر جبیں کا ہے نشاں — وہ پرانی مسجدیں اور بدھ مکاں
فوجِ عربی اور ہندی میں تھے ہم — فوجِ بری اور بحری میں تھے ہم
تیری حرمت میں تھے ہم تو کٹ مرے — تا سیام و شان و آسام جا لڑے
لڑ چکے ہم بہرِ آزادی تری — واسطے تیرے لڑیں گے ہر گھڑی
ہے ہمارے خون آلود تیری خاک — اُس کا خود شاہد ہے تو اے ارضِ پاک
ہم کو اب یہ عرض کرنا اشتیاق — "اپنے بچوں کو تو رکھ بالاتفاق"
ہے خلیلِ کمتریں کی یہ دعا — سب مسلمانوں کو خوش رکھ اے خدا

---

(۴) تعلیمی حالات

معلوم ہو کہ انیسویں صدی عیسوی کے قبل سارے ملک برہما کے مسلمانوں کی دینی تعلیم کی حالت ویسی تھی جیسی کہ دیگر بلاد اسلامیہ میں رائج تھی یعنی مساجد مکاتب اور مدارس میں دیسی زبان سے ماہر کامل معلمین خواندکاراں یا ملاجی صاحب بلاتنخواہ یا باتنخواہ قرآن مجید اور دینیات وغیرہ بطرز صوت اور سبیں و بخوان حتی الامکان اکبری[1] اصول تعلیم کی پیروی کرتے ہوئے پڑھایا کرتے تھے۔ مدت معینہ میں قرآن شریف ختم کرانے کے بعد دینیات کے ضروری مسائل کو بصورت نظم اور نثر پڑھانے کے علاوہ فاتحہ خوانی۔ زیارت خطبات جمعہ عیدین اور نکاح عربی مولود شریف اور دعوات مرگ مناجات وغیرہ بھی سکھائے جاتے تھے۔ بریں غرض علمائے متقدمین برہما اور ارکان نے رہمی یا گھمی اور ارکانی مسلم زبان میں لکھی ہوئی کتب دینیات فقہ اور تصوف وغیرہ جیسا کہ مراۃ الکونین اور خلاصۃ الفقہ (رہمی یا گھمی میں لکھی ہوئی) کیدانی تحفہ نصیحہ اور سراجیہ وغیرہ (عربی حروف میں) کو ترجمہ کرکے دینیات وغیرہ کے بحر محیط کو کوزے میں بھر دیا ہے جن کو پڑھ کر عوام الناس اب تک اس سے ہدایت پذیر ہو رہے ہیں۔ اس مقام پر مشہور علمائے ارکان کی تصانیف سے چند نمونے عام مسلمانوں کی آگاہی کے لئے نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو قدیم ارکانی مسلمانوں کی رسم تحریر کے مطابق حسب ذیل ہیں۔

(۱) چنانچہ سید شاہ علاول رحمۃ اپنی تحفۂ نصیحہ میں لکھتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — قسم ۳ نیۓ شیئر عجی قصہا عشیم
بر بھور مصیا آگے کر ھوں غفار — نر و قس اعادی اسرجن زا ھار
شنومیۓ آکاش تہا پیسے تھمبر بشتو — نو کا شیسے آکا شیخترد شنسی یا لد
النجم گر ھو عرش ہمت دلیسے جتو — کھتیۓ غفار کھو شنکا آسیے کتھو

[1] شہنشاہ اکبر کے نصاب تعلیم جو قدیم زمانہ میں رائج تھے۔

بات کنگور اے تھاکی چدی قلی بَعـ — نیشی دیشی عیسرہم اوڑے نو ائیس
بَید تروغنی تیتو عقی شغس ھیاءے — چاری شطا بَسے کنگور لاعو باءے
حیض نفاس جلدی پتر وکنیا ھعے — کان خور بنگ کھیا دبیدی نِسعے

(۲) مولانا عبد المطلب صاحب ارکانی کیدائی میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

شکل بیتیدیہ اکیا کبیسے نتعے — یاک شمس ث بشتو شط چندر ھعے
مشروعہ شمسی تینی شط تیج دش — تاتے فرض یک شط حوساءط فرتس
واجب چندر شط تواشی جابنیا — منت شطلک ار تو ساءط پاسیا
بشو شط اربان مستحاب صحی — غیر مشروعہ بید شط بان اشنی
لے سعے سلیش تاتے مباح ھعے شد — نوغ شط اربان اسعے مکروہ
چندر دقط ستر نیش حرام پر تاپک — مفید شطلک چندر شوں یک یک

حل ایشی ادی تشھد شہادت — لا اٹھی بار اکیا دیسے کو اشارت
تقار اوبیہ تارے نشد کبی تیسے — او ھنیفاء تارے حرام کھیسے

(۳) اور مولانا اسماعیل صاحب ارکانی اپنی سراجیہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

سراجی شفیقہ بالکو کیخت تو ریا — جیتی اسماعیل کھے بڑھو کے بجھابیا
دیا تیتو بابر کتھا شوں ھما شعے — میں اتو حصہ جان سعے مت ھعے
پرمتے دوئی حصہ ھتے پلمے پاءے — دیا تیت چاری ھتے یک حصہ لعے
کنو تیتے اشط حصہ ھعتے یک بیتو — جیٹریت تین ھتے دوئی بھاگ لیتو
پتیمت تین بھاگ یشہ بھاگ شعے — سنستمت سعے غنفتش یک غنفتش لعے

شقف باب جیی رہتا ۰ شوں تشہے دیا جیت ۰ خصمے پاءسے جبی ریث ۰
نتھاکیلی شوتا شوت ۰ ار جحاں پتر س شوت ۰ تب عر دیا نیب نسعے ۰
ار یک مت لوے ۰ جیں ہی پتر کنیا ھعلے ۰ پاءیت چاری ھتے یک ۰
الغرض اسی طرح دینیات کے مسائل کو اپنی مادری زبان میں

سیکھ ایک شخص اچھا خاصہ عالم یا خواندہ کار بن سکتا تھا۔ مگر اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے
فارسی عربی اور اردو کی کتب درسیہ عربی مدرسوں میں پڑھائی جاتی تھیں علاقہ
قیو قتو اور منگڑو وغیرہ میں ایسے مدرسے جا بجا قائم تھے جہاں اکثر طلبا مدت قلیل
تک عربی اور فارسی سیکھ کر بنگال اور ہندوستان کے دار العلوم عربیہ میں جا کر
علمیت کے اسناد اور دستار بندی حاصل کر کے آتے ہیں اس لیے اُن علاقوں
میں علما کی کثرت ہے۔ اور اس وقت بنگال اور ہندوستان میں عربی تعلیم پانے والے
طلبا کی تعداد قریباً پانسو ہیں۔ میں نے بچشم خود بہت سے ارکانی طالبہ کو مدرسہ
نیو اسکیم اور دار العلوم چاٹگام میں۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں مدرسہ فتح پوری اور
نعمانیہ اور طبیہ کالج دہلی میں فروری سنہ ۱۹۴۱ء میں پڑھتے دیکھا ہے اور مدرسہ
دیوبند اور سہارنپور وغیرہ میں بعض پڑھتے ہیں۔

بعد فراغت تحصیل قرآن خوانی اور دینیات عموماً اکثر مسلم لڑکے کبھی کبھی
جاؤں یا ساہو سیادگ یا رہا پنڈت کے مدرسے میں جا کر پالی یا برمی زبان
سیکھتے تھے اور چند سال کے عرصے میں علم ادب حساب نجوم اور طب میں مہارت
کامل پیدا کر لیتے تھے۔ بُدھ بھکشو اور پنڈت مسلم طلبہ کے ساتھ بلا تعصب نیک برتاؤ
کرتے تھے۔ مگر دیگر بدھ مذہب والے طلبہ کی طرح مسلم طلبہ کو بھی فرش پر پیشانی
رکھ کر اپنے استاد کے آداب بجالاتے ہوئے چند جملے رٹنا پڑتے تھے (اسی سبب
سے مجھے اور میرے چند رفیقوں کو کُک پنڈت کا درس چھوڑنا پڑا کیونکہ یہ کلام شرعاً
ناجائز تھا) اپنے استاد بھکشو یا پنڈت کی سفارش یا لیاقت اور نیک اخلاق
کے اسناد کے ذریعہ مسلم نوجوانوں کو راجگانِ برہما اور ارکان کے دربار اور
دفاتر میں نوکریاں بھی ملتی تھیں۔ اور وہ اپنے استادوں کے پاس تحفے وغیرہ
بھیج کر اُن کے ساتھ مربیانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اور اسی طرح بُدھوں کے لڑکے
بھی فارسی سیکھنے کی غرض سے اسلامی مدرسوں میں داخل ہوتے تھے۔ اور مدت
قلیل میں مہارت کامل پیدا کر لیتے تھے۔

لیکن انگریزی عملداری کے بعد سے یعنی انیسویں صدی عیسوی کے وسط

Marfat.com

برہما میں عام تعلیم و تربیت کے لئے علحدہ سررشتہ قائم کیا گیا اور سررشتہ تعلیم برہما نے برہمی انگریزی اور اُردو سکھانے کے لئے باقاعدہ اسکول جابجا جاری کر دیئے۔ چونکہ فارسی داں علما اور عوام الناس کے دماغ میں فارسی کی اشرف الکلامی کی شیخی بھری ہوئی تھی برہمی کے ذریعہ انگریزی پڑھنا حرام اور خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ برہموں اور رنگوں نے اس سنہرے موقع کو نہیں کھویا اور جلدی سے انگریزی سیکھ کر عہدہ ہائے جلیلہ قبضے میں لائے اور مسلمان منہ تکتے رہ گئے۔ چونکہ کثیر التعداد ہندوستانی سپاہی، افسران، تجار اور مزدور پیشہ لوگ برہما میں مقیم ہو گئے تھے اُن کے بچوّں کی تعلیم و تربیت کا اہم مسئلہ پیش ہوا انڈیا گورنمنٹ کی سفارش پر اور ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کے حکم سے سارے برہما اور انڈمان میں اُردو تعلیم کے لئے بہت سے امدادی مدرسے اور اسکول قائم کر دیئے گئے تھے بلکہ کثیر التعداد اراکانی مسلمانوں کی دلجوئی کے لئے اُردو پڑھانے والے مدرسین فراہم کرنے کی غرض سے پرائمری اور سکنڈری گریڈ ٹیچرز ٹرینیگ کلاس سرکاری نارمل اسکول اکیاب میں کھول دیئے گئے مگر اس زبان کو سکھانے والے ٹرینڈ مدرسین یہاں موجود نہ تھے اس لئے پہلے پہل بنگال کے مولوی اور مُلّاجی صاحبان مقرر کئے گئے جو اُردو کی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت کے معمولی قاعدے سے بھی ناآشنا تھے۔ اور کافی تعداد اسکولوں کی اراکان میں قائم کرنے کے بعد وہ نارمل اسکول شہر مولمین میں منتقل کیا گیا جہاں چند سال تک جاری رکھنے کے بعد اُردو پرائمری اور سکنڈری ٹیچرز کلاس برہما کے سرکاری نارمل اسکولوں سے ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے گئے۔ ہاں بیسویں صدی عیسوی کے اوائل سے اردو ایلیمنٹری ٹرینیگ کلاس اکیاب رنگون اور وغیرہ میں کھول دیئے گئے ہیں۔

اوّل اوّل بچوّں کے والدین اور مربیّوں کو اُردو تعلیم کی ترغیب دلانے کے لئے ہر کامیاب طلبہ کے لئے انعام دیا گیا اور بعد از آں پا تجسیدی اسکول بھی قائم کر دیئے گئے اور سفری ٹرینڈ مدرسین بھی مقرر کر دیئے گئے۔ اس زمانے میں ہر مدرس سند یافتہ یا بلا سند یافتہ کے حلوا روٹی بہت گرم رہے۔

Marfat.com

کیونکہ معلمین اور مدرسین کو تو منیجر اور بستی والوں سے کھانے پینے کے علاوہ قدیم دستور کے مطابق مقررہ تنخواہ سالانہ بھی ملتی تھی اور سرکاری انعام کا بھی پورا یا کچھ حصہ ملتا رہا۔ اسی سبب سے قدیم عربی و فارسی مدرسوں کو اردو نے اپنے رنگ پر لایا اور حلقۂ حامیانِ اردو وسیع ہوتا گیا۔ اور رفتہ رفتہ کثیر التعداد ویلنٹری ٹرینڈ مدرسین پیدا ہونے لگے۔ مگر جب سے اہلِ زبان ہندوستانی مدرسین اردو اسکولوں میں تعلیم دینے لگے تب سے اردو کے قالب میں نئی جان آگئی اور دیسی مدرسین بھی تحریر اور تقریر میں کامل بننے لگے بلکہ اکثر مدرسین خارجی امتحان دیگر اردو کی جماعت نہم اور دہم اور سکنڈری گریڈ اور ہائر گریڈ بھی پاس کر چکے ہیں اور اردو مڈل اور ہائی اسکول بھی رنگون اور ارکان میں قائم ہو چکے ہیں۔

لیکن اسی اثنا میں گورنمنٹ نے انعام اور عطیہ کی پالیسی کو بدل کر مدرسین اور منیجر کے لئے تنخواہ مقرر کر دی ہے اور جا بجا گورنمنٹ اردو اسکول یا ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپال بورڈ اسکول کھول دیئے ہیں۔ حتیٰ کہ صوبہ برہما میں تین ڈپٹی انسپکٹر مدارس اردو مقرر کیے گئے یعنی ایک حلقۂ ارکان میں دوسرا اپر برہما کے لئے اور تیسرا لوئر برہما اور انڈمان کے لئے۔ مگر افسوس اردو مدارس کے لئے کوئی خاص انسپکٹر آف اسکولز اب تک مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ گو کہ برہما مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے پر زور تجاویز پاس کر کے برہما گورنمنٹ سے بارہا استدعا بھی کی ہے۔

الغرض اسی اثنا میں سرسبز باغِ اردو پر بادِ مخالفت کے جھونکے چلنے لگے اور بیخ کن تحریکات شروع ہو چکی ہیں۔ مخالفین اردو کہتے ہیں کہ "کیوں ہمارے بچوں کو اس زبان کی تعلیم دیں جن کی مادری اور دیسی زبان اردو نہیں ہے۔ اور نصف صدی کی اردو تعلیم نے کتنے لائق شخص پیدا کیے جو اپنے اجداد اور دیگر ابنائے وطن کے ذخیرۂ معلومات کو صحیح اردو میں ترجمانی کر سکے اور کوئی اردو برہما لغت تیار کر سکے۔ اس لئے اردو نے ہماری قدیم رفتار ترقی میں رکاوٹ ڈال دی ہے۔ اور جبتک اس کے ساتھ ہی ساتھ

Marfat.com

برہمی زبان لازمی طور سے نہ سکھائی جائے تو ہم کبھی بھی اپنے مافی الضمیر کو دیگر برادران وطن کے آگے ظاہر کرنے کے قابل نہ ہوں گے بلکہ کوقفل ہیں بحیثیت جمہری جاکر الو بن کر بیٹھے رہنا پڑے گا اور ہم کو یہ پتہ نہیں چلے گا کہ آیا ہمارے مخالفین ہمیں دعا دیتے ہیں یا گالیاں۔

اس راز کے افشا کرنے سے ہرگز میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ اُردو تعلیم مطلق چھوڑ دی جائے۔ بغرض تعلیم دینیات ہمارے بچوں کو اُردو سکھانا از حد ضروری ہے بلکہ جب تک کافی تعداد کتب دینیات۔ ادبی اور اخلاق کا ترجمہ برہمی زبان میں نہ کیا جائے۔ سررشتہ تعلیم برہما میں اُردو قائم رکھنی چاہیئے۔ اور مخالفین کو بھی ایسے تباہ کن پالیسی سے باز آنا چاہیئے۔

(۴) رسومات فاتحہ اور دعوات خوانی

برہما اور اراکان کے قدیم علمائے کرام اور مشائخین عظام نے انواع و اقسام کی رسومات فاتحہ خوانی اور دعوات خوانی برائے دفع آفات و بلیات ایجاد کی تھیں چنانچہ ہزاری فاتحہ بر ارواح جملہ انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام۔ دعوات مرگ مفاجات ختم اکبر اور ختم جلالین وغیرہ۔ اور اسی غرض سے مختلف اقسام کی مٹھائیاں شیرینیاں اور اشیائے خوردنی پکوائی جاتی تھیں۔ جیسا کہ (۱) چار دانہ کی شیرینی۔ جو چاول کے آٹے چار سیر (ٹوکری کا ناپ) دودھ اور چینی چار سیر ہر ایک اور گھی ایک سیر اور نمک ایک پاؤ سیر کے تناسب سے پکائی جاتی تھیں (۲) مالیدہ چاول کے بھنے ہوئے آٹے چینی یا گڑ اور ناریل کے دودھ اور نمک سے بنائے ہوئے لڈو کو کہتے تھے (۳) سنت پیر یا شنتو پیر اور خواجہ پیر کی شیرینی صرف دودھ اور کیلے سے بنتی تھی اور اور (۴) سترہ دانہ یا سات دانہ محرم کی دسویں تاریخ میں انواع اقسام کے بیج دانے اور کبوتر یا گائے بکری کے گوشت ملا کر بطور کھچڑی پکاتے ہیں۔ اور ان سب چیزوں کو بکمال آداب و احتیاط اور باطہارت تیار کرتے تھے اور بلا فاتحہ اُن کا تناول کرنا گناہ اور باعث نزول آفات اور بلیات گمان کیا جاتا تھا بارہ حسینی اور نفوس والی

Marfat.com

عورتیں ایسی فاتحہ کیواسطے ابتک نہیں بناتی ہیں۔ سوائے سات دانہ کے باقی چیزوں کا فاتحہ اب متروک ہوگیا ہے۔

قدیم رسومات کی پیرو بعض ضعیف عورتوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ فاتحہ کے طبق اپنے برتن میں اپنے ہر خویش و اقرب مردہ کے لئے جداگانہ حصہ شیرینی کا رکھتی اور ملاجی صاحب سے ہر ایک مردہ کا نام بتا کر فاتحہ دلواتی تھیں اور بنڈے کے دیہات میں بعض ملا ایک پیالہ تاڑی اور کچھ پیسے بھی طبق پر لار کھنے کے لئے دعوی کرتے تھے۔ مگر مرگ مفاجات کے دعوات خوان ملاجی صاحبان ترک حیوانات کو بروقت دعوت خوانی ابتک ملحوظ رکھتے ہیں۔

(۵) برہما کے کشتی اور کشتی کے تماشے

قدیم زمانے سے کشتی کے کھیل اور کشتی کا تماشہ علاوہ تمٹ پوے (برہما ناچ گانے) کے برہما کے قومی کھیل تماشہ بنے ہوئے ہیں جن میں اکثر برہما اور ارکانی مسلمان بھی شریک ہو کر خوشیاں مناتے ہیں۔

(۱) کشتی کا کھیل یا تماشہ:۔ اکثر مسلم بستیوں میں اپریل اور مئی کے مہینے میں یہ تماشہ بڑے دھوم دھام سے ہوتا ہے جس میں قریب اور بعید کے مسلم مگ اور برہما کشتی باز جوان پہلوان (ربلی) اور تماش بین آکر تماشہ گاہ میں جمع ہوتے ہیں۔ کشتی باز اکھاڑے میں ناچتے اور کودتے ہیں اور رؤسائے بستی کے حکم سے کشتی پکڑتے ہیں۔ ہار جیت کا فیصلہ رؤسا کرتے ہیں اور بستی کے فنڈ کے روپیے سے کشتی بازوں کو حسب لیاقت اور کمالیت انعام دیا جاتا ہے۔ مگر سب سے بڑے پہلوان کو جھنڈا اور سنہری بار (پہلی تمغہ) بھی ملتے ہیں بعض وقت یہ تماشہ دو تین روز تک قائم رہتا ہے۔ اور بستی والے دور کے مہمانوں کو کھلاتے پلاتے بھی ہیں۔ بلا سرکاری اجازت نامہ حاصل کئے یہ تماشہ بتا قانون ممنوع ہے اور بستی کے رؤسا ہر فتنہ و فساد کو روکنے اور امن و امان قائم رکھنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

(ب) کشتی کا تماشہ:۔ اس تماشے کے لئے برہما مگ اور مسلم بستیوں میں بیس چالیس ہاتھ لمبی کشتیاں خاص کر بنوا کر رکھتے ہیں۔ ہر کشتی کو بیس چالیس نوجوان ناچتے گاتے ہوئے زور سے

دیکھتے ہیں۔ تماشہ گاہ دریا کے کنارے مقرر کی جاتی ہے جہاں دور دراز کی کشتیاں اور تماشائی جمع ہوتے ہیں بستی کے رؤسا کے حکم پر دو تین کشتیاں ایک دفعہ باری باری چھوڑ دی جاتی ہیں۔ رؤسا اور حکما ان کا معائنہ کر کے ہار جیت کا فیصلہ کرتے ہیں اسی طرح ساری کشتیوں کو چلوانے کے بعد ہر جیتنے والی کشتی کو جھنڈا اور تمغہ بطور انعام دیئے جاتے ہیں اور ساری کشتی والوں کو ناشتہ اور کھانا پینا بھی خوشی سے کھلاتے پلاتے ہیں اور تماشہ گاہ میں جابجا دکانیں کھلی رہتی ہیں بعض وقت دو تین روز تک یہ تماشہ قائم رہتا ہے۔ پہلے سے سرکاری اجازت نامہ لینے کے بغیر یہ تماشہ بنانا بھی قانوناً ناجائز ہے۔

(۶) مسلم شکاری اور ہرن شکار

چونکہ اہلِ بدھ کے نزدیک جانوروں کا شکار منع ہے۔ قدیم زمانے سے عموماً سارے برما اور ارکان کے مسلمان ہر قسم کے شکار کے بڑے مشتاق رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ارکان کا پلان پاڑہ (مسلم شکاری بستی) اور آیربہا کا کسو بو میو (شکاری بستی یعنی شو بو ان شکاریوں کے نام سے موسوم ہوئے ہیں مگر ہرنوں کا زندہ شکار پکڑنا خاص کر ارکانی مسلمانوں کا کام رہا ہے جس کو دیگر قومیں حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ علاوہ بندوق اور دیگر ذرائع کے اکثر ارکانی مسلمانوں سن پاٹ کے رسیوں سے بنائے ہوئے موٹے جال کے ذریعہ بھادوں کنوار اور کارتک کے مہینوں میں جبکہ دھان کے ہرے پودے اُگنے لگتے ہیں پیدل یا کشتی سے چلکر ہرن کا شکار کیا کرتے ہیں۔ قریب اور دور کی شکار گاہ کے جنگلوں میں جا کر اوّل استاد شکاری لوگ ہرن کے نقوش قدم کو تلاش کر کے تحقیق و تدقیق ان کا معائنہ کر کے ہرن کی موجودگی کا پتہ لگاتے ہیں اور بعدازاں جنگل کے تین اطراف جال کھڑے کر دیتے جاتے ہیں اور ایک سے طرف سے شور و غل مچانے کے لئے سب لوگ کھڑے رہتے ہیں اور ہر جال کے بیچوں بیچ میں ایک ایک طاقتور نوجوان ہرن پکڑنے کے لئے جھاڑی کی آڑ میں چھپ رہتا ہے اور جب استاد شکاری جنگل کے اندر گھس کر جھاڑیوں کو ہلا دیتے ہیں اور لوگ شور مچاتے ہیں تو ہرن دیوانہ وار دوڑ کر جال میں پھنس جاتا ہے اور چوکی دینے والا جوان فوراً اپنے ہرن کو اپنی قوت بازو سے خود پکڑ لیتا ہے کیونکہ جال خود ہرن کو مقید کر لیتا ہے بعض اوقات ایک یا دو درجن ہرن یوں دستیاب ہوتے ہیں بعض ہرن کو مضبوط رسی سے ہاتھ پیر جکڑ کر بند کر لئے جاتے ہیں اور کو ذبح کر دیئے جاتے ہیں اور سب شکاری خوشی خوشی اپنی بستی کو واپس آ کر گوشت کو یوں تقسیم کرتے ہیں۔ کہ ہر شکاری اور جال کے مالک کو ایک حصہ ملتا ہے مگر استاد شکاریوں کو دو تین حصّہ اور جس کے جال میں ہرن گرا ہو اُس کو سر اور چمڑہ بھی ملتے ہیں۔ بلکہ بستی کے بوڑھوں بوڑھیوں اور علما کو بھی تعظیماً اور دعائے خیر کے لئے ایک ایک حصّہ دیا جاتا ہے اور سارے حاضرین کو ہرن کا جو تیدہ گوشت صرف نمک اور مرچ ڈال کر کھانے کے لئے اُس وقت تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اکثر پہاڑی بڑے ہرن کو جس کو ارکانی عوبث ہرن کہتے ہیں) بندوق اور نیزے سے گرائے جاتے ہیں۔ اور بعض رات کے وقت بتی کی روشنی کے ذریعہ سے بھی ہرن کا شکار کیا کرتے ہیں جس کو ڈالا شکار کہتے ہیں۔ مگر اس میں شیر کے مقابلے کا بڑا خوف رہتا ہے۔

Marfat.com

فہرست راجگان برہما

(۱) خاندان انورتھا۔ پگان سنہ ۱۰۴۴ء تا سنہ ۱۲۸۷ء

انورتھا پسر کنشو چون بھیو سنہ ۱۰۴۴-۷۷ء۔ اس کے بیٹے (۱) سولو سنہ ۱۰۷۷-۸۴ء اور (۲) چانزیٹھ سنہ ۱۰۸۴-۱۱۱۲ء الاون سیتھو پسر چانزیٹھ سنہ ۱۱۱۲-۶۷ء من شین سو سنہ ۱۱۶۷ء۔ نراتھو سنہ ۱۱۶۷ء۔ نرا ستکھا سنہ ۱۱۷۰ء نراپتی سیتھو سنہ ۱۱۷۳ء ہتھیلو منلو سنہ ۱۲۱۰ء۔ چاسوا سنہ ۱۲۳۴ء اوزنہ سنہ ۱۲۵۰ء۔ نراسیہاپتی سنہ ۱۲۵۴ء چوسوا سنہ ۱۲۸۷ء۔ سو ہنیت سنہ ۱۲۹۸ء۔ اوزنہ سنہ ۱۳۲۵ء۔

(۲) راجگان خاندان ٹنگو سنہ ۱۵۳۱ء تا سنہ ۱۷۵۲ء دارالحکومت پیگو پھر آوا

من چینو سنہ ۱۴۸۶ء بانی خاندان ٹنگو جس کی اولاد سے راجگان برہما گزرے تھے۔ تبین شوے تھی سنہ ۱۵۳۱ء باین ناون سنہ ۱۵۵۱ء تدا باین سنہ ۱۵۸۱ء۔ اناوک پھٹ لون سنہ ۱۶۰۵ء۔ من ریڈیپہ سنہ ۱۶۲۸ء تھالون سنہ ۱۶۲۹ء پندلی سنہ ۱۶۴۸ء پیی سنہ ۱۶۶۱ء۔ نراودرا سنہ ۱۶۷۲ء۔ من ریچوڈین سنہ ۱۶۷۳ء۔ ستے سنہ ۱۶۹۸ء تننگنوے سنہ ۱۷۱۴ء مہادھمہ راجہ ڈپتی سنہ ۱۷۳۳ء

(۳) شجرہ خاندان عالمپیہ (الاون پھیہ) سنہ ۱۷۵۲ء تا سنہ ۱۸۸۵ء

دارالحکومت۔ شوبیو سنہ ۱۷۵۲-۶۵ء۔ آوا سنہ ۱۷۶۵-۸۳ء اور پھر سنہ ۱۸۲۳-۳۷ء۔ امرپورہ سنہ ۱۷۸۳ء سے سنہ ۱۸۲۳ء تک اور پھر سنہ ۱۸۳۷ء سے سنہ ۱۸۵۷ء تک اور منڈلے سنہ ۱۸۵۷ء سے سنہ ۱۸۸۵ء تک رہا۔

عالم پھیہ سنہ ۱۷۵۲-۶۰ء

- نونگڈوجی سنہ ۱۷۶۰-۶۳ء
- سین بیوشین سنہ ۱۷۶۳-۷۶ء
  - سینگو سنہ ۱۷۷۶-۸۲ء
- بودو پھیہ سنہ ۱۷۸۲-۱۸۱۹ء
  - ولیعہد سنہ ۱۸۰۸ء میں مرگیا
    - باجیڈو سنہ ۱۸۱۹-۳۷ء
    - تھراودی سنہ ۱۸۳۷-۴۶ء
      - پگان من سنہ ۱۸۴۶-۵۳ء
      - منڈون سنہ ۱۸۵۳-۷۸ء
        - تھیبو سنہ ۱۸۷۵-۸۵ء

(۴) تلائن راجگان تھاودی (پیگو)

دارالحکومت — پیگو سنہ ۸۲۵ء تا سنہ ۱۰۵۷ء - مرتبان سنہ ۱۲۸۶ء تا ۱۳۶۳ء
ڈونون سنہ ۱۳۶۳-۶۹ء اور پھر پیگو سنہ ۱۳۶۹ء تا ۱۵۳۹ء اور سنہ ۱۷۴۰-۴۷ء۔
کتھالا بانی شہر پیگو سنہ ۸۲۵ء - ویکالا برادر تھمالا سنہ ۸۳۷ء - اتھا سنہ ۸۵۴ء (بھانجا
ادیکا) سنہ ۸۶۱ء ایک سادھو (پیمو تنجی) سنہ ۸۸۵ء - گنیڈا سنہ ۹۰۲ء میگاڈیاجی
سنہ ۹۱۷ء - جیتادیہ سنہ ۹۳۲ء - قیرولیقہ سنہ ۹۴۲ء پنزلہ سنہ ۹۵۴ء اتماتھا -
سنہ ۹۶۷ء - الویمہ سنہ ۹۸۲ء - میگاڈیپانے سنہ ۹۹۴ء - تیکا تھمنتہ سنہ ۱۰۰۴ء
ابالا سنہ ۱۰۱۶ء - پنتاریکا سنہ ۱۰۲۵ء تیسا راجہ سنہ ۱۰۴۳ء - واریرو سنہ ۱۲۸۷ء خولو
سنہ ۱۲۹۶ء سو او سنہ ۱۳۱۰ء سوزین سنہ ۱۳۲۴ء زین لون سنہ ۱۳۳۱ء - سوای گنگادن
سنہ ۱۳۳۱ء - بنیا الیو سنہ ۱۳۴۸ء بنیا او سنہ ۱۳۵۳ء راجہ ڈریٹ سنہ ۱۳۸۵ء - بنیا دھمہ
راجہ سنہ ۱۴۲۳ء بنیا رن سنہ ۱۴۲۶ء - بنیا ررو سنہ ۱۴۴۶ء بنیا جان سنہ ۱۴۵۰ء موڈو سنہ ۱۴۵۳ء
ملکہ شلین شوبو (راجہ ڈریٹ کی یادسا بیٹی) سنہ ۱۴۵۳ء - دھمہ زیدی (پیمو تنجی) سنہ ۱۴۷۲ء
بنیا رن سنہ ۱۴۹۲ء تکا یوتی سنہ ۱۵۲۶ء شمیم تھتو سنہ ۱۵۵۰ء سمیم تھتو سنہ ۱۵۵۱ء سمیم
کتھوپڈیٹا کیتی سنہ ۱۷۴۰ء بنیا ڈالا سنہ ۱۷۴۷ء - اور سنہ ۱۷۵۷ء میں عالم پھیہ نے پیگو کو
فتح کیا اور بعد ازاں آزادی کے ماتحت پیگو رہا۔

(۵) راجگان ارکان

ارکانی لکھی تاریخ میں ۲۶۶۶ء قبل حضرت مسیح عم سے قدیم راجگان ارکان کے نام اور حالات دیئے گئے ہیں۔ جن کا ذکر غیر ضروری سمجھا گیا اس لیے چھوڑ دیا گیا ہے۔

(ا) شہر ویسالی کے راجے۔ ۷۸۸ء تا ۱۰۱۸ء۔

مہا ٹینگ سا چندرا ۷۸۸ء (جس کے عہد میں عرب ارکان میں بسائے گئے تھے)۔ ثریا ٹینگ چندرا ۸۱۰ء ملا ٹینگ چندرا ۸۳۰ء پولا ٹینگ چندرا ۸۴۹ء کالا ٹینگ چندرا ۸۷۵ء تولا ٹینگ چندرا ۸۸۴ء۔ سری تی ٹینگ چندرا ۹۰۳ء تھنگا ٹینگ چندرا ۹۳۵ء چولا ٹینگ چندرا ۹۵۷ء آمیہ تھو ۹۵۷ء۔ یے یو ۹۶۴ء۔ نیین گوٹن ۹۹۴ء۔

(ب) شہر لنگریٹ (لنجیٹ یا لنگری ٹمنگ) کے راجے۔ ۱۲۳۷ء تا ۱۴۳۳ء۔

علاومہ بھیو ۱۲۳۷ء یا زاتھوجی ۱۲۴۳ء سولو ۱۲۴۶ء اسناجی ۱۲۵۱ء سوموکجی ۱۲۶۰ء نیخاجی ۱۲۶۸ء من بیلو ۱۲۷۲ء سیتھابین ۱۲۷۶ء من کتھی ۱۲۷۹ء آسنلنے ۱۳۸۵ء تھیورایٹ ۱۳۸۷ء۔ تھین سیھے ۱۳۹۰ء راجہ تھو ۱۳۹۴ء اسیتھابین ۱۳۹۵ء من ساینجی ۱۳۹۶ء راجہ تھو ۱۳۹۷ء تھنگ تھو ۱۴۰۱ء۔ زاکھملا یا من سومون ۱۴۰۴ء (جو بنگال بھاگا)

(ج) شہر مروہاؤنگ (میوک ادیا میوہاؤنگ) کے راجے۔ ۱۴۳۳ء تا ۱۷۸۵ء

زامکھملا (من سومون یا سموم پسر راجہ تھو اور بانی میوہاؤنگ تھا) ۱۴۰۴ء میں بنگال بھاگا اور ۱۴۳۰ء میں غوری مسلمانوں کی مدد سے ارکان فتح کر کے مروہاؤنگ کا بنا ڈالا۔ ۱علی خاں (اس کا بھائی) ۱۴۳۴ء یاسو کھیو (کلمہ شاہ) ۱۴۵۹ء۔ دولیہ ۱۴۸۲ء یاسونیو ۱۴۹۲ء ینا ونگ ۱۴۹۴ء سلینگ کا تھو ۱۴۹۴ء۔ من راذا ۱۵۰۱ء کسابڈے ۱۵۲۳ء من سواد ۱۵۲۵ء۔ تھتا سا ۱۵۲۵ء۔ من بین (زنگبا گری) ۱۵۳۱ء۔ جس کو مسلمان زبک شاہ کہتے تھے۔ دکھیا ۱۵۵۳ء سولیما ۱۵۵۵ء۔ من سیتیہ ۱۵۶۴ء من پلاؤنگ (سکندر شاہ) ۱۵۷۱ء۔ من راذاجی (سلیم شاہ) ۱۵۹۳ء من کھماؤں (حسین شاہ) ۱۶۱۲ء۔ سری سودھمہ ۱۶۲۲ء من ثانی ۱۶۳۸ء نراتی جی ۱۶۳۸ء تھادو ۱۶۴۵ء۔ سندھو سودھمہ ۱۶۵۲ء اس راجہ کے عہد میں شاہ شجاع ارکان آیا۔ سری ثریا ۱۶۸۴ء وزادھمہ راجہ ۱۶۸۵ء مونی سودھمہ

نوٹ:۔ ۱علی خاں کا لکھی نام من کھاری تھا۔

Marfat.com

راجہ ۱۶۹۲ء سندھ تریا دھمہ ۱۶۹۴ء۔ نورا تھا ردو ۱۶۹۶ء میو کییا ۱۶۹۶ء
یہ غاصب راجہ تھا۔ کلامنڈٹ (غاصب راجہ) ۱۶۹۷ء نراڈیپٹی (سندھ تریا
دھمہ کا بیٹا) ۱۶۹۸ء۔ سندھ پلا (تھاڈو کا پوتا) ۱۷۰۰ء۔ سندھ تریا ۱۷۰۶ء
سندھ سودھمہ کا پوتا تھا۔ سندھ وتریہ (غاصب راجہ) ۱۷۱۰ء اس نے کمانچیوں
کو شہر بدر کیا۔ سندھ تریا (داماد سندھ وتریہ کا) ۱۷۳۱ء۔ نراڈیپٹی (اس کا بیٹا)
۱۷۳۴ء۔ نرا پوارہ ۱۷۳۵ء۔ یہ غاصب راجہ تھا۔ سندھ وتریہ (اس کا چچیرا بھائی)
۱۷۳۶ء۔ قطبیہ (قطرہ یا خنار) ۱۷۳۷ء یہ بدیسی غاصب راجہ مسلمان تھا۔
مدادیٹ (سندھ وتریہ کا بھائی) ۱۷۳۷ء نرا اپیا (اس کا چچا) ۱۷۴۲ء۔ سری
تھو (اس کا بیٹا) ۱۷۶۱ء۔ سندھ یا کمہ (اس کا بھائی) ۱۷۶۱ء۔ اپیا (اس کا داماد)
۱۷۶۴ء۔ سندھ سومنہ (اس کا داماد) ۱۷۷۳ء سندھ دیلا ۱۷۷۷ء یہ غاصب
راجہ بنا۔ سندھ تھڈ بیتھا (رامری کا لارڈ) ۱۷۷۷ء تھاڈھ ۱۷۸۲ء یہ اراکان کا
آخیر راجہ تھا۔ ۱۷۸۵ء میں اراکان کو برہما نے قبضہ کیا اور ۱۸۲۶ء میں انگریزوں
نے اراکان کو پورا قبضہ کر لیا۔

(د) سلاطین برطانیہ عظمیٰ (انگریز پایہ تخت شہر لندن) کا قبضہ
۱۸۲۵ء تا ۱۹۴۲ء رہا۔ بعد ازاں ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۴ء جاپان کا فوجی
قبضہ رہا اور پھر جنوری ۱۹۴۵ء سے برطانیہ کے قبضۂ اقتدار میں سارا
برہما آ گیا۔ ۱۹۲۶ء سے اراکان کا دار الحکومت شہر اکیاب ہوا۔
صوبہ برہما کا گورنر رنگون میں رہتا ہے۔

(۱) ملکہ الزبتھ ۱۵۵۸ء تا ۱۶۰۳ء
(۲) ملکہ وکٹوریہ ۱۶۰۳ء تا ۱۹۰۱ء
(۳) کنگ ایڈورڈ ہفتم ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۰ء
(۴) کنگ جارج پنجم ۱۹۱۰ء تا ۱۹۳۵ء
(۵) کنگ ایڈورڈ ہشتم ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء
(۶) کنگ جارج ششم ۱۹۳۶ء۔

اسلام برما میں

انڈونیشیا

عمران

تمام شد

کاتب الحروف سید نبی حسن۔ آروی

مسلمانانِ برہما و ارکان کے

قومی حالات

یعنی

رسالہ

تاریخ اسلام برہما و ارکان

مع

مختصر حالات ملایا اور ملیشیا (انڈونیشیا)

مؤلفہ

محمد خلیل الرحمٰن غفرلہ المنان ارکانی۔ وکیل شہر اکیاب برہما

(سابق ہیڈ ماسٹر محمڈن ایلیمنٹری ٹریننگ کلاس گورنمنٹ نارمل اسکول اکیاب)

باہتمام

علیم الدین صاحب مالک اسٹار آرٹ پریس ۳۳ زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں چھپی

بار اول (ایک ہزار کاپیاں)۔ سنہ ۱۹۴۶ء

قیمت:۔ دو روپے آٹھ آنے (۸/۲)

(جملہ حقوق محفوظ کوئی صاحب بلا اجازت چھاپنے کا قصد نہ کریں)